DAMAGE BOOK

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222177
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No

Accession No. U 530

Author

Title

Checked 1975

This book should be returned on or before the date last marked below.

ملک العزیز ورجنا

جس میں

اسلامی شان و شوکت اور دینی جوش کے بے نظیر نمونے نظر آتے ہیں

مصنفہ

مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی مصنف شوقین ملکہ، حبیب

دلکش، بدر النسا، یوسف و نجمہ، منصور موہنا، مترجم درگیش نندنی وغیرہ

حسب فرمائش

بابو ہرچرن داس صاحب بھارگو مہتمم بھارگو اسکول بک ڈپو نمبر ۱۵ و ۱۶

امین آباد پارک لکھنؤ

بحق حقوق بار چہارم

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۲۲ء

۲۰۰۰ جلد — جزو ۳ ورق — قیمت ۶

پہلا باب

لڑائی

پنجشنبہ ۴ جمادی الثانی ۵۸۶؁ھ کو اندازاً تین بجے دن کے ایک مختصر فوج اس سڑک پر جا رہی ہی جو ناصرۃ[1] سے عکہ کو گئی ہی چونکہ دن کم رہ گیا ہی اسوجہ سے یہ فوج اپنی رفتار کو رفتہ رفتہ تیز کرتی جاتی ہی پہاڑ کی گھاٹیاں جو اُلجھاؤ سے دیگر رہ نوردونکو راہ پر لاتی ہین ان بڑھے جانیوالے سپاہیون کی نظر کو ادھر اُدھر کی نیچی اونچی پہاڑیونکا عمدہ تماشہ دکھاتی جاتی ہین ان لڑکون کے بڑھے ہوے حوصلہ اور جوش مین آئے ہوے ولولے بتا رہے ہین کہ جس کام کو یہ جا رہے ہین وہ کوئی جنگی مہم ہی کیونکہ عموماً سپاہیون کے لیے اس سے زیادہ خوشی کبھی نہین ہو سکتی کہ جہان مردشی کا امتحان لیا جائے اور دشمن کے مقابلے کو روانہ کیے جائین اندازاً یہ دو سو سوارونکا گروہ ہوگا جسمین اکثر مصری اور کچھ ترک اور کچھ عربی جوان شامل ہین چونکہ راستہ تنگ ہی اسوجہ سے یہ لوگ دو دو سوار کہین ایک ایک قطار مین ہو گئے ہین جو اگر تو برابر رہتی ہی اور بعض اوقات نشیب و فراز کے واقع مین پڑنے سے درہم برہم ہو جاتی ہی اگرچہ کوئی

---

[1] ملک شام مین یہ چھوٹا سا تباہ شدہ شہر ہے اسپر یورپ والون نے بڑا حملہ کیا تھا حضرت عیسیٰ اور اُنکی والدہ ماجدہ مریم اور حضرت مریم کے شوہر نجار کی زندگی کا بہت حصہ مصر سے واپس آکر اسی شہر مین گذرا ہی اُس زمانہ مین بہت آباد تھا یہ شہر شہر عکہ یا ساحل بحر روم سے اندازاً اُنیس میل ہوگا انگریزی مین اُسے نزارتھ کہتے ہین یہ ملک شام کے اُن شہرون مین ہی جو ساحل پر واقع ہین -
یہ شہر ارض مقدس کا ایک عمدہ بندر ہے اُسے انگریز لوگ ایکر کہتے ہین -

خاص وردی نہین ہر اور مختلف رنگ کی عبائین ہر ہر سپاہی کو جدا جدا ثابت کر رہی ہین اور باعتبار وضع کے اس مختصر فوج پر وہ رعب وجلال نہین برستا ہی جو موجودہ زمانہ کی باضابطہ فوجون سے عیان ہوا کرتا ہے تاہم ان لوگون کے عربی شاندار اور منہ زور گھوڑے انکے بڑے بڑے عمامے - انکی قباؤن کے ہوا مین اُڑتے ہوے دامن جو رنگ برنگ کی فوجی خوشنما جھنڈیونکا کام دیرہے ہین -

اُنکی نیچی اور نورانی داڑھیان - انکے لمبے لمبے برچھے جو کسی وقت تنگ گھاٹیون سے نکلکر سہ پہر کے آفتاب کی کرنون مین چمکنے لگتے ہین - کچھ کم وقعت نہین دکھاتے - باوجودیکہ ہر ایک کا لباس باعتبار رنگ کے جداگانہ ہے مگر ان سب کی وضع مین ایک قسم کا شرعی تناسب ہے جس سے ان لوگون کے اتفاق اور باہمی ہمدردی اور ربط وضبط کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے - عمامے سرون پر ہین - قبائین سب کی نیچی ہین - برچھے سب کے لمبے ہین - پیٹی ہر ایک کی کمر پر کسی ہوئی ہے -

دھوپ کا اُجلاپن ماند پڑنے لگا - وہ سنگستانی پہاڑیان جو چارون طرف ان فوجی مسافرون کو بھلا دے دیرہی تھین اُنپر ایک قسم کا دھوان بھی نمودار ہونے لگا - تاریکی بھی کسیقدر غالب آگئی اور اسکوہستانی مقام مین اُن لوگون مین کسیقدر تشویش پیدا ہوگئی لڑائی کے شوق مین انکی صورتون سے حسرت عیان تھی - لیکن انکے شگفتہ چہرے دن کے اختتام اور وقت کے تنگ ہوجانے سے افسردہ ہونے لگے - اسوقت پھول تر و تازہ ہوجاتے ہین کلیان کھلنے لگتی ہین - چڑیون کے چہچہانے کا یہی وقت ہے - مگر انپر کچھ ایسی ناامیدی سی طاری ہوئی کہ کسی دل شکستہ عاشق کی طرح خود بخود مرجھائے جاتے ہین - کوئی پرند اپنی معمولی شام کے جوش مین چلا اُٹھتا ہے اور اُسکی آواز پہاڑون مین گونجتی ہوئی انکے کانون مین پہونچتی ہے - اور یہ شام ہونے کا خیال کرکے اور زیادہ اداس ہوجاتے ہین -

اب اسوقت یہ لوگ نہایت تنگ اور دشوار گذار درون مین ہین -

بڑے بڑے پہاڑ جنکی سنگی سطح پر خاک بھی اپنا سفید مگر میلا رنگ نہین پھیرنے پائی ہے کالے کالے قوی ہیکل اور مہیب دیوؤن کی طرح انھین چارون طرف سے گھیرے ہوے ہین اور شاید یہی وجہ ہے کہ تاریکی اور بھی زیادہ غالب آگئی ہے - سر پر آسمان کا کسیقدر حصہ کھلا ہوا نظر آرہا ہے اگرچہ اُسکا رنگ ہنوز میلا نہین ہونے پایا ہے مگر دنیا تیرہ و تار ہوتی جاتی ہے

تھوڑی دیر کے بعد یہ سنگستانی سلسلہ تمام ہوگیا اور جماعت ایسے کھلے میدان مین پہونچی جہان آفتاب کی روشنی اگرچہ جھکی ہوگئی لیکن اپنا پورا پورا اثر ڈال سکتی تھی پہلا خیال غلط ٹھہرا اور معلوم ہوگیا کہ جس مقام پر جانا ہے وہان رات سے پہلے ہی پہونچ جائینگے۔

ایک خوشرو جوان جو اس چھوٹی فوج کے آگے جا رہا ہے اس وسیع میدان مین پہونچکر بہت خوش ہوا اُسکے چہرے سے معلوم ہوتا ہو کہ اپنے تئین بالکل کامیاب اور بامراد تصور کرتا ہے اُس نوجوان نے یہان کھلے میدان مین چارونطرف نظر ڈالی گو کہ دور پر کچھ پہاڑیان نظر آتی تھین اور گو اب بھی نگاہ کو زمین کے سطح تختے پر سے اٹلکے دور تک جانیکی اجازت نہ ملتی تھی مگر یہ حالت بھی کیفیت سے خالی نہ تھی۔

ان دور کی پہاڑیون کو دیکھتے دیکھتے یکایک ایک قلعہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ اُس پہاڑی پر کچھ آبادی نظر آتی تھی اور اُسکے دامن مین ہمارے بہادر سپاہیون کے رہگذر سے قریب ہی کچھ ٹوٹے پھوٹے قدیم عظمت یاد دلانے والے شکستہ آثار دکھائی دیے جنکے پاس ہی چند کنوئے تھے اور اس عمارت کے آس پاس آباد ہونیوالے غربا مین کچھ عورتین کھڑی پانی بھر رہی تھین ان کنوؤن کی صورت نظر آتے ہی نوجوان نے پلٹ کر اپنے ساتھ والون سے کہا ہمارے گھوڑے تھک گئے ہین۔ اس دشوار راستے مین بہت تکلیف ہوئی ہو آؤ کنوئے چلکے اپنے گھوڑون کو پانی پلائین۔ ایک سوار بولا۔ مگر ہمکو دیر ہوگئی ہے۔ ایسا نہو کہ سفر اور محنت بیکار ہوجائے۔

نوجوان۔ اوہ اسکی تو ہمین کچھ فکر نہین۔ اگرچہ دیر ہوجانیکا مجھے بھی اندیشہ تھا مگر اب نہین ہی۔ ہم ہر طرح اپنے دشمنون پر فتح پائینگے ہم خدا کا کام کر رہے ہین وہی ہماری مدد کریگا رات روشنی کو مٹا سکتی ہے مگر ہماری جرأت اور بہادری کو نہین مٹا سکتی۔

سوار۔ بیشک ہمین خدا کے وعدون اور اپنے سردار کی بہادری پر پورا بھروسہ ہی مگر رات ہوگئی تو کسی قدر دقت ضرور ہوگی۔

نوجوان۔ ہان یہ صحیح ہے۔ مگر مین نہین چاہتا کہ اپنے اس مصیبت کے شریک کو ذرا تکلیف دون یہ کہکے جھکا اور گھوڑے کی گردن پر پیار سے ہاتھ مارا جس سے ایک آواز نکلی (تکلیف دون یہ میرا شیردل دوست اس مقام پر کام آتا ہی جہان اپنے پرائے ہوجاتے ہین نہین مین ضرور اسے پانی پلاؤنگا اتنا کہکے اور سڑک چھوڑ کر بائین ہاتھ کیطرف باگ موڑ دی۔

یہ نوجوان نہایت حسین اور خوشرو جوان ہے۔ عمر اکیس بائیس سے زیادہ نہو گی۔ داڑھی
ابھی تک نکل نہین چکی ہے۔ دونون جانب رخسارون پر کچھ نرم اور خوشنما بال نکل آئے ہین
جو بوجہ اسکے کہ ابھی تک محاسن پر استرہ نہین لگا ہے ایک فطری نیچرل نرمی اور ملائمت کی
خبر دیرہی ہین باغ حسن کا خودرو سبزہ زیادہ زمانہ گذر جانے سے سیاہی مارنے لگا ہے اسکے
دلفریب چہرے کو یورپ والون کی طرح پھیکے گورے پن نے اپنے بے مزہ رنگ مین نہین رنگا
ہے بلکہ ایک پختگی اور ملاحت پائی جاتی ہے جسکی قدر بھی کچھ وہی لوگ کر سکتے ہین جو
خود بھی حسین ہون ۔ اسکا خوبصورت اور دلربا چہرہ بالکل ترکی وضع کا ہے۔
ترکون کا حسن مشرقی حصہ دنیا مین بہت مشہور ہے مگر اس نوجوان کی صورت مین کوئی
ایسی بات پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے ترک لوگ بھی اسے حیرت کی نظر سے دیکھا کرتے
ہین کشادہ پیشانی۔ اونچی اور ستوان ناک۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھین نازک ہونٹھ چکنے
اور صاف گلابی رخسار سے بھرا بھرا غبغبہ۔ اور ان سب پر کبھی بکھر جانے والے کچھ کچھ
چمکدار کالے کالے بال یہ ایسی چیزین ہین کہ کسی نوجوان کے حسن کو کام فریب بنانے کے لیے
کافی ہین۔ قد پورا ہے مگر اسی کے تناسب کی خوشنما چوڑان اور بھرے بھرے قوسے
ہاتھ پانون اس حسن کو زنانے حسن سے کسی قدر ترجیح کے ساتھ جدا کر رہی مین تمام اعضا کی
مجموعی بناوٹ انکا تناسب اور ان سب باتون کے ساتھ اسکے چہرہ کی متانت اور سنجیدگی
پھر اسی سنجیدگی کے ساتھ ملا ہوا نوجوان کا رعب و داب سب نے ملکر کچھ ایسی دلبری
پیدا کر لی ہے کہ جو حسن پرست خصوص وہ حسین دوشیزہ لڑکی جسے ابھی تک ماں باپ کو
اُس کے حسن پر غرور کرتے چودہ برس گذر گئے ہون یہ شکل و بےنظیر صورت دیکھکر کبھی
اپنے دل پر قابو نہین رکھ سکتی۔
یہ نوجوان اپنی صورت و شکل ہی کے اعتبار سے نظر فریب نہین ہے بلکہ اسکی وضع بھی دلبری کا
ایک عجیب عالم دکھا رہی ہے۔ سر پر فولادی چمکتا ہوا خود ہے اور اسپر سفید رنگ کا بڑا سا عمامہ
بندھا ہوا ہے جسمین سے شتر مرغ کے پر کی ایک کلغی نکلی ہوئی ہے اور دیکھنے والون کو بتا رہی ہے کہ یہ
نوجوان کوئی معزز حیثیت رکھتا ہے بدن پر نیچے لوہے کی کڑیونکی جالدار زرہ ہے اور اسپر عمدہ ریشمی
نیلے دھاری دار حریر کی افغان ہے۔ کمر مین نہایت نرم اور گدگدے چمڑے کی پیٹی کسی ہوئی ہے
جسکی نقرئی ڈھلے اب پر سنہری کام بنا ہے۔ داہنی طرف شانے سے کمر تک ایک آڑا تسمہ

پڑا ہی - گینڈے کی پیٹھ کی ڈھال جسکے سونہ خون مین چاندی کے حلقے لگے ہوے ہین پیٹھ پر - چمڑہ کا نہایت مضبوط اور خوش وضع موزہ پانون مین - دہنی جانب کی رکاب کے برابر ہی ایک لوہے کا خول ہے جسمین برچھے کے نیچے کی نوک رکھی ہوئی ہی - برچھے کے درمیانی حصہ کو یہ نوجوان جنگجو اپنے مضبوط پنجے سے پکڑے ہوے ہی - برچھا بہت لمبا ہی - اور سر کے برابر ہی ہوتا ہوا دو تین ہاتھ اونچا نکل گیا ہے جسکے پھل کے نیچے ایک زرد مصری معرکہ کی جھنڈی اُڑ رہی ہے - کمر مین ہندوستانی وضع کی میان مین کی ہوئی ولائتی تلوار لٹک رہی ہے جسکا سنہری قبضہ نوجوان کے دبدبہ کو اور ترقی دے رہا ہے -

الغرض نوجوان اور اُسکے جوانمرد ساتھی کنوین کے قریب پہونچے عورتین جو برقعہ اوڑھے پانی بھر رہی تھین سپاہیون کو اپنے قریب پاکر ٹھٹک کر علحدہ ہو گئین دو تین سوار اُترے کنوون کے حوض کو پانی سے لبریز کیا - نوجوان اپنے گھوڑے کو پانی پلا پیچھے ہٹکر کھڑا ہو گیا اور باقی سوار باری باری اپنے گھوڑون کو پانی پلانے لگے -

اُسوقت گھوڑون کے ہنہنانے کی بہت سی ملی ہوئی آوازین پانی مین گونج اُٹھین کیونکہ یہ جنگ آزما گھوڑے پانی سے سیراب ہونے پر اپنی اپنی زبان مین مسرت ظاہر کر رہے تھے اس شور نے گاؤن والون کو اپنی طرف متوجہ کیا -

اس فوج کا نوجوان اور خوشرو افسر اُس پہاڑی کو دیکھ رہا تھا جسپر گانون آباد تھا اور گانون والے اُسے دیکھ رہے تھے - ایک سوار نے جو اپنے گھوڑے کو پانی پلا کر نوجوان کے پیچھے آکے کھڑا ہو گیا تھا کسی عورت سے پلا کے عربی زبان مین پوچھا - یہ کون گانون ہے -

عورت - بیر الجوش[1] -

نوجوان - مسکرا کر - تمنے اچھی جگہ گھوڑون کو پانی پلایا گویا یہ جگہ اسی کام کے لیے ہی -

سوار - مگر کتنا اچھا کام ہے - ہمارے گھوڑون نے خدا کی راہ مین قدم رکھا - یہ کنوین خدا ہی نے پانی پلانے کے لیے بنا رکھے تھے -

نوجوان - مین سمجھتا ہون ان کنوون سے دو ہی مرتبہ ایسے کام لیے گئے ہونگے -

---

[1] یہ ایک چھوٹا سا گانون ہے جو ملک شام مین ناصرہ سے ۴ یا ۵ میل پر واقع ہے بیر الجوش شاید اسی سبب نام رکھا گیا ہوگا کہ پہاڑون اور گھاٹیون سے نکلکر مسافر اور فوجین سستایا کرتی ہونگی - یہان سے قریب اور کہین پانی میسر نہین آتا -

یا تو اسلام کے پہلے زبردست مجاہدون نے یہان قیام کیا ہوگا - یا آج ہم اپنے مبارک گھوڑون کو پانی پلا رہے ہین - واقعی یہ گانون بہت عمدہ موقعہ پر واقع ہے - یہ کہہ کے گانون کی طرف نظر اوٹھا کے دیکھا -

گانون ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع تھا سنگی شکستہ عمارتون کی میلی میلی دیوارین اور بوسیدہ چھتین محرابدار اور مربع دروازے دور کے سین مین ایک عمدہ اور موثر کیفیت پیدا کر رہے تھے اس بلند گانون کی عمارتون سے دھوان اوٹھ رہا تھا نوجوان پرانی عمارتون کو حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ کوئی ترکی شخص پہاڑی پر سے اُترتا نظر آیا یہ شخص ایک بدحواسی کے عالم مین ٹھوکرین کھاتا ہوا اوپر سے اُتر رہا تھا - یہ شخص آیا اور نوجوان کے قریب پہونچتے ہی گر پڑا اور چلا چلا کے رونے لگا -

نوجوان - تم کون ہو اور اسقدر بیقرار کیون ہو -

شخص - مین ایک ضعیف العمر ترک ہون - ہاے یہ عمر لڑتے بھڑتے اور ملک و قوم کے لیے سینہ سپر ہوتے ہی گذری ہے - مگر اس بڑھاپے مین جو صدمہ گذرا ہی خدا کسی مسلمان کو نہ پہونچائے ہاے مین تباہ ہوگیا -

نوجوان - (ہمدردی کے جوش مین بیتاب ہوکر) آخر کہو تو کیا ہوا -

ترک - میرا گھر بار سب لُٹ گیا - میرے بال بچے قتل ہوگئے اب مین زندہ رہکر کیا کرونگا زندگی وبال ہی شوفت[1] عامر مین میرا مکان تھا کل صبح تک ہم بالکل بیخوف و خطر تھے مگر ہاے دوپہر کے قریب فرنجیون[2] کے ایک گروہ نے اُسپر قبضہ کر لیا اور تمام زن و مرد تہ تیغ ہوگئے ہاے کوئی نہ بچا اور شاید کوئی بچا ہو مگر عزیز و اقارب تو سب مار ڈالے گئے ظالمون نے کسی کو نہ چھوڑا - اے سردار آپ ابھی میرا بدلہ لے سکتے ہین -

نوجوان - ہان ہان مین اسی لیے آیا ہون - افسوس تمھارے عزیز تو نہین ملسکتے

---

[1] یہ گانون گلے زمانہ مین بہت آباد تھا اب اسمین شکستہ اسی سنگی عمارتین ہونگی اس گانون کی قطع بالکل قلعہ کی سی ہے - اور کیا عجب ہو کہ کسی زمانہ مین قلعہ ہو دور سے یہ گانون بڑا شاندار معلوم ہوتا ہے -

[2] اسی لفظ سے لفظ فرنگ نکلا ہے اس سے مراد فرنچ ہی - کیونکہ اُس زمانہ مین تمام یورپ کے لوگون کو افرنجی کہتے تھے - کسی وجہ سے اب بھی ممالک فرنگستان سے مراد یورپ لیجاتی ہے -

مگر اس تلوار سے (قبضے پر ہاتھ لیجا کر) مین ہزارون فرنجیون کو خون مین نہلا دونگا۔
ترک - مگر آپ کیا کر سکین گے - اُنکی فوج بہت ہے - دو ہزار سے کم نہو نگے ہاں خدا ہی میرا بدلہ لے گا۔
نوجوان - تم ایک تجربہ کار ترک ہو کر ایسی بات کہتے ہو ا ہمکو انکی زیادتی کی کوئی پروا نہین - کیا وہ لوگ عرب کی تلوار اور ترکون کی جرأت بھول جائینگے ؟ نہین جبتک میری تلوار اونکا کام نہ تمام کرے نہ بھولین گے۔
ترک - حضرت وہ بڑے ظالم بڑے جلاد ہین - اُنمین کہین نام کو رحم نہین اُنکے بڑے سردار نے سلطان صلاح الدین کے ساتھیون کو دکھا دکھا کر دو ہزار سات سو ترکون کے سر کاٹ کے پھینکدیے۔
نوجوان - (غضبناک ہو کر) یہ کب -
ترک - اسے ابھی چار ہی روز تو ہوے۔
نوجوان - سلطان سے یہ ہو سکا - مین تو اپنی اور ان ظالمون کی جان ایک کر دیتا۔ اب اُن لوگون کا ظلم حد سے گذرا جاتا ہے مین دیکھتا ہون مجھے تھوڑے نہین ہزارون مسلمانون کے خون کا بدلہ لینا ہے - کون مسلمان - جسکا ایک ایک رویان خدا کو ساری دنیا کے کافرون سے زیادہ عزیز ہے - دیکھو مین افرنجی بزدلون کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہون اور افرنجی کے خون کو کس ذلت سے زمین پر گراتا ہون - اب مجھ مین صبر کی تاب نہین باقی ہے مین مرونگا یا سب کو مار ڈالونگا۔
اسوقت نوجوان کی آنکھون مین خون اُتر آیا تھا - وہ غضبناک ہو ہو کر چارون طرف دیکھتا تھا مگر کوئی نہ ملتا تھا جسے مار ڈالے - چہرہ سرخ ہو گیا اور آنکھون سے شعلے نکلنے لگے - جب یہ حالت برداشت نہو سکی تو زور سے چلا کے پوچھا سب لوگ گھوڑون کو پانی پلا چکے -
کئی آوازین - ہان صاحب پلا چکے۔
اتنا سنتے ہی نوجوان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بوڑھے ترک کی طرف دیکھکر ایک پرجوش لہجے مین کہا - اب یہ تلوار تمھارے عزیزون اور ہر مسلمان بھائی کے خون کا بدلہ لیگی اور اگر ایسا نہین ہے تو مجھے قتل کر دو اسکے میا مین جائیگی بس اب مجھے زیادہ کہنے کی

تاب نہین - اتنا کہا - اور گھوڑے کو اڑ ہتا کے باگ ڈھیلی کر دی - سب سوار اُسکے پیچھے ہو گئے اور یہ سب لوگ گھوڑونکو سرپٹ دوڑاتے شمال کی طرف روانہ ہوے گھوڑونکی ٹاپون سے ایک تیرہ و تار گرد اوٹھی - جسمین سے نوجوان اور سب سوارون کے برچھے کے پھل نمایان تھے -

شام کی دھوپ ان اسلحہ پر جو سوارون کی تیزروی سے حرکت کرتے جاتے تھے پہلو بدل بدلکر تڑپ رہی تھی - یہ سوار اس میدان مین فراٹے بھرتے چلے جاتے تھے اور نوجوان برچھے کی زرد جھنڈی ہوا مین نہایت تیزی سے لہرا رہی تھی -

تھوڑی دیر مین شوف عامر کی پہاڑی نگاہ کے سامنے تھی یہ لوگ دامن کوہ مین نہ ٹھہرے بلکہ بلا تامل چڑھنے لگے - تا کہ غنیم کو خبر بھی نہو اور گانون پر قبضہ کرین شوف عامر پر اہل یورپ قبضہ کر چکے تھے - انھون نے اُس گانون کی تمام رعایا کو قتل کر ڈالا تھا - عورتونکی بے آبروئی بچونکا مان کی گود مین قتل ہونا کوئی بات اُٹھا نہ رہی تھی - یوروپین گروہ کے جو لوگ شہر کے کنارے کھڑے ہوے تھے - اس نئی فوج کو اپنی طرف آتے دیکھکر متردد ہوے مگر جب مصری جھنڈے پر اُنکی نظر پڑی تو لپک کے اپنے افسر کو خبر کی -

فوراً فوجی نقارہ بجایا گیا - اور قبل اُسکے کہ بہادر مسلمان پہاڑی کی نصف بلندی بھی طے کرنے پائین یورپ والے اُنکے مقابلہ کو تیار ہو گئے - تین ہزار مسیحی جوان جن مین فرانس - انگلینڈ - اسکاٹ لینڈ وغیرہ کے اطراف کے لوگ تھے اس جھنڈے کے نیچے صف باندھکر کھڑے ہو گئے - جسپر ہولی[1] کراس چمک رہی تھی - نقارے کی آواز پہاڑی کی چوٹی پر گونج رہی تھی - اور دین عیسوی کے نشانون کے جھنڈے ہوا مین لہرا رہے تھے ہر جوان کے دلمین ایک جوش بھرا ہوا تھا جو چہرون سے صاف ظاہر ہو رہا تھا - ڈی فرس ارل آف[2] ڈربی جو انگلستان والون مین نہایت سر برآوردہ تھا - یہ پُرجوش فوج اسی کے کمان مین تھی - ارل آف ڈربی ہولی کراس کو بلند کیے ہوے فوج کے آگے بڑھتا تھا - یہ بڑا جنگ آزمودہ اور بہادر جنرل تھا - نہایت وزنی زرہ زیب تن تھی جسے ایک سیاہ

[1] صلیب مقدس -

[2] انگلستان سے جو لوگ بیت المقدس کی لڑائی پر رچرڈ کے ساتھ آئے تھے اُنمین سے یہ ایک نامور شخص تھا اور اسی گانون کے قریب مارا گیا -

کرتے مین چھپائے ہوے تھا۔ اگرچہ زرہ مین شانون کہنیون اور جسم کے تمام جوڑون کے پاس لوہے کی تقلیان لگی ہوئی تھین مگر ہاتھ پانون بوجھ کے بارے بہ مشکل حرکت کر سکتے تھے سر پر بھاری اور مدور خود قریب شام کے آفتاب کی کرنون مین چمک رہا تھا جسمین گردن کی حفاظت کے لیے ایک لوہے کا مہین جال لگا ہوا تھا جو شانون اور پیٹھ پر پڑا ہوا تھا۔ پیٹھ پر لوہے کی مثلث قطع کی ڈھال تھی۔

ارل آف ڈربی ایک مسن آدمی تھا صورت کہے دیتی تھی کہ اسکے متین اور باضابطہ چہرے نے اندنون یورپ کی روز روز کی باہمی لڑائیون اور خانہ جنگیون مین بہت تجربہ اُٹھایا ہوگا یونانی کینڈے کا چہرہ تھا آنکھین بڑی بڑی اور کشادہ ناک کشادہ اور کسی قدر آگے کو جھکی ہوئی اور کچھ مدور پیشانی کشادہ اور خوب پھیلی ہوئی ٹھڈی چھوٹی تھی اور ذرا یونہی سی اوپر کو اُٹھی ہوئی بال بڑے بڑے مگر نظر نہ آتے تھے۔ داڑھی منڈی ہوئی۔ لمبی لمبی اور گھنی مونچھین ادھر اودھر کانون پر اُڑ رہی تھین۔

اس جنگ آزمود دیورین نے گھوڑا آگے بڑھا کر جھنڈے کو جسمین مقدس صلیب لگی ہوئی تھی حرکت دی اور اپنے سپاہیون سے مخاطب ہو کر کہا "اے اس ہولی کراس پر جان دینے والو۔ ہان تمھارا باپ اس آسمان سے دیکھ رہا ہی کہ تمنے اُسکے کام کے لیے کس طرح جانین ہتیلیون پر لے لی ہین۔ اُسکا بیٹا تمھاری نجات کے لیے سولی پر چڑھ گیا۔ خدا کا بیٹا اپنا دین تمھاری حفاظت مین دے گیا اور تمنے اپنے تئین اس مقدس اور مبارک دین کا خادم بنا لیا ہی۔ اسی خدمت مین تمنے وطن کو چھوڑا۔ تم گھر سے جدا ہوے۔ مان بہنون کو روتا چھوڑ آئے۔ سفر کی تکلیفین اوٹھائین۔ جان دینے یا مسیحی مذہب کی حمایت کے لیے اس گرم سرزمین پر آئے کون زمین؟ جسمین خدا نے بڑے بڑے پیغمبر بھیجے جسمین خدا کے بیٹے نے انسان کی شکل اختیار کی تھی۔ یہ کراس اُسی کی یادگار ہے جو تمھارے گناہون کا کفارہ ہو گیا۔

(پھر نشان کو حرکت دی) تم اسی کے بچانے کو آئے ہو۔ یہ لوگ جو آرہی ہین تمھارے دشمن نہین اسی کے دشمن ہین (آواز آئی ضرور بچائینگے) ضرور بچاؤ۔ تمھارے دشمن گمراہ ہین بے ایمان ہین۔ ظالم ہین۔ ناخدا ترس ہین۔ بس چلنے پر تمھارے کراس کو وہ اوندھا کر دینگے تمھین تہ تیغ کرینگے۔ تمھاری عورتونکی بے عزتی کرینگے۔ تمھارے بچون کو غلام بنائینگے

اور کیا ایسا ہوا نہین؟ تم سیکڑون دفعہ دیکھ چکے ہو۔ ساتھ والون نے جوش مین آکر زور سے کہا۔ ہم مر جائین گے مگر یہ ذلت گوارا نہوگی۔

آرل آف ڈربی اپنے ساتھیون سے یہ گفتگو کر رہا تھا کہ مسلمانون کا سردار وہی نوجوان اپنے دو سو جرار سپاہیون کو لیے ہوے قریب پہونچ گیا۔ پہلے تو ارادہ تھا کہ بلا تامل حملہ کر دے مگر یورپین لوگون کو تیار پا کر ٹھہر گیا۔ اُسنے عیسائیون کے سامنے پہاڑی کے نشیب مین اپنے سوارون کی صف باندھی اور اپنا چھوٹا سا مصری جھنڈا اٹھا کر کہنے لگا۔ بہادرو آج تمھین بخوبی موقع ملا ہے کہ اپنی شمشیر خارا شگاف کا جوہر دکھاؤ۔ یہ ملک کے لیے لڑائی نہین جہاد ہے تمھین جرأت کے علاوہ دینی جوش سے بھی کام لینا ہوگا۔ تمھین عرب کی بہادری اور صحابہ رضہ کرام کی اولوالعزمی دکھانا پڑیگی۔ تمھین شہادت کا آرزومند ہونا پڑے گا۔ تمھارا وحدہ لاشریک خدا تمھاری مدد کریگا۔ یہ لوگ تمھارے ملک مین شرک کی تعلیم سکھلانے آئے ہین کافر ہین۔ خدا کے دشمن ہین۔ خدا پر تہمت باندھتے ہین۔ معاذ اللہ مسیح کو اُسکا بیٹا کہتے ہین اور دیکھو خدا کہتا ہے لم یلد ولم یولد۔

پس اب انھین مہلت نہ دو کہ بھاگ کے بھی اپنی جانین بچا سکین ان کافرون کو اس پہاڑی پر ہی تمام کر دو۔ سنو اب کوئی آکر میرے نشان کو لے مین تم سب سے پہلے میدان جنگ مین جاتا ہون۔

ایک ترکی سوار۔ صاحب اب شام ہو چکی ہے۔ اتنا وقت کہان کہ ہم لوگ کھڑے ہو کر آپ کی جنگجوئی کی سیر دیکھین ہم سب کو ایک ساتھ ان کافرون پر حملہ کرنا چاہیے۔

نوجوان۔ ہان تم سچ کہتے ہو۔ ہمکو یکبارگی حملہ کر کے درست کر لینا چاہیے۔ اچھا چلو اب مجھے یہان ٹھہرنا سخت ناگوار ہے۔

یہ کہکر اُسنے ڈھیلی کر دی اور دشمنون پر حملہ کر دیا۔ سب سوارون نے نیزے جھکا لیے برچھیوان کے پھل عیسائی سپاہیون کی طرف کیے گئے۔ اور گھوڑون کی باگ اٹھا دی۔ مسلمان نوجوان افسر ننگی تلوار ہاتھ مین لیے سب سے آگے تھا۔ اور یہ دونو کا غول آگے نیزے ہاتھون مین لیے شوق شہادت کا مزہ کافرون کے قریب پہونچا اور تعجب یہ ہوا کہ عیسائیون نے بڑی خوبصورتی اور بہادری سے اُن کے

والے سواروں کو روکا مسلمانوں کے حملے کے ریلے میں عیسائی بہت پیچھے ہٹ گئے۔ اور شوبک عامر کی فصیل کے پاس پہونچکر آرل آف ڈربی کے سنبھالنے سے سنبھلے اور قدم جما کر بڑی دلیری سے لڑنے لگے۔ دونوں فوجیں اسقدر رلملگئیں کہ نیزے بیکار ہوگئے اور تلوار چلنا شروع ہوئی۔ خودوں اور زرہوں پر تلواروں کے پڑنے سے جھنکار کی آواز ہر طرف سے آرہی تھی۔

سر کٹ کٹ کے گرتے تھے اور پہاڑی کی نشیب میں دور تک چٹانوں سے ٹکراتے اور لڑھکتے چلے جاتے تھے۔

عیسائیوں کا رخ جنوب کی طرف اور مسلمانوں کا شمال کی طرف تھا اور شام کے زرد آفتاب کی سنہری کرنیں مغرب کی طرف سے تلواروں اور خودوں پر چمک رہی تھیں تلواریں اپنا جلا دار آئینہ آفتاب کو دکھانے میں قیامت کی شوخیاں کر رہی تھیں خون برابر نشیب کے مقاموں میں جمتا جاتا تھا۔

اسلحہ انسانی بدنوں پر اپنا پورا کام کر رہے تھے اور جانیں نہایت سہولت کے ساتھ قفس عنصری سے آزاد ہوئی جاتی تھیں مسلمانوں کا یہ ایک منجا ہوا کام ہے کہ چھانٹ چھانٹ کے افسران فوج کا خاتمہ کر دیا کرتے ہیں۔ غرض آفتاب ڈوبتے ڈوبتے افسروں میں سے بہت کم ایسے ہونگے جو باقی رہ گئے ہوں۔ سب نذر اجل ہو چکے تھے۔ آفتاب یہ دہشتناک تماشہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے اقبال کی طرح قمری مہینے کی چوتھی تاریخ کا ہلال سر پر چمکا۔

وہی جانستان کام جو زرد دھوپ میں ہو رہا تھا اس کی جلی چاندنی میں بھی ہو رہا تھا اب لڑتے لڑتے دونوں جانب کے لوگ تھکنے لگے تھے۔ مگر باوجود اسکے عیسائی لوگ دیوار شوبک عامر کے نیچے خوب استقلال سے قدم جمائے کھڑے تھے۔ اور مسلمان لوگ گویا ان پر پلے پڑتے تھے۔ اسلحہ اور زرہیں سب کی سب خون کے ارغوانی رنگ میں رنگ گئی تھیں اور لڑائی کی آگ سے نیزوں اور تلواروں کے شعلے تیزی کے ساتھ اڑ رہے تھے۔

مسلمان اور عیسائی دونوں جانب کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ کون کس سے لڑ رہا ہے اور کون کس کی زد پر ہے صرف ایک جوش تھا جو اپنے تلواریں بلند کروا رہا تھا۔

مسلمانوں کا نوجوان افسر واقعی بڑا بہادر شخص تھا۔ اسکو اسکی ذرا بھی پروا نہ تھی

کہ دشمنون کے کسقدر گھرے سمندر مین وہ اور اسکی فوج پیرِ رہی ہو- وہ جدھر حملہ کرتا تھا عیسائیون کی صفین درہم برہم کر دیتا تھا- اُسنے ہرطرف سے دشمن کی فوج کو منتشر کر دیا- اور اسی طرح جنگ آزمائی کر رہا تھا کہ

آرل آف ڈربی کا اُسکا سامنا ہو گیا- انگریزی سن رسیدہ افسر نے مسلمان سردار کی نوعمری اور اس جرأت کو بڑی حیرت سے دیکھا اور ساتھ ہی اُسکے خوبصورت اور نازک چہرے پر غور کرنے لگا- اُسکو نقش حیرت پا کر نوجوان نے اپنی تلوار کا وار کیا جسکو آرل آف ڈربی نے اس پھرتی سے اپنی مثلث ڈھال پر لیا کہ نوجوان کو بھی حیرت ہو گئی آرل آف ڈربی نے ہنسکر لنگو ئلہ فرنیکا زبان مین کہا- اب مجھے اپنی سپہگری پر استادعوی ہو گیا کہ مجھپر حملہ کرتے ہو-

نوجوان - (اُسی زبان مین) کیا تم نہین جانتے کہ میری رگون مین ترکی خون دوڑ رہا ہو اور اسلام نے مجھ مین عربی بہادری پیدا کر دی ہو؟ یہ کہکر دوسرا وار کیا جو عیسائی سپہ سالار کے شانے پر پڑا مگر زرہ کی وجہ سے کچھ اثر نہ کرسکا- آرل آف ڈربی کو بھی ندامت کا غصہ آ گیا اُسنے بھی سنبھلکر مسلمان پر وار کرنا شروع کیے اور دونون مین سخت لڑائی ہونے لگی لیکن مسلمان افسر باوجود کم عمری کے حقیقت مین بڑا چالاک تھا اُسنے آرل آف ڈربی کے گھوڑے کو اپنے نیزے سے بالکل بیکار کر دیا- گھوڑے نے زخمی ہونے کے بعد اپنے عیسائی معزز سوار کو زیادہ مہلت نہ دی- اُسے پیٹھ پر سے گرا دیا اور چونکہ کاری زخم لگا تھا دو قدم جا کر خود بھی گر پڑا- گو آرل آف ڈربی کے گرتے وقت ہولی کراس ابھی اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی تھی مگر ایسی سخت لڑائی ہو رہی تھی کہ کسی عیسائی کو اسکا خیال بھی نہوا گھوڑے سے گر کر آرل آف ڈربی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ نوجوان ترک قضائی طرح اُسکے سر پر جا ہونچا اور بھاری گرز اُٹھا کر ایسا وار کیا کہ عیسائی افسر ایسی چوٹ کھا کے گرا کہ پھر سنبھلنے نہ پایا- نوجوان نے یہ وقت غنیمت پایا اور گھوڑے کی پیٹھ سے کودکر آرل آف ڈربی کے سینہ پر چڑھ بیٹھا عیسائی سپہ سالار فوج نے اپنے قریب موت کے تئین پا کر نوجوان کیطرف حسرت کی نظر سے دیکھا اور کہا اب مین ہولی کراس کی حمایت مین جان تو دیتا ہون

ئلہ یہ اُس زمانہ مین ملی جلی زبان تھی جو عموماً مشرقی اور مغربی کے اختلاط سے پیدا ہوئی تھی-

مگر اتنا تو معلوم ہوجاتا کہ میرا قاتل کون شخص ہے۔ اگر کسی عزیز افسر بہادر خاندان کا شخص ہوگا تو مجھے بہت بڑی خوشی ہوگی۔

نوجوان - اگرچہ اسمین کوئی فائدہ نہین مگر تجھے بتائے دیتا ہون کہ مین سلطان صلاح الدین کا بڑا بیٹا عزیز نورالدین ہون۔

ارل آف ڈربی - مین یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ جسکے ہاتھ سے مارا جاتا ہون اُسکا خاندان یورپ مین بھی ساری دنیا کے لوگون سے زیادہ جری اور بہادر مانا جاتا ہو مینے سُنا ہو کہ صلاح الدین کے مزاج مین رحم بھی بہت ہو - غالبًا یہ وصف تم مین بھی ہو اگر میرا یہ خیال صحیح ہو تو میری بات یاد رکھنا کہ انگلستان کا کوئی سردیا عورت بیکسی کی حالت مین ملجائے تو اُسپر رحم کرنا۔

عزیز - مین تمھاری نصیحتین ضرور یاد رکھونگا۔

یہ کہکر شاہزادہ عزیز نے آرل آف ڈربی کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہی زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کرکے عیسائیون پر حملہ کیا - سردار فوج کا سر نیزے پر دیکھتے ہی عیسائیون کے حوصلے پست ہوگئے - اور ساتھ ہی پاؤن اوکھڑ گئے مسلمانون نے بڑی جانفروشی کے ساتھ اُنکا مقابلہ کیا تھا - اور ابھی اسوقت تک کچھ کم جرأت سے نہین لڑ رہے تھے - لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی لوگ ایک ہزار نو سو لاشین پہاڑی کے جنوبی پہلو پہ چھوڑکے بھاگے - اور مسلمانون نے انکا تعاقب کیا۔

دوسرا باب

اپنے پھنسے!

ابتدا سے سرما کی رات ہو اور خزان کا موسم ہے - دو گھنٹے سے زیادہ رات نہ آئی ہوگی تارے کھلے ہوے اور تین چار روز کا چاند آسمان کے مغربی کونے سے ذرا بلندی پر چمک رہا ہے - ہم جس مقام کا حال بیان کر رہے ہین وہان اسوقت عجب کیفیت ہے مغرب کی طرف جدھر چاند کا گورا چہرہ نظر آرہا ہے اودھر سفید بالو کے سکڑون ٹیلے چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کی طرح کوسون تک پھیلتے چلے گئے ہین - جہان

یہ ناہموار ٹیلے جنھیں ہیں یہاں بکثرت قدرت نے سفید رنگ کی اُجلی چادر بچھا دی ہے جو
ہر وقت بچھی رہتی ہے اور کبھی نہیں میلی ہوتی۔ خصوص اسوقت چاندنی کی دھیمی روشنی میں
یہ قدرتی نیچر کے ہاتھ کا دھویا ہوا فرش کچھ ایسے روپ پر ہے کہ دیکھتے ہی دل بے اختیار
ہو جاتا ہے۔ سوا مغرب کے اور ہر طرف سنگستانی پہاڑیاں باہم ملی ہوئی ایک دوسرے میں
اُلجھی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ ان پہاڑیوں میں اکثر تو ایسی ہیں جنپر روئیدگی نے نظر
فریب مخملی فرش بچھا دیا ہے اور بڑے بڑے درخت جنھیں فصل خزاں ہنوز پتوں سے بالکل
برہنہ نہیں کر سکی ہے اپنی پژمردہ اور بیرونق ٹہنیاں آزاد جنگلی طیور کے شب بسر کرنے
لیے پھیلائے ہوئے ہیں۔

بعض پہاڑیاں اپنی سیاہ ڈراؤنی صورت سے اس سنسان سین میں مسافروں کے
لیے وحشتناک نمونہ دکھا رہی ہیں جنپر ہوا نے سوکھے اور سڑے خشک پتے لالا کے
بچھا دیے ہیں۔ اس موسم کی ہوا معمولاً تیز چلتی ہے اور اسکی خاصیت ہے کہ ہر چیز پر
ایک افسردگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسوقت بھی ہوا کے جھونکے بڑے زور شور سے اونچے اونچے
قلعوں سے ٹکراتے ہیں۔ افسردگی کے آثار تو رات کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں مگر
ہاں سوکھے پتوں کے کھڑکھڑانے سے ہر طرف سے سخت آوازیں بلند ہوتی ہیں اور
کوہستانی دردوں اور گھاٹیوں کے سین میں گونج اوٹھتی ہیں۔

ایسے وحشت انگیز سماں میں خصوص اسوقت بالکل سناٹا ہونا چاہیے لیکن نہیں
مغرب و جنوب کے گوشے کی طرف سے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آواز معمول سے زیادہ
سنائی دیتی ہے اور چند منٹ کے بعد ایک سوار نظر آتا ہے جو ایک بہت نیچی گھاٹی کی
راہ سے سرپٹ گھوڑا دوڑاتا چلا آرہا ہے۔

گھاٹی میں جا بجا خشک چشموں کے آثار پائے جاتے ہیں کیونکہ اُنکے بہاؤ کی جگہ پر بہت
سی بالو جمع ہو گئی اور شاید یہی سبب ہے کہ وہ سوار اپنی معمولی تیزروی سے گھوڑا بڑھائے
چلا آتا ہے۔ پتوں کی کھڑکھڑانے کی آواز سنتے سنتے بفصل وقات رک جاتی ہے اور وہی سکوت
پیدا ہو جاتا ہے جو اس مقام کے شایان ہے۔ آخر سوار اُس چشمے کو طے کر آیا جسمیں گھٹنوں
گھٹنوں پانی ہے اور بہاؤ کے پیچ نشیب پاکر تیزی سے بہ رہا ہے۔ چشمہ یہاں سے تھوڑی دور
پر انھیں پہاڑیوں سے نکلا ہے۔ وہ بہت سی وادیوں اور چھوٹی چھوٹی نہروں کو لیتا ہوا

جنوب کی طرف دور پہونچکر نہر المقطع[ع] میں ملگیا ہے اور کیفون[عہ] کے پاس بحیرہ روم میں گرا ہے
سوار نے یہ نہر بھی طے کی - اسکے بعد کچھ دیر ٹھہر گیا اور پھر خدا جانے کیا دل میں آئی کہ
اپنے سامنے والے پہاڑ پر جو جانب مشرق واقع تھا چڑھنے لگا -

اگرچہ چاندنی کی نسیم کم اور کہر سے کے باعث ماند پڑجانیوالی روشنی ابھی پہلو پر پڑتی تھی
مگر گھوڑے کا چڑھنا نہایت دشوار تھا - سوار کی ہمت میں خدا جانے کس قیامت کی قدر
اور ہمت تھی کہ گھوڑے کے پہاڑ پر چڑھ جانے کی دقتوں کو بالکل خیال میں نہ لایا - اور بہر
حتی الامکان بالکل صاف اور سیدھا راستہ پکڑ کر اوپر چڑھنے لگا تھوڑی دیر میں چوٹی پر
پہونچ گیا کہ پلٹ کے دیکھا تو نظر بہت دور تک کام کرتی تھی - کوہ کارمل کی سفید
چٹانیں تو کہر سے اور غبار کی وجہ سے نہیں نظر آتی تھیں ہاں دو [illegible] پیلے اور
میدانی [illegible] دکھائی دیتے تھے جن پر چاندنی کا فرش بچھا ہوا - پہاڑ کی چوٹی پر
پہونچ کے سوار نے چاروں طرف نظر دوڑائی - ایک سنسان عالم تھا [illegible] آواز
کسی طرف سے آجاتی ہے وہ دور سے [illegible] مگر [illegible] آواز [illegible] گھوڑے
[illegible] اسکی گردن پر ہاتھ پھیرا [illegible] ایال [illegible] کر رہا ہے - ناگہاں کسی
طرف سے ایک چیخ کی آواز آئی -

سوار - (چونک کر) کیا یہاں کوئی دشمن چھپے ہیں یا خدا نخواستہ کسی کی آواز تھی - دیکھا
چلکے دریافت کرتا ہوں یہاں کس سے پوچھوں وہاں جا کے معلوم ہو جائیگا - اگر کوئی
کافر نصرانی ہو تو میری بڑی خوش قسمتی ہے کیونکہ بھٹکتے بھٹکتے یہاں تک آجانا بھی بیکار
نہ ہوگا اتنا کہکے چلنے پر آمادہ ہوا -

(پھر ٹھٹک کے) مگر کس طرف جاؤں آواز کدھر سے آئی ہے - بالکل خیال
نہ رہا کہ اس بات کا اندازہ کرتا (پھر ایک چیخ کی آواز آئی) مگر یہ آواز تو کسی عورت کی معلوم

ع نہر المقطع عربی نام ہے انگریزی نقشوں اور جغرافیوں میں [illegible] کسون لکھتے ہیں اسکی
شاخ تو وہی ہے جسے بیان کیا اور دوسری شاخ [illegible] کے پاس سے نکلی ہے -

عہ کیفون کو کیفہ یا ہیفہ کہتے ہیں [illegible] زمانہ کا حال ہم بیان کر رہے ہیں اس زمانہ میں اسے کیفون ہی کہتے تھے -
ہے کہ [illegible] دور سے [illegible] اور وہ دور سے نظر آتا ہے -

ہوتی تھی۔ خیر معلوم تو ہوگیا کہ (داہنی طرف اشارہ کرکے) ادھر سے آواز آئی مگر یہ کسی اور کی آواز تھی۔ خیر اسکا بھی حال کھل جائیگا۔ اتنا کہا اور داہنی طرف پہاڑ کے پہلو ہی پہلو چلا اور اپنا پیارا عربی گھوڑا وہین ایک درخت سے باندھکر چھوڑ دیا۔

یہ سوار ایک نوعمر قد آور جوان ہے۔ اگرچہ اسوقت رات کو چہرہ صاف نظر نہین آتا مگر بے سوچے سمجھے جس تیزی اور عجلت سے بظاہر اسباب ایک خوف کے مقام پر یہ جارہا تھا اُس سے بخوبی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جسقدر بہادر اور جری ہے اُسی قدر ناتجربہ کار اور نوعمر ہے۔ کفتان کے لمبے دامن ادھر اودھر کانٹون مین اُلجھ جاتے ہین اور اُسے جلد روی سے روکتے ہین۔ آخر اُسنے جھلا کر دامن سمیٹ لیے اور زیادہ لمبے لمبے قدم بڑھا کر چلنے لگا۔

معلوم ہوتا ہے چلتے چلتے سوار کے دلمین کچھ خوف بھی پیدا ہوا کیونکہ یکایک برچھا جسپر مصری جھنڈے کا پھریرا اُڑ رہا تھا ہاتھ مین مضبوط پکڑ کے آگے کی طرف جھکا دیا گویا کسی پر حملہ کر رہا ہے۔

یہ شخص جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچا جہان سے کسی قدر فاصلے پر ایک سنگی عمارت نظر پڑی۔ یہ عمارت اونچی اور بلند تھی۔ مگر قدامت نے بیکسی کا سیاہ رنگ پھیر دیا تھا کہ چاند کا نقرئی رنگ بھی کچھ اثر نہ دکھا سکتا تھا۔ اس شخص نے ذرا ٹھہر کر اس عمارت کو غور سے دیکھا بیچ مین ایک بڑا گنبد تھا۔ اور گرد کئی کنگرے تھے مغربی پہلو چاند کی شعاعون مین صاف نظر آرہا تھا۔ باقی اور اطراف اندھیرے مین چھپے ہوے تھے۔

اندازاً پچاس قدم کے فاصلہ پر ہوگی ہماسے تن تنہا بہادر سپاہی نے ٹھہر کر غور کیا اور اُسطرف سے آہستہ باتین کرنے کی آواز آئی۔ اب ٹھہرا ہوکر باتین سننے لگا ہوا اب ہلکی چل رہی تھی۔ اور ٹھہر ٹھہر کر جھونکے آتے تھے اور سردی کو اسقدر بڑھا دیتے تھے کہ ہلا دوست کانپنے لگتا تھا۔ آوازیون تو کم سنائی دیتی تھی مگر جسوقت ہوا کا جھونکا آجاتا تھا وہ الفاظ جو کسی کی زبان سے نکل رہے تھے زیادہ صاف سُنے جانے لگتے تھے۔ نوعمر سپاہی بزنگ ٹھہرا رہا مگر کچھ حال نہ کھلا کہ یہ کون لوگ ہین لیکن اُسکے دلمین یہ بات ٹھن گئی کہ ہو نہو افرنجیون کا کوئی شخص ہے اور اسی خیال سے طیش کھا کر اُسنے پھر قدم اُٹھایا۔ مگر اب آہستہ آہستہ قدم رکھتا تھا کہ کسی کو آہٹ نہ معلوم ہو۔ غرض اسی طرح عمارت کے پیچھے پہونچا۔ اور پشت کیطرف

چھپ کے کھڑا ہو رہا اور کان لگا کے سننے لگا کہ کیا باتین ہو رہی ہین۔

کسی نے زنانے لہجے اور فرانسیسی زبان مین کہا۔ خدا کے لیے مجھپر ترس کھاؤ مجھے اپنی لونڈی سمجھ کے چھوڑ دو۔

کوئی شخص۔ (اُسی زبان مین) نہین مین نچھوڑونگا۔ اگرچہ جوان عورت کی جان لینا گناہ ہی کرتم لوگون سے مین بہت جلا ہوا ہون تمھارے ہاتھ سے میرے بچے میری مان بہنین سب قتل ہوئین۔ کیا مین اسکا بدلہ نہ لونگا۔ نہین ضرور لونگا۔ اور میرا فرض ہے کہ مسیح کے دوستون سے دنیا کو پاک کردون۔

پہلی آواز۔ یہ تو نہین ہوسکتا کہ اپنا پیارا مذہب چھوڑدون۔ ہان اور سب طرح سے تمھاری خدمت اور اطاعت کو حاضر ہون۔ مین ہاتھ جوڑ کے کہتی ہون کہ میری جان لو مجھے مار کے تمھین کیا ملجائیگا۔

کوئی شخص۔ اچھا خیر اے عیسائی لڑکی مجھے تیری صورت پر

کوئی عورت۔ نہین بھائی اسے زندہ نہ چھوڑ۔ اگر اسوقت بچ گئی تو پھر تمھارا بچنا دشوار ہوجائیگا۔ یہ جاتے ہی شاہ رچرڈ سے کہے گی وہ غضبناک ہوکر میری اور تمھاری دونون کی جان لے گا۔

وہی شخص۔ ہان ہان بیشک۔ نہین مین تجھے ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا لے اب تو مرنے پر آمادہ ہوجاؤ۔

اسکے بعد ایک کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص تلوار کھینچ رہا ہے۔ ہمارا دوست بڑے غصے کی نشست پر کھڑا یہ باتین سُن رہا تھا اُسین بھی اب ٹھہرنے کی تاب نہ تھی۔ اندر جانے ہی کو تھا کہ اندر سے کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔ سپاہی بھی دروازہ کی طرف جھپٹا۔ کوئی نازنین عورت اندر سے نکلی اور اس نوجوان کو دیکھتے ہی قدمون پہ گر پڑی اور نہایت ہی پُر درد بھرائی ہوئی آواز مین کہا۔ اے شریف اور بہادر مسلمان میری زندگی اب آپ ہی کے ہاتھ ہے۔

سپاہی۔ ڈرو نہین جبتک ایک مسلمان ترک تمھارے پاس کھڑا ہے کسی کی مجال نہین کہ تمھین آنکھ اُٹھاکے ....

کوئی مسلح شخص ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے نکلا اور ڈپٹ کے کہنے لگا کیا قضا

کسی اور کو بھی یہان لائی ؟
سپاہی - ہان ایک شخص کو لائی ہو جو تیری جان لیگا - مگر قبل اسکے کہ مین تجھپر وار کرون اپنا پتا دے کہ تو مسلمان تو نہین ہے -
شخص - مین عیسائی اور محمدی دونون کا دشمن ہون اور خدا کے پاک نبی موسیٰؑ کے سوا کسی کو نہین مانتا -
سپاہی - کیا مین کسی یہودی سے باتین کر رہا ہون -
شخص "ہان خاص اولاد اسرائیل"
سپاہی - تو کچھ مضایقہ نہین لے اب سنبھل میری خونخوار تلوار تیرا کام تمام کیا چاہتی ہے -
"اللہ اکبر" کی پرجوش صدا چارون طرف کے پہاڑون مین زور سے گونجی دھندلی چاندنی مین دو تلوارین چمکین گویا دو بجلیان چمک گئین اور ایک سر جو یقیناً یہودی کا تھا زور سے اڑکر عمارت کے دروازے کے اندر گرا مسلمان سپاہی کی طرف سے تکبیر کے طور پر پھر نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا ہنوز گرد کی پہاڑیان اس بلند آواز کا جواب نہین دیکچی تھین کہ ایک اور حسین اور کم عمر عورت اُس سر کو اپنے دامن مین لیے ہوے نکلی اور چیخ مار کے کہنے لگی اے ظالم اور کافر مسلمان تو نے میرے بھائی کی جان لی ہو تو مجھے بھی مار ڈال -
سپاہی - عورتون اور بوڑھون اور بچون کا قتل کرنا مذہب اسلام مین حرام ہو -
یہودیہ - میرا سارا کنبہ ظالم عیسائیون کے ہاتھ سے مارا گیا - بھائی تھا اسکو تو نے قتل کیا - اب مین کس کی ہو کے رہونگی - موت کے سوا اب کسی کے دامن مین مجھے پناہ نہین ملسکتی -
سپاہی - اے اسرائیلہ عورت تو کسی پاک نفس اور خدا شناس مسلمان کی لونڈی ہو کے رہ سکتی ہے -
یہودیہ - ہاے ! کیا میری قسمت مین یہ لکھا تھا ! او اقدس خدا جو تیری مرضی ہو "
مسلمان ترک اگرچہ انتہا سے زیادہ بہادر اور عالی ہمت تھا مگر خدا نے ان باتون کے خلاف اُسے دل نہایت نرم اور درد آشنا دیا تھا بیکس یہودیہ کے نالہ و فریاد نے اُسپر کچھ ایسا اثر کیا کہ بے اختیار دل پر ایک چوٹ لگی اور آنسو بھر آئے مگر اس موقع پر یہودیہ کے

ساتھ کیا ہمدردی کرسکتا تھا- مجبوراً اپنا غم غلط کرنے کے لیے اس مظلوم اور بیکس عورت کی طرف متوجہ ہوا جو یہودی کے ہاتھ سے جان بچانے کے لیے اُسکے دامنوں مین چھپی تھی پہلے تو وہ ترکی بہادر کے قدمون پر گر پڑی تھی- مگر جب اُسکا جلاد دشمن مار ڈالا گیا تو اُٹھی اور عجیب پیاری ادا سے مسلمان کے سامنے سر جھکا کے کھڑی ہو گئی- یہ حسین عورت جو اسوقت ایک برفستانی مقام پر کھڑی ہے شاید اسکو سولھوان سال ہو کیونکہ بشرہ اس سے کم ہی بتاتا ہو- یہ مجسم حُسن عالم فریب اور پیاری دلربا صورت جونکہ ایک عالی شان مقبرے کے دروازے پر رات کے وقت کھڑی ہو اسوجہ سے بآسانی خیال کیا جا سکتا ہے کہ کسی دنیا سے گذرے ہوے مقبول مسلمان یا شہید کی آرزوئین پوری کرنے کیلیے خدا نے آسمان سے حور کو بھیجدیا ہو حقیقت مین اسکا حسن انسانی دائرے سے گذرا ہوا ہے- قدرت کی صناعی کا سب سے بڑا نمونہ اگر ڈھونڈھا جائے اسی صورت پر سب کا اتفاق پورا ہو جائیگا جو اسوقت ملک شام کے پہاڑون پر اپنا جلوہ دکھا رہی ہے-

نیچر کے ہاتھ کا اول درجے کا کام یہی ہو- خدا نے یورپ اور ایشیا کے دونون مذاق ملا کر کچھ ایسی صباحت اور ملاحت یکجا کردی ہے کہ دربار حسن سے انحراف کرنے والے بجسون کے حسن پرست بنانے کو صرف یہی کافی ہے- گول اور محرابدار پیشانی جو نازک ریشم کے ایسے بھوے بالون کے پاس سے شروع ہوئی ہو اور اسوقت ایک دلخراش ادا سے نیچے کیطرف جھکی نظر آتی ہو دیکھنے والے کو بڑی مشکل سے موقع دیتی ہو کہ نگاہ کسی اور طرف بھی لیجائے وہ نگاہ کو ٹھہرا لیتی ہو اور ہرگز اجازت نہین دیتی کہ اس حور وش کی ادا کو بھی دیکھے بھوین الگ الگ ہین اور عجب خوشنمائی سے اُن پیاری آنکھون پر سایہ کیے ہوے ہین جنھون نے کبھی سرمے کی صورت بھی نہین دیکھی ہو آنکھین نہ ایشیا کے آہو چشم دلبرون کی طرح گہری گہری سیاہی مارتی ہین اور نہ عام نازنینان یورپ کی طرح زرد ہین انکا رنگ نہایت صاف اور شگفتہ آسمانی ہے صبح کا سمان جیسے شبنم دھو چکی ہے اور جسپر آفتاب کی کچھ کچھ کرنین پڑنے لگی ہوتی ہین اُن بڑی بڑی آنکھون کی سچی تصویر- ایسا نہین ہو کہ یہ آنکھین شوخ نہون گو اسوقت بیکسی اور مصیبت اور شرم نے ایک قسم کی متانت اور سنجیدگی پیدا کردی ہو مگر اصل مین اُن آنکھون کو للچائی ہوئی نظر سے دیکھنے والون کے ساتھ شوخیان کرنا خوب آتا ہو جو اپنے قدردان ہی کے ساتھ شوخی کرتی ہین-

گورے اور یونانی نقشے کی ناک جو بلند ہے اور پھیلنے نہین پائی ہی اون نازک ورپتلے ہونٹون پر جھک پڑی ہو جنھین ایشیائی مذاق مین آب حیوان کا خوشنما اور پیارا گھاٹ کہنا چاہیے ملائم گورے اور چکنے رخسارے جنکے گورے رنگ کے نیچے سے اس شرم اور جوانی کے عالم مین خون نے اپنی سرخی کھینچ لی ہو اس فسردگی کی ادا مین بھی ایسے ہین کہ نظر پھسلی پڑتی ہے نازک چھوٹی سی ٹھوڑی جو زاہد فریب چہرے کی آخری حد ہو سو وقت ندامت کے باعث گورے سینے مین ملی ہوئی ہو اس ٹھوڑی کے درمیانی نشیب کو اگر ہمارے شعرا دیکھ لیتے تو اونھین یقین آجاتا کہ چاہ کنعان وہی ہے کیونکہ اورحوروشون کے خلاف یہ چاہ غبغب ارض کنعان ہی مین دیکھا گیا ہے۔

اصل تو یہ ہو کہ یہ چہرہ خدا کے فرشتے کیطرح کروسیڈ[1] کی بے انتہا لڑائیون کا فیصلہ کرانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

ان سب باتون کے ساتھ سادگی او عصمت نے کچھ ایسی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ اس نازنین کو کسی زاہد سالہ کے دلپر فتح پانے مین اتنی بھی دیر نہ لگتی جتنی مسلمانون کو شوق عام پر قبضہ کرنے لگی۔

بیضاوی بھولا چہرہ۔ رسیلی تیلی چمکدار اور عصمت کی دلفریب جھلکیان دکھانیوالی آنکھین اور بھاگنے کے جھٹکون مین بکھر جانے والے بھورے بالون کا آنکھون اور رخسارون پر بکھر جانا۔ ایسی باتین تھین کہ مسلمان ترک باوجود سخت متحمل ہونے کے اپنے دلپر بالکل قابو نہ رکھ سکا اس نازنین کی وضع بھی عجیب غریب تھی جسنے مسلمان فوجی آدمی کو حیرت مین ڈالدیا سر پر ایک نئی قسم کی ٹوپی تھی جو اپنی وضع کے اعتبار سے بالکل ایسی تھی کہ اگر کنٹوپ سے تشبیہ دیجاوے تو ہمارے ملک کے لوگ بخوبی سمجھ جائین گے۔ نازک اور گول

---

[1] کروسیڈ یورپ مین اُن لڑائیون کو کہتے ہین جو پانچوین صدی ہجری سے چھٹی صدی تک بیت المقدس کے لیے مسلمانون اور عیسائیون مین رہین۔ ان لڑائیون مین سارے یورپ نے سنبھل سنبھلکر اپنی تمام قوت یکجا کرکے لاکھون کے گروہ ارض شام مین بھیجے مگر نتیجہ یہی ہوا کہ مسلمان کامیاب رہے یورپ نے اس مدت مین شام پر نو حملے کیے تھے جنمین ہمارا قصہ شروع ہوا وہ تیسرا حملہ تھا اور اسمین انگلستان کا بادشاہ رچرڈ شیردل اور فرانس کا بادشاہ فلسپ دونون شریک تھے۔

بدن پر زرد رنگ کی قیمتی اور عمدہ اطلس کا کھنچا ہوا چست پوری آستین کا کرتا تھا جسمین گلے سے ناف تک چاندی کے منقش بوتام لگے تھے۔آستینیں کلائی کے پاس تو خوب کسی تھیں مگر آگے بڑھ کر بہت ڈھیلی ہوگئی تھیں اور ان سب کپڑوں پر کوئی سُرخ ریشمی لباس عبا کی قسم کا تھا۔گلے کے نیچے ایک نہایت ہی قیمتی ہیرے کا بوتام عبا کے دونوں کناروں کو اٹکائے ہوے تھا۔

یہ عبا بہت لمبی چوڑی تھی - دامن لکھنؤ کی نازک خیال اور وضعدار عورتوں کے پائچوں کی طرح زمین پر لوٹ رہے تھے مگر یہ خوش سلیقہ نازنین اُن دامنوں کو جس طرح ہمارے شہر کی نازک مزاج پری رخیں پائچوں کو اُٹھائے رہتی ہیں ایک ادا کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے ہوے تھی۔پاؤں میں اُس وضع کی ڈھیلی جوتیاں تھیں جیسے کہ اندنوں مشرقی ممالک میں مروج تھیں۔

یہ مقبرہ جس کے دروازہ پر مسلمان سپاہی یہ نازنین اور وہ خوبصورت یہودیہ تینوں آدمی کھڑے تھے پہاڑ پر واقع تھا۔دروازہ چونکہ مشرق کی طرف تھا اسوجہ سے چاندنی کی روشنی اُس مقام پر نہیں پہونچ سکتی تھی جہاں یہ لوگ تھے۔مگر یہ بھی نہتا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا ہو رات اندھیری نہ تھی۔

سوار کو اُس نازنین کے ادب سے کھڑے رہنے کی ادا نہایت پسند آئی۔یہ نوعمر لڑکی اُسوقت خوف اور دہشت سے کانپ رہی تھی۔مگر ہمارا بہادر سپاہی بالکل نہ جان سکا کہ وہ ڈر رہی ہے اُسنے فرنچ زبان میں پوچھا۔

تمھارا واقعہ بالکل ایک راز ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ معاملہ کیا تھا۔آخر یہودی کیونکر یہانتک لایا۔اور تمھاری سی خوروش لڑکی کو کیوں قتل کیا چاہتا تھا۔

نازنین - میرا حال نہ پوچھیے۔کیا بتاؤں کہ قسمت نے کیونکر اس ظالم کے پھندے میں پھنسا دیا۔تم نہوتے تو اب تک میں اُن مبارک لوگوں میں جا ملی ہوتی جنھوں نے اس سرزمین پر اپنی جان دی۔مسیح اُسے تو بخدا تم کو اس کا اجر دے گا کہ میری جان بچائی۔

سپاہی - یہ تو بتاؤ تم یہاں کیونکر آئیں؟ اور کب آئیں؟

نازنین - ہاے! اب تم سے کیا کہوں! ہمارے لوگوں نے جب شوق عام پر

قبضہ کر لیا تو صرف اس خیال سے کہ یہ محفوظ مقام ہے مین بہ اطمینان رہنے کے لیے یہان بھیجدی گئی ہ

آج مسلمانون نے پھر شوبک عامر کو لے لیا۔ عیسائی سپاہی بیحد رجہ بدحواس بھاگے کہ میرا خیال بھی نہ کیا۔ مین نے جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ مین پڑ جاؤن گی اس یہودی کو کہ میرا خادم تھا ساتھ لیا۔ (یہودیہ کی طرف اشارہ کر کے) یہ اُسی کی بہن حقیقی اور میری خادمہ ہے عین جسوقت عیسائیون کو شکست ہوئی ہم تینون آدمی شوبک عامر سے باہر نکلے یہ ظالم یہودی مجھے دم دے کے یہان لے آیا اور چاہتا تھا کہ مجھے قتل کر ڈالے اتنے مین آپ آ گئے۔

سپاہی۔ یہ تمھارا نوکر تھا بڑا نمک حرام نکلا۔ خدا کے وعدے سچے ہین یہودیون پر اللہ کا غضب نازل ہے۔ یہ ایک اُسی کا نمونہ ہے مگر اُس سے اور تمسے کیا عداوت تھی۔

وہ نازنین کچھ کہنے کو تھی کہ یہودیہ جسنے اب رونا پیٹنا شروع کر دیا تھا مسلمان سوار کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی۔

صاحب مجھ سے سنیے۔ میرے بھائی نے اگر ایسا قصد کیا تو کیا بُرائی کی ؟ آپ کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان لوگون کے ہاتھ سے اُس پر کیا کیا ظلم ہو گئے تو یقین ہے کہ نُہ سکے قتل کرنے پر آپ نادم ہون۔ اگرچہ میرا بھائی مار ڈالا گیا مگر مین خوش ہون کہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اگر کسی کمبخت عیسائی کے ہاتھ سے مارا جاتا تو عمر بھر روتی اور نہ رو چکتی۔ آپ ذرا کان لگا کر میرا دردآمیز حال سُن لین مین یورپ کے ایک مغربی جزیرے انگلینڈ کی رہنے والی ہون۔ وہ جزیرہ جہان کا بادشاہ رچرڈ سلطان صلاح الدین سے لڑ رہا ہی بہت سے یہودی اُس جزیرہ مین آباد تھے اُنھین بدنصیب لوگون مین ایک مین بھی ہون فی الحال بیت المقدس پر حملہ کرنے کے لیے جب وہان سے فوج آنے لگی اُسوقت تمام رعایا سے ٹکس طلب کیا۔ غریب یہودی چونکہ اس کام مین دل سے مدد نہین دے سکتے تھے اسوجہ سے اونپر بڑا ظلم کیا گیا۔ تیس چالیس ہزار یہودی اس بے بسی سے قتل ہو گئے کہ اُنکی آہ و زاری بھی سننے والا کوئی نہ تھا۔ اے صاحب! ہماری قوم کی بڑی بے عزتی ہو گئی! ہمارے مرد تہ تیغ ہو گئے ہماری عورتین لونڈیان بنائی گئین۔ مین بھی اُن یہودیہ عورتون مین سے ہون جو اس طرح جبر کر کے لونڈیان بنائی گئی تھین۔

میرے بھائی نے جان کے خوف سے دین مسیحی اختیار کیا اور ذلت سے ایک غلام کی طرح یہاں لایا گیا آپ نے تو اب قتل کیا مگر وہ اس سے پیشتر ہی اپنی زندگی سے عاجز آچکا تھا وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اس لڑکی کو یہان قتل کرنا چاہتا تھا افسوس ناکام رہا! مگر صد شکر کہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور مین بھی بہت خوش ہون کہ آیندہ سے ظالم انگریزون کی لونڈی نہ رہون گی بلکہ کسی شریف مسلمان کی خدمت کو اپنی عزت سمجھونگی"

سوار "حقیقت مین تم لوگون پر بڑا ظلم کیا گیا۔ مگر ایک کمسن اور دوشیزہ لڑکی کو قتل کرکے اُس سے عوض ملجاتا"

یہودیہ "صاحب جسکا دل جلا ہوتا ہے وہ کسی طرح اپنا کلیجہ ٹھنڈا ہی کر لیتا ہے"

نازنین "اے صاحب یہ یہودی بڑا ظالم تھا اس مقبرے مین ابھی ابھی اسنے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ اُسنے اس طرح چیخ چیخ کے جان دی ہے کہ میرا دل ابتک قابو مین نہین ہے۔

سوار "مسلمان! کیا کوئی مسلمان یہان بھی آیا تھا؟"

نازنین "جی ہان اُسنے بھی میرے بچانے کی کوشش کی تھی مگر غریب جان سے مارا گیا"

مسلمان سپاہی یہ حال سنکر مقبرے کے اندر گیا۔ دیکھا تو دروازے تک تمام زمین خون مین رنگی ہوئی تھی۔ اندھیرے مین کچھ معلوم نہ ہوتا مگر خوب غور سے دیکھا تو ایک لاش نظر آئی دلمین کہنے لگا معلوم نہین یہ کون شخص تھا خیر اب صبح کو آدمی بھیجکر دریافت کرا لونگا اتنا کہہ کے واپس آنے کو تھا کہ خیال آیا یہ ایک مسلمان کی لاش ہو اور یہ اسلام کی شان سے بعید ہے کہ مین دینی اخوت کو توڑ دون اور بے دریافت کیے پلٹ جاؤن لاش کو کھینچکر مقبرے کے باہر نکالا۔ ہر طرح سے آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا مگر پہچان نہ سکا کہ کس مسلمان کی لاش ہو۔ لاش کو پھر مقبرے کے اندر ڈالدیا اور باہر نکلکر دونون عورتون سے کہنے لگا۔

چلو اب رات زیادہ آتی جاتی ہو۔ ابھی تک چاندکی روشنی باقی ہو آسانی سے

ہم لوگ شوف عام میں پہونچ جائینگے معلوم نہین کسقدر فاصلے پر ہین عیسائیون کے تعاقب مین یہانتک نکل آیا - یہ بھی خوش قسمتی تھی - یہ کہا اور اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ کے لے چلا اسوقت چاند پر ایک چھوٹا سا ابر کا ٹکڑا آگیا تھا - اگرچہ چاندنی نہ تھی مگر راستہ بخوبی معلوم ہوتا تھا -

یہ مسلمان سوار جو خود بھی بہت کم عمر تھا اس وضع پر جا رہا تھا کہ اسکے داہنے پہلو پر وہ حسین اور نو شیزہ لڑکی تھی اور بائین طرف یہودیہ عورت تھی - راہ مین اکثر بڑی بڑی چٹانین پڑتی تھین اور یہ تینون مجبوراً ایک دوسرے سے کسیقدر فاصلے پر ہو جاتے تھے اور یہ تو بہت دفعہ ہوا کہ راستے کی تنگی کیوجہ سے نوجوان نے دونون عورتون کو آگے کیا اور خود پیچھے ہو لیا - اتنے مین چاند نمودار ہوا اور اُسکی روشنی تمام کوہستان پر پھیل گئی - دور کی گھاٹیان اور فاصلے پر واقع ہونیوالے جنگلی درخت نظر کبھی نیچے جھکاتے تھے اور کبھی بلندی پر لیجاتے تھے جوان نے اُسوقت کو غنیمت سمجھا اور داہنی طرف جھک کے خوب غور سے اُس نازنین لڑکی کی صورت دیکھنے لگا -

اسمین کوئی شک نہین کہ جوان کی نظر مین اُس گورے اور پیارے چہرے کے جسپر چاند کی روشنی پڑ رہی تھی خود چاند کو شرما دیا - یہ تو ہلال تھا - یہ چہرہ اس بلا کا تھا کہ بدر کامل ہوتا تو بھی شرما جاتا - جسوقت وہ عورت چاند کے مقابل تھی نوجوان مشکل تمیز کر سکا کہ آیا چاند کی شعاعین اُسپر پڑ رہی ہین یا اُسکی شعاعین چاند کو روشن کیے ہوے ہین نوجوان کو دیکھتے ہی نازنین نے شرم سے گردن جھکا لی اور اُسکی شرمگین ادا سے کچھ ایسی عصمت اور بھولاپن معلوم ہوا کہ مسلمان نوجوان کو باوجود نہایت درجے کی مستقل مزاجی کے کلیجہ ہاتھون سے تھام لینے ہی بن پڑا - جب اُسپر بھی کسی طرح صبر نہو سکا تو اُس نازنین کیطرف خطاب کر کے کہا "اے پیاری نازنین - تیرا نام کیا ہے"

نازنین نے "مین اپنا نام نہین بتا سکتی - جو عورت کسی کی لونڈی ہونیوالی ہو اُسے ہرگز نہین مناسب ہے کہ اپنا نام بتائے اور اپنا حال کھول کے اپنے خاندان کی بے عزتی اور بے آبروئی کرے"

مسلمان نے "اچھا اگر تم کسی کی اور خدا صدقے اُسکے دل کی مالک بنکے رہو تب تو بتا دو گی؟"

نازنین نے (شرما کر) "نہین نہین مین کسی کی مالک نہین ہو سکتی"

مسلمان "آخر کسی طرح تو مجھے معلوم ہونا چاہیے مجھے یقین ہے کہ تم کسی عام خاندان کی لڑکی نہیں ہو تمھارے بشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ تم شاہی خاندان سے ہو"

نازنین "نہیں شاہی خاندان سے کیا علاقہ میں ایک غریب عیسائی کی لڑکی ہوں"

مسلمان "آخر تمھیں اپنا نام اور حسب و نسب بتلانے میں کیا عذر ہے"

نازنین "میں اس شرط پر بتا سکتی ہوں کہ مجھے یورپین کیمپ میں پہونچا دینے کا وعدہ کرو"

مسلمان "ہائے دل پر جبر کرنا پڑے گا"

یہودیہ "نہیں یہ آپ وعدہ نہ کیجیے میں آپکو بتا دونگی انکا سارا حال مجھے معلوم ہے"

مسلمان "میں انھیں کی زبانی سننا چاہتا ہوں"

اسیقدر باتیں ہوئی تھیں کہ نوجوان اپنے گھوڑے کے پاس پہونچگیا پیار سے اُسکی گردن پر تھپکیاں دیں اور سوچنے لگا کہ خود تو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے مگر ان عورتوں کو کس طرح اپنے خیمہ تک لیجائے اسی فکر میں تھا کہ کسی طرف نزدیک ہی ایک آہٹ معلوم ہوئی چونک کر بولا کیا یہاں کوئی اور بھی ہے -

اب گھوڑوں کے ٹاپوں کی بھی آواز سنی گئی "نوجوان" اچھا تو اب پہلے اسی طرف سے اطمینان کر لینا چاہیے - اُس نازنین سے (اے پیاری دلربا) تم دم بھر اس یہودیہ عورت کے ساتھ یہاں ٹھہرو میں ذرا دیکھ آؤں کہ یہاں ویرانہ میں اسوقت کن لوگوں کی آہٹ معلوم ہوتی ہے - تم خبردار کہیں رہنا اور کسی طرف کا قصد نہ کرنا - یہ مقام ایک تو یونہی خوفناک ہو رہا ہے خصوصاً آج کے روز تو بہت ہی خوفناک ہے لو اب میں جاتا ہوں - ہوشیاری سے کام لینا - شاید میرے ہاتھ سے نکلجانے کے لیے تم بھاگنے کی کوشش کرو مگر خوب سمجھ لو کہ اسوقت تمھارا کسی طرف کا قصد کرنا اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہے -

نازنین "نہیں میں کہیں نجاؤنگی مگر مجھے تنہا ڈر معلوم ہوتا ہے خدا کے لیے جلد آنا"

بہادر مسلمان گھوڑے پر سوار ہو کر اسطرف روانہ ہوا جدھر آہٹ معلوم ہوتی تھی - تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ چاندنی میں چار سوار نظر آئے مگر قبل اسکے کہ ہمارا مسلمان سپاہی ان لوگوں کو دیکھے وہ لوگ اسے دیکھ چکے تھے - نوجوان کے زیادہ شائق جنگ ہونیکا اندازہ اس سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ اس سے بیشتر وہ لوگ نوجوان کی طرف بڑھیں

نوجوان نے زور سے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور برچھے کو قدیم عرب کے جنگی اصول پر بغل مین دبا کے آگے جھکا دیا کہ چار مین سے ایک کا فیصلہ تو اسی طرح ہو جائے۔ مگر قریب ہو نچکر خدا جانے کیا خیال آیا کہ برچھا بلند کرکے لنگو فرنیکا زبان مین زور سے ڈپٹ کر کہا کہ جلدی بتاؤ تم لوگ کون ہو تمھارے قتل کرنے مین بس اسی قدر تامل ہو کہ ایسا نہو تم خدا وحدہٗ لاشریک کے سچے عبادت گذار مسلمان ہو "

اتنا سنتے ہی اُن چارون مین سے ایک نے چلا کر کہا۔ کہ اس کے دوستو قبل اسکے کہ اس ظالم اور بیدین مسلمان کی زبان سے کوئی اور لفظ نکلے آؤ اسکا کام تمام کردین یہ کہکر چارون سوار ہمارے جری سپاہی پر ٹوٹ پڑے ۔

مسلمان نوجوان نے بڑی جرأت سے چارونکا مقابلہ کیا اُنمین سے ایک تو نیزے کی نذر ہو گیا۔ دوسرے نے دو چار وار خالی دیکر سپہ گری کے کچھ جوہر دکھائے تھے مگر آخر اُسپر کاری تلوار پڑی۔ اور بیجان گر کر پہاڑی کے نشیب مین دور تک لڑھکتا چلا گیا باقی دو سوارون نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ جنمین سے ایک کا نیزہ جوان کے گھوڑے کے بائین پہلو پر پڑا گھوڑا زور سے بھڑکا اور چونکہ سنگستانی مقام اور پہاڑی کا پہلو تھا ہو جہ سے گھوڑے نے بھڑکتے ہی سخت ٹھوکر لی۔ گھوڑا اسقدر زیادہ آگے کو جھکا تھا کہ جوان بھی جھک گیا عیسائی سوارون کو یہ موقع غنیمت معلوم ہوا انھون نے جوان کی پیٹھ پر تلوار کا وار کیا۔ یہ زخم ایسا کاری پڑا کہ زرہ کٹ گئی اور خون بہنے لگا ساتھ ہی دوسرا وار داہنے شانے پر پڑا جس سے شانہ شکست ہو گیا زخمی ہوتے ہی نوجوان کی رگون مین اسلامی خون نے ایک جوش مارا اُسمین بالکل تاب نہ رہی کہ اپنے بچانیکا ذرا بھی خیال کرے اس زخمی اور شکست شانے کو طیش مین آکر اُٹھایا اور اُس عیسائی سوار پر جسنے ہمارے دوست کے گھوڑے کو زخمی کیا تھا ایسا وار کیا کہ اُسکے ساتھی کو حیرت ہو گئی اور معلوم بھی نہوا کہ کیونکر اُسکے دوست کا سر یک بیک غائب ہو گیا۔

نوجوان نے اپنے دشمن کو قتل کرکے زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا یہ پر جوش نقرہ پورا زبان سے نکلنے بھی نہ پایا تھا کہ باقی ماندہ عیسائی سوار نے اُسکے شانے پر جو زخمی ہو چکا تھا ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ یہ زخم ایسا کاری پڑا کہ ہاتھ لٹک پڑا اور نوجوان بالکل اسکے قابل نہ رہا کہ اس سے پچھلے حملے کا بدلہ لے۔ عیسائی نے متواتر وار کرنا شروع کیے

مسلمان نوجوان اگرچہ حملہ کرنے کے قابل نرہا تھا مگر بائین ہاتھ مین ڈھال لے کر بڑی پھرتی کے ساتھ دشمن کے حملون سے بچتا رہا عیسائی زور سے کلمات رجز اور اپنے دینی جوش کے الفاظ کہتا جاتا تھا اور وار کرتا جاتا تھا - اور نوجوان اُن وارون کو ڈھال پر لے رہا تھا عیسائی سوار کی آواز ہوا مین گونج گونج کر ادھر اُدھر کی پہاڑیون سے ٹکراتی اور اس سناٹے کے کوہستانی سین سے اپنا جواب پاتی تھی ان دونون سپاہیون کی لڑائی دیر تک اسی طریقہ پر رہی کہ مسلمان نوجوان کو اپنی نظر کے سامنے کچھ لوگ آتے نظر پڑے -

ان لوگون کو دیکھ کے اسکے دل مین مختلف قسم کے خیالات پیدا ہوے کبھی اُمید خوش کر دیتی تھی کہ یہ مسلمان سپاہی ہین جنکو خدا نے اُسکی مدد کے لیے بھیجدیا ہے اور کبھی یاس ڈرا دیتی تھی کہ نہین یہ دشمن ہین -

آخر وہ لوگ قریب پہونچ گئے اور چاندنی مین اُنکی وضع دیکھنے سے یقین ہوگیا کہ ہاے یہ بھی جان کے دشمن ہین یہ عیسائی سوار تھے اور اپنے ساتھی کی آواز سُنکر جھپٹ پڑے تھے اور شمار مین یہ لوگ سات آٹھ سے زیادہ نہو نگے مسلمان نوجوان اگرچہ ہزار دو ہزار کی جماعت کو خیال مین بھی نہ لاتا مگر اس موقع پر بالکل بیدست و پا تھا سبھون نے آتے ہی اُسے گھیر لیا اور آخر کار ہمارے بہادر اور عالی ہمت نوجوان کو قید ہونا پڑا -

سبھون نے ملکر اُسکے ہتھیار لے لیے اور باندھ کے ارادہ کیا کہ جس طرح بن پڑے اسیوقت عکہ مین پہونچا دین جسکے گرد پولا انگریزی کیمپ ہے

دونون عورتین ایک تو وہ نازنین دوشیزہ پریوش لڑکی اور دوسری یہودیہ عورت نوجوان کا انتظار کر رہی تھین کہ دور سے بہت سے سوار آتے نظر پڑے دونون نے گھبرا کے بھاگنے یا کسی طرف چھپ جانے کا ارادہ کیا کچھ ایسی بدحواسی طاری ہوگئی کہ دونون ایک دوسرے سے جدا ہو گئین - یہودیہ تو البتہ نظر پڑی کہ سامنے بھاگتی چلی جاتی تھی مگر وہ ملائک فریب نازنین خدا جانے کس طرف چلی گئی کہ اُسکا کہین پتہ نہ لگا سوارون نے گھوڑے دوڑا کر یہودیہ عورت کو گرفتار کر لیا اور دھمکا دھمکا کے پوچھنے لگے جلد بتا تو کون ہے -

یہودیہ - (رُک رُک کر) صاحب مین ایک یہودی خاندان کی بدنصیب عورت ہون -

ایک سوار - یہودن - اسکو قتل کر ڈالنا چاہیے یہ کمبخت مسلمانون سے زیادہ ہمارے

دین کے دشمن ہین۔

یہودیہ ؛ مین بڑی احسانمند ہون اگر تم مجھے مارڈالو خدا خدا کر کے مجھے ظالم عیسائیون کے پنجے سے نجات ملی تھی۔ ہاے اب پھر وہی سامنا ہی نہین تم مجھے مار ہی ڈالو۔

سوار ؛ ہان مین خوشی سے تیری یہ آرزو پوری کردونگا اور تجھ ہی پر کیا منحصر ہی اگر تیری قوم کے سب لوگ ایسی تمنا کرین تو اُن سب کو بڑے ذوق شوق سے اور بڑے فخر کے ساتھ بامراد کر سکتا ہون۔

یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور یہودیہ پر وار کرنے ہی کو تھا کہ نوجوان قیدی مسلمان نے زور سے چلا کے کہا۔

اسے ناخدا ترس عیسائی پہلے میری ایک بات سُن لے پھر سب سوارون کیطرف خطاب کر کے کہا۔ تم لوگون کو کچھ میرا پاس و لحاظ بھی ہے۔

دوچار سوار ؛ تمھاری جرأت کی وجہ سے بیشک ہمارے دلمین تمھاری قدر ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ تم اپنی قوم کے سردار بھی ہو۔ کیونکہ تمھاری کلغی مین تمھاری عزت اور وقعت سے بخوبی مطلع کر رہی ہی۔ تم جو کچھ کہوگے اُسے ہم ضرور تسلیم کر لین گے۔

نوجوان ؛ تو اس یہودیہ کو زندہ گرفتار کر لو اسے جان سے نہ مارو مین اسکا احسانمند ہونگا۔

سب سوار ؛ اس بات پر ہم تمھارے کہنے پر ضرور عمل کرینگے۔

یہ کہہ کے سبھون نے یہودیہ کو باندھ لیا اور ان دونون قیدیون کو لے کر پہاڑی سے اوترے اور سامنے بالو کے میدان مین ہوتے ہوے عکہ کو روانہ ہوے۔

تیسرا باب

ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

صبح کا وقت ہی۔ نماز صبح سے مسلمانون کو فراغت ہو چکی ہی مگر طیور ابھی تک اپنے معمولی وظیفے مین مشغول ہین خوب صاف اور شگفتہ نیلگونی ظاہر کرنیوالے آسمان پر ابر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون کا جال پڑا ہوا ہے۔ خدا کی آزاد مخلوق یعنے چڑیان چار پہر کی چھوٹی ہوئی عشق کے تازہ کرنے کے لیے عجیب جوش وخروش کے ساتھ اسکے ستان سینے مین ایک دلفریب حرکت پیدا کر رہی ہی اُنکے پھیلے ہوے پر اور پھر اُن کی تیز روی عرصہ جنگ کے

اُس پر جوش منظر کو یاد دلا رہی ہی جبکہ کڑی کمانوں والے مضبوط چٹکیوں کے تیر یونہین فراٹے بھرتے ہوا مین اُڑتے چلے جاتے ہین۔ پہاڑیون کی چوٹیان بیچ در بیچ گھاٹیان جہان جاڑون کی راتیں جابجا تھوڑی تھوڑی برف جما دی ہو۔ ریگ کے تیے استقلال ٹیلے جو مزاج کی طرح ہمیشہ پہلو بدلتے رہتے ہین۔ ان سب کو صبح کی سہاؤنی روشنی نے ان لوگونکے سامنے پیش کیا ہی جو نیچرل فنامنا (جلوہ گاہ قدرت) سے لطف اُٹھانا چاہتے ہین مشرقی گوشہ آسمان سے جدھر کوہستانی سلسلہ دور تک چلا گیا ہی عرب کے لوگون کے لمبے لمبے چمکتے ہوے برچھون کی طرح آفتاب کی سنہری کرنین نمودار ہوئی ہین اور اُنکا عکس جہان قصوف عامر کی مسجد کے میناروں اور اونچی عمارتون پر پڑتا ہے وہان پہاڑی کے اس پہلو پر بھی پڑرہا ہے جہان ہزارون بیجان لوگ مختلف وضعون اور پہلو ؤن پر خون مین نہلائے ہوے اس اطمینان سے پڑے ہیں کہ گویا جو کچھ کرنا تھا کر چکے"

چند مسلمان سپاہی ان لاشون پر پاؤن رکھ رکھ کے اس طرح سیر کرتے پھرتے ہین کہ گویا کسی خاص شخص کی لاش کو تلاش کر رہے ہین - ایک لاش پر غور کرکے اور اُسے اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہین مگر اُس چیز کو نہین پاتے جسے ڈھونڈھ رہے ہین چونکہ سب کے چہرے سے ایک صدمہ اور غم نمایان ہو اسلیے یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہو کہ جس کسی لاش کی تلاش ہے وہ ان لوگون کا بڑا دوست ہو اور اس سے انھین خاص قسم کی ہمدردی ہی آخر یہ لوگ لاشین اُلٹتے اُلٹتے اور مردون کو روندتے روندتے تھک گئے۔

ایک "کہین پتہ نہین لگتا ان لاشون مین تو نہین ہین"

دوسرا "آخر شہید ہوتے تو یہین ہوتے اسکے سوا اور کوئی مقام تو نہین ہے"

تیسرا "یہی تو تعجب ہے کہ آخر کہان چلے گئے"

پہلا "اور یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ قید ہو گئے - افرنجیون کو ہم نے پوری شکست دی انھین اتنے حواس کہان کہ ہم مین سے کسی کو قید کرتے"

دوسرا "نہین صاحب بھلا قید کیا کرتے وہ لوگ بڑی بے سروسامانی سے بھاگے ہین"

دوسرا "واللہ اعلم کیا اسرار ہے"

چوتھا "مگر یہ ہمارے لیے بڑی ذلت کی بات ہوئی ایسے بہادر اور جری افسر کا ہاتھ سے جاتا رہنا کوئی ادنٰی بات نہین"

پہلا "ہم تو ہم سلطان کو خبر ہو گی تو کتنا بڑا صدمہ ہو گا"
چوتھا "اصل تو یون ہے کہ منھ دکھانے کے قابل نہین رہے"
پہلا - چلو اپنے خیمہ مین چل کے اس امر پر غور کرین کہ سلطان صلاح الدین کو اس امر کی اطلاع کی جائے یا نہ کی جائے"
دوسرا "نہ کیجائے گی تو نہ کیجائیگی - یہ حال بھلا چھپنے والا ہے - اتنے بڑے عالی ہمت بادشاہ کے ایسے بہادر بیٹے کا غائب ہونا پوشیدہ نہین رہ سکتا"
پہلا - اچھا چلو تو سہی - اسی امر پر غور کرنا ہی جیسی راے قرار پائیگی کیا جائیگا"
چوتھا "بہتر ہے"
اسکے بعد سب کے سب ملول وحزین صورتین بنائے چپ چپ اور آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے چلے اور شوف عامر کے اس حصہ مین پہونچے جہان مسلمانونکا کیمپ تھا"
اعلےٰ افسر کا خیمہ دیکھ کر سب کے آنسو بھر آئے اور بیتابی کے جوش مین ایک کی زبان سے نکلگیا - ہاے ہم زندہ موجود ہون اور یہ خیمہ خالی نظر آئے -
دوسرا "(اسکی طرف آنکھ سے اشارہ کرکے) نہین ہماری زندگی مین کبھی ایسا نہو گا خدا شاہزادے کی عمر مین برکت دے - کل کی لڑائی اکیلے اُنھین کے ہاتھ سے فتح ہوئی"
(اپنے ساتھی کیطرف اشارہ کرکے) ابھی یہ حال کھلنے نہ پائے ایک تو ہم اس قابل نرہین گے کہ سلطان صلاح الدین کو منھ دکھائین - دوسرے یہ بات عیسائیون تک پہونچی تو اُنھین تجسس ہو گا اور خدانخواستہ ہمارا بہادر شاہزادہ اُنکے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا تو بڑی مشکل ہو جائیگی سمجھے نہ"
پہلا "سب کچھ سمجھے مگر جب صبر بھی ہو سکے"
یہ لوگ شاہزادے کے خیمہ مین داخل ہوے اور مشورہ کرنے لگے کہ اس بارے مین کیا کارروائی کیجائے آخر راے قرار پائی کہ یہ امر بالکل مخفی رکھا جائے -
"ایک شخص نے سب کی طرف خطاب کرکے کہا اگر خود سلطان کو خبر ہو جانا چاہیے - اور کسی کو نہ معلوم ہو - مجمع مین کسی نے ہنسکر جواب دیا سلطان کو کس منھ سے ہم خبر کرینگے"
پہلا - ایسین بڑی مصلحت ہے ایک تو جسقدر زمانہ گذریگا اسیقدر ہماری ندامت زیادہ ہوتی

جائیگی - دوسرے سلطان بڑے عقلمند اور مدبر ہین وہ اپنے بیٹے کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر کرینگے اور ہماری قسمت مین تو یہ بدنامی لکھی ہی تھی - ایک شخص تلوار کھینچ کے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے تمام امور کا فیصلہ ہم اسی وقت کرلین - تلوارین ہمارے ہاتھو ںمین ہون اور بے ایمان کافر مشرک افرنجیون کی فوج مین گھسکر اپنی بہادری دکھاتے جنت مین پہونچ جائین اور حورون کو گودین اُٹھالیں ہمارا کام مارنا مرجانا ہے -

ہم گھر مین بیٹھ کے منصوبے کرنے کے لیے نہین پیدا ہوے - ہین بزدلونکی طرح اس تقریر نے سب افسرون مین ایک جوش پیدا کردیا - سب اسی راے پر آمادہ ہوگئے - مگر ایک سن رسیدہ تجربہ کار عرب نے کہا -

جان بوجھ کے ہلاکت مین پڑنا عقل کے بھی خلاف ہے اور خدا کے بھی خلاف ہے لڑو - مگر اس طرح کہ اپنے دین اپنے بادشاہ اپنے ملک کے کام آؤ - یہ نہین کہ مرد اور دین کو نقصان پہونچاؤ - مناسب یہی ہو کہ سلطان کو اطلاع کی جائے اور ہماری تلوارین وقت اور موقع پر میان سے نکلین اور اس مقدس زمین کو کافرون سے پاک وصاف کردین -

ایک افسر نے اب زیادہ گفتگو کی اور ہمین جوش دلانے کی ضرورت نہین ہم مین پورا جوش اور پوری غیرت ہو - اور انشاءاللہ ہماری تلوارین شاہزادہ عزیز کو ڈھونڈھ نکالیں گی مین اسیوقت جاتا ہون اور سلطان صلاح الدین کو اس معرکہ کی خبر دونگا اور سارا حال مفصل بیان کردونگا پھر جیسا وہ حکم دینگے کیا جائیگا -

سب لوگ اُسی خیمہ مین بیٹھے رہے اور یہ شخص گھوڑے پر سوار ہوکر عکہ کے جنوبی جانب کوہ کارمل کی طرف روانہ ہوا - کیونکہ سلطان صلاح الدین کی فوج اسی جانب اوتری ہوئی تھی -

اس سوار کے جانے کے بعد سب لوگ دیر تک خاموش رہے - ان صورتون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ دلپر کوئی صدمہ ہوا اور جو گھڑیان گذرتی ہین بڑھتا جاتا ہے خیمہ مین بالکل سناٹا ہوگیا - اگرچہ خالی نہ تھا مگر سب پر فکر اور غم اور یاس کا اثر دکھانے والی غفلت طاری تھی - آخر جب ایک شخص نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور درد کے لہجے مین کہا -

اگر شاہزادہ عزیز کا پتہ نہ لگا تو سلطان صلاح الدین کا حوصلہ پست

ہو جاوے گا۔ جوان بیٹے کا غم تھوڑا نہین ہوتا ہے۔"

دوسرے نے جواب دیا بیشک یہ بہت بدشگونی ہوئی ہو کہین ایسا نہو کہ افرنجیون کو اپنے ارادے مین کامیابی ہو جائے۔ مجھے تو اسی بات کا ڈر ہے۔ خدانخواستہ اس لڑائی کا یہ نتیجہ ہوا تو ہماری عزت و آبرو عرب کی بہادری کو اپنے ساتھ لے ڈوبے گی۔

ایک ترکی افسر جو اس خیمہ مین موجود تھا برافروختہ ہو کر بول اُٹھا کیا کہتے ہو السلطان صلاح الدین اُن لوگون مین نہین ہی جو لڑائی سے منھ چھپاتے ہین۔ یاد رکھو۔ مانا کہ یہ وقعہ بہت نازک اور رہا نگرا ہے۔ مگر اس سے اُسکی بہادری اور ترقی کر جائے گی وہ سارے فرنگستان کے دھوین اُڑا دیگا۔ وہ عورتون کی طرح بات بات سے بدفالی اور بدشگونی نہین لیا کرتا ہو وہ اسلام کا دوست ہی دو بھائی او بیٹون کے لیے خدا کو نہین بھولتا۔

پہلا:- نہین تم غلطی پر ہو شاید سلطان کا مزاج ابھی تک تم نہین پہچان سکے وہ جہان بڑے بہادر بڑے جری اور بڑے جان فروش ہین وہان انکے مزاج مین رحم اور نرمی بھی بہت ہو تم اس روز موجود تھے کیا یاد کیا نہو گا کہ اس افرنجیہ عورت کے رونے پر وہ کسقدر بیتاب ہو گئے تھے۔ جبتک اُسکا بچہ منگوا نہ دیا آگے نہ بڑھے۔"

دوسرا:- افرنجیہ کون؟ اور بچہ کیسا؟

پہلا:- ایک دن سلطان کی سواری جا رہی تھی۔ ناگہان ایک افرنجیہ جوان عورت اُنکے سامنے آئی اور آتے ہی زمین پر لوٹنے لگی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکے بچے کو کوئی بدوی افرنجی کیمپ سے چرا لے گیا ہو۔ یہ حال سنتے ہی سلطان کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے بچہ اسی وقت لا کے حاضر کیا جائے خوش نصیبی سے تھوڑی ہی دیر مین پتہ لگ گیا جس شخص نے اُس بچے کو مول لیا تھا لا کے حاضر کیا عورت نے دیکھتے ہی اپنے بچے کو سینہ سے لپٹا لیا۔ یہ بڑی رقیق القلبی کی بات ہے۔ اور جس شخص کا دل نرم ہوتا ہے اُسپر ایسے امر بڑا اثر

۱؎ اس واقعہ کو جلال الدین سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ فی اخبار المصر و القاہرہ اور مورخون نے اور کتابون مین بیان کیا ہو کہ سلطان صلاح الدین کی رحمدلی اور انصاف پسندی ہی ساری دنیا مین مشہور ہے جسکو یہ قصہ بخوبی ثابت کرتا ہے۔

کر جاتے ہین وہ اپنے بس مین نہین رہتا اور مجبور ہو جاتا ہے"

ترکی افسر۔ "یہ خاص بہادری کی پہچان ہے بس اسی مزاج کا آدمی خدا کی راہ مین جان فروشی کر سکتا ہے ہمارے مین اُس بہادری کو ہرگز نہین پسند کرتا جو رحم کو بالکل مٹا دے۔ سلطان کو مظلوم پر بیشک رحم آتا ہے مگر وہ بودا اور بزدل نہین"

یہ بات تمام نہونے پائی تھی کہ باہر کچھ شور کی آواز آئی اور کئی آدمی گھبرا کے کہہ اُٹھے یہ شور کیسا ہے چلو دیکھین؟ سپاہیون کو خصوص جنگ کے زمانہ مین ہر وقت لڑائی کا احتمال ہوا کرتا ہے۔ اِس شور پر بھی ان لوگون کو کچھ اسی قسم کا خیال ہوا تلوارون کو خوب غور سے دیکھ لیا کہ کھینچتے وقت رکین گی تو نہین لمبے لمبے برچھے جنسے عرب کی بہادری بڑی آن بان کے ساتھ ظاہر ہوتی تھی ہاتھون مین لیے اور اپنے نزدیک مستعد جنگ ہو کر خیمے سے باہر نکل پڑے باہر نکل کے دیکھا تو کچھ فاصلے پر فوجی سپاہیون کا غول نظر پڑا بخلاف اسکے کہ قتل وخون کا بازار گرم ہو ایک بازار سا لگا ہوا ہے۔ اور ترکی اور عربی سپاہی کھڑے آپس مین ہنس بول رہے ہین۔

ان سبھون کو حیرت ہوئی کہ کیا ماجرا ہے۔ ترکی افسر نے ایک سپاہی کو اشارے سے بلایا اور پوچھا"

"یہ بھیڑ کیسی لگی ہے"

سپاہی۔ صاحب ایک بدوی ایک افرنجیہ لونڈی لایا ہے۔ بڑی خوبصورت لونڈی ہے ایسا حسن شاید بہت کم کسی کی نظر سے گذرا ہوگا"

ترکی افسر۔ "پھر اسے کسنے مول لیا"

سپاہی۔ حضور کون؟ وہ دام اسقدر رکھتا ہے کہ کوئی جرأت نہین کر سکتا۔ سب لوگ کھڑے فقط صورت دیکھ رہے ہین۔

ترکی افسر۔ اچھا اُس بدوی کو یہان بلا لاؤ دیکھون کیسی لونڈی لایا ہے۔

وہ سوار دوڑا ہوا گیا اور بدوی کو خیمہ کی طرف آنیکا اشارہ کیا بھیڑ یک بیک پھٹ گئی اور ایک سیاہ فام دہقانی کسی دوشیزہ اور نازک اندام لڑکی کو لیے ہوئے آگے بڑھا اِس دہقانی نے خیمے کے پاس آ کے سب لوگون کو سلام کیا اور عربی زبان مین کہنے لگا۔ مین اس جاریہ کو حضرت امیر فوج کی خدمت مین پیش کرنے کے لیے لایا ہون۔

مجھے اُمید ہے کہ مجھ ذلیل شخص کے ہدیہ کو حضور شاہزادہ عزیز قبول فرمائینگے۔
یہ جملہ سنتے ہی اِن لوگون نے جو خیمے کے دروازے پر کھڑے تھے ایک دوسرے کا منھ دیکھا اور سناٹے مین آگئے۔
ترکی افسر۔ واقعی یہ لونڈی ہمارے شاہزادہ کے قابل تھی مگر ا۔
دوسرے افسر نے بات کاٹ کر کہا۔
افسوس کس بات کا۔ غالباً جلد ہمین موقع ملیگا کہ اُنکے جھنڈے کے نیچے آئین اگر اسوقت وہ نہین ہین تو کل آجائینگے سلطان کے پاس کسی ضرورت ہی سے گئے ہین۔
ایک سپاہی۔ کیا ہمارے شاہزادے صاحب نہین ہین اِکسی کو خبر بھی نہوئی! سلطان کے ہان کب گئے۔
افسر۔ رات کو سلطان کا بھیجا ہوا ایک سوار آیا اُسیوقت چلے گئے۔ کوئی ضروری کام تھا۔
سپاہی۔ تو کب آئین گے۔
افسر "اب جب آئین۔ مگر جلدی آئین گے"
بدوی۔ تو کیا مین ناکام پھر جاؤن۔
افسر۔ تم اِس لونڈی کو اگر شاہزادہ عزیز کے لیے لائے ہو تو یہان چھوڑ جا سکتے ہو۔ جب وہ آجائین خود ہی آکے انعام لیجانا۔ مگر ذرا دس بارہ روز ٹھہر کے آنا۔
بدوی۔ تو یہ کام آپ کا ہے یہ لونڈی حفاظت سے رہے۔
افسر۔ اس امر مین تم مطمئن رہو۔ شاہزادہ عزیز کی خدمت کو ہم سب تہ دل سے حاضر ہین۔
بدوی نے لونڈی کا نازک اور پیارا پیارا ہاتھ افسر کے ہاتھ مین دیا اور سلام کرکے چلا گیا۔
اس لونڈی نے اگرچہ اپنی قسمت کا یہ بہت بڑا تغیر دیکھا مگر آنکھین نیچی کیے ایک دلفریب انداز سے کھڑی رہی۔ ہان اُسکے پُرحسرت سکوت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ صرف شرم ہی سے وہ چپ چاپ نہین ہے بلکہ غم بھی بہت کچھ اُسکے دل پر قبضہ کیے ہوے ہے پوری کسی ہوئی آستینون کا ایک ریشمی زرد کرتا زیب تن تھا۔ اور اُسپر

بھورے بالونکی لٹین بکھری ہوئی تھین۔ نازک اور چکنے رخسارون کو شرم اور خوف نے گویا بلدی کے ہلکے رنگ مین رنگ دیا تھا۔ اور ملک شام کے ریگستان کی پریشان ہوانے گرد آلود کر کے اور بھی بیروپ کر دیا تھا۔

مگر نظرفریب بھولاپن جو اُسکے بگڑے ہوے حسن کو ایک خاص قسم کی رونق دیرہا تھا اور خصوص اسوقت جبکہ ندامت کے باعث وہ چہرہ کسی قدر پسیجا ہوا نظر آتا تھا حسن پرستون کو ہرگز موقع نہین دیتا تھا کہ اُسکی طرف مائل ہونے سے دل کو ذرا بھی روک سکین۔

ترکی افسر دیر تک اُسکے حسن عالم فریب کو حیرت کی نظر سے دیکھتا رہا اُس پر ایک محویت طاری ہوگئی۔ بمشکل اُسنے اپنے حواس بجا کیے اور اُس حورِ وش لونڈی کو شاہزادے عزیز کے خیمہ مین لے گیا۔ خیمہ مین لیجا کے پوچھنے لگا اے نازنین تم کون ہو اور اس بدوی کا ہاتھ تم تک کیونکر پہونچ سکا۔

نازنین نے فرنچ زبان مین کہا۔ مگر ترکی افسر ذرا نہ سمجھ سکا۔ لیکے خیمہ کے دروازے کے پاس گیا اور کسی افسر کو بلایا یہ دوسرا افسر یورپ کی اکثر زبانین جانتا تھا اُسنے آتے ہی اُس نازنین سے سوال کیا۔ کیا تم فرانس کی رہنے والی ہو۔

نازنین "(حزم کی آواز سے) نہین صاحب فرانس سے اُس طرف ایک جزیرہ ہے انگلستان۔ وہان کی رہنے والی ہون"

افسر "تو شاید تم شاہ رچرڈ کے ساتھ یہان آئی ہو کیون؟ اور تم کو خاص اُس کے خاندان سے تعلق ہو تو کچھ تعجب نہین"

نازنین "مین آئی تو شاہ رچرڈ کے ساتھ ہون۔ مگر اُنکے خاندان سے کچھ علاقہ نہین اُنکی مین ایک غریب خادمہ ہون"

افسر "تو شاید تمھارا ساتھ رہنا ملکہ کو ناگوار گذرتا ہوگا"

نازنین "کیون"

افسر "اسلیے کہ تمھارے سامنے اُنھین اپنی صورت بُری معلوم ہوتی ہوگی۔ اور واقعی تمھاری سی حسین لڑکی شاید یورپ بھر مین نہوگی"

نازنین "(شرما کر) مین کیا ہون سیکڑون مجھ سے اچھی لونڈیان اُنکی خدمت مین رہتی ہین"

پہلے افسر کو اس شرمندگی کی ادا سے جواب دینا کچھ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ اپنے ساتھی کیطرف مخاطب ہو کر بیچ ہی مین بول اُٹھا۔ کیون یہ کیا کہتی ہے۔ کچھ حال معلوم ہوا۔

دوسرا افسر۔ دیکھو پوچھتا ہون۔ پھر اُس لڑکی کیطرف مخاطب ہو کر کہا۔ اگر خاندان کا پتہ دینے مین تمھین عذر ہے تو کیا اپنا نام بھی نہ بتاؤ گی؟

نازنین۔ (آہ سرد کھینچکر) اب مین اپنا بھلا نام بتا کے کیا کرونگی؟ مین آزاد زندگی کے ساتھ وہ نام بھی گیا۔ لونڈی کے لیے ہر جگہ اور نام تجویز کیا جاتا ہو ہاے میرا اچھا نام۔ مین اتنا کہنے پائی تھی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔

ترکی افسر دلدہی کرنے لگا اُسنے کہا۔ تم گھبراؤ نہین تمھارے ساتھ ہرگز وہ سلوک نہ کیا جائیگا جو دنیا مین معمولاً لونڈیون کے ساتھ کیا جاتا ہو اور تم کو معلوم ہوگا کہ اہل عرب لونڈیون کو بالکل بیبیون کی طرح رکھتے ہین[1] ہم مسلمان لوگ کسی پر ظلم نہین کرتے بہت سے مسلمان فرنگیون کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ اور اُنکے ساتھ وہ بدسلوکیان اور سختیان کی گئین کہ بیچارے تڑپ تڑپ کے مر گئے۔ مگر مسلمانون سے کسی کو ہرگز ایسی اُمید نہین ہو سکتی ہمارے مرد غلامون کو بھائی اور عورتین لونڈیونکو بہن سمجھتی ہین۔

اسلام دنیا مین بڑا مضبوط اتفاق پیدا کرنے آیا ہے وہ سب قومون اور سب ملک والون کو ایک کر دیتا ہے اور تمھین تو ناز کرنا چاہیے کہ تم سلطان صلاح الدین کی بہو اور اُسکے ولیعہد شاہزادہ عزیز کی پیاری بی بی بنکے رہو گی بیشک عورت کے لیے یہ بڑی فخر کی بات ہے۔

---

[1] یہ عرب کا عام دستور تھا کہ دولتمندی کا اظہار صرف غلامونکی وضع اور لباس سے کیا کرتے ہین جسنے عرب قدیم کی سوسائٹی پر غائر نظر ڈالی ہوگی وہ اس امر کو بخوبی جانتا ہوگا کتب احادیث سے بھی پتہ لگتا ہو ایک صحابی رض کے ساتھ اُنکا غلام بھی تھا مگر لوگون کو حیرت ہوئی جب دیکھا کہ اُنکے لباس مین اور غلام کے لباس مین ذرا فرق نہین ہے پوچھا تو کہا۔ جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ وسلم نے غلامونکو اپنا ہم حیثیت رکھنے کی تاکید فرمائی تھی۔ اسلیے جو مین پہنتا ہون وہی اُسے پہناتا ہون اور جو کھاتا ہون وہی اُسے کھلاتا ہون یہ انتہا درجہ کی احتیاط تھی اور اسوجہ سے لوگونکو حیرت ہوئی۔ ورنہ عرب کا عام دستور تھا کہ غلامون اور لونڈیونکو بالکل اپنے مثل عزت و آبرو کے ساتھ رکھتے تھے۔

نازنین۔ مگر مین ان باتون کو اپنی بیعزتی سمجھتی ہون۔
ترکی افسر۔ تم سمجھا کرو۔ مگر یہ وہ امر ہے جسکی تمھارے بادشاہ رچرڈ کو تمنا ہے۔
نازنین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہمارا شیردل بادشاہ اس قسم کی ذلت کو ہرگز نہ گوارا کریگا۔
ترکی افسر۔ تمھین تو معلوم ہی نہین خود اُسکی درخواست ہے کہ اُسکی بہن کی شادی سلطان کے بھائی کے ساتھ ہو جائے۔
نازنین۔ شاید ایسا ہی ہو گر مین اس کنیزی کو ہرگز پسند نہ کرونگی۔
ترکی افسر۔ تمھاری یہ بڑی غلطی ہے اسکو کنیزی نہ سمجھو۔ کسی اقربجہ کے لیے بھلا اس سے زیادہ کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمانون کی ایک عالیشان ملکہ ہو۔

اب اس نازنین نے ایک شرمندگی کی ادا سے گردن جھکا لی اور نہایت سادہ دلی اور بھولے پن سے نیچے دیکھنے لگی افسر اپنے دوست دوسرے افسر کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

یہ لڑکی کسی بڑے معزز خاندان کی معلوم ہوتی ہے مگر کسی طرح نہین بتاتی کہ کون ہے اور کیونکر۔ ہان دیکھو مین پوچھتا ہون کہ کیونکر یہان آئی شاید کچھ حال معلوم ہو جائے یہ کہکر پھر اس حوروش کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم یہان کیونکر آئین۔
نازنین۔ بس یہی کہدینا کافی ہے کہ قسمت لے آئی۔
افسر۔ یہ تو معلوم ہے مگر کہو قسمت کس ذریعہ سے اور کیونکر لائی۔

سلہ اس امر کو تمام مورخین تسلیم کرتے ہین کہ انگریزی مشہور مورخ گبن نے اپنی ہسٹری آف رومن امپائر مین اسکا اعتراف کیا ہے اور عربی مورخ بھی اس واقعہ کو تفصیل کیساتھ بیان کرتے ہین ابن اثیر ابوالفدا اور مورخوں نے بوضاحت لکھا ہے کہ عجیب واقعہ ہے کیونکہ رچرڈ سا بہادر بادشاہ جو انگلستان کو آج تک ناز ہے آیا تو لڑنے کو اور شام مین پہونچکر مسلمانون کے ہاتھ بہن کی شادی ٹھہرانے لگا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رچرڈ کی نظر مین سلطان صلاح الدین کی کسقدر وقعت تھی۔ اور کسقدر اسکا لحاظ مان گیا تھا۔ یہ نکاح اسوجہ سے نہوسکا کہ رچرڈ کی بہن صلاح الدین کے بھائی سے یہ اقرار لینا چاہتی تھی کہ وہ دوسری شادی نہ کرے اور نہ کوئی حرم رکھے مگر اس زمانہ مین کسی مسلمان کو بھلا یہ کب منظور ہو سکتا تھا۔

نازنین - وہی بدوی عرب گرفتار کرلایا - مین تو پہلے اپنے انگریزی کیمپ سے چھٹکر دل مین خوش ہوئی تھی - مگر ہائے - بے اختیار رونے لگی اور اس رونے کے ساتھ کسیقدر شرمندگی بھی اسکے چہرے سے ظاہر ہوتی تھی - ہائے مین بڑی بدقسمت ہون کیا کہون کہ میرے دل مین کیسی آرزو پیدا ہوئی تھی اور کیا ہوگیا - افسوس ! مین کچھ زبان سے بھی نہین نکال سکتی -

افسر - آخر بیان تو کرو کیا ہوا -

نازنین - نہین کچھ نہین ہوا - اب آپ مجھے زیادہ نہ ستائیے - مجھ مین اب بات کرنے کی بھی طاقت نہین -

پہلے افسر نے جب اتنی دیر تک دونون کو فرانسیسی زبان مین باتین کرتے دیکھا تو خاموش نرہا گیا اپنے ساتھی ترکی افسر سے کہنے لگا - خیر نہین بتاتی ہے تو جانے دو اسوقت زیادہ دل دکھانے سے فائدہ -

دوسرا افسر - مین نے ہزار کوشش کی مگر نہین بتاتی خیر - اب کہو یہ کہان رکھی جائیگی شاہزادہ عزیز کی حرم سرا مین بھیجنا تو نامناسب ہو - کیونکہ وہان تو اس غریب لڑکی کو تکلیف ہوگی -

پہلا افسر - حرم سرا مین نہ بھیجین تو کہان رکھین -

دوسرا افسر - اسکو اسی خیمہ مین رکھنا چاہیے خدمت وغیرہ کے لیے مین دو لونڈیان بھیجدونگا ظاہرا یہ ایک بڑے خاندان کی لڑکی ہے - ہمکو اسکی قدر کرنا چاہیے -

پہلا افسر - بیشک شان وشوکت سے رکھنا چاہیے - یہ تو ہمارا مذہبی آئین دین ہے آنحضرتؐ فرماتے ہین اکرموا عزیز قوم ذل (کسی قوم کا معزز آدمی ذلیل ہوگیا ہو اسکی عزت کرو) مگر مین سمجھتا ہون یہان رہنے مین اسے تکلیف ہوگی -

دوسرا افسر - نہین کچھ تکلیف نہوگی - اس افرنجیہ دلگیر لڑکی کے لیے اس خیمہ سے زیادہ آرام کی جگہ کہین نہین ہے - بس اب دیر نہ لگاؤ مین جاتا ہون اپنے خیمہ سے دو لونڈیون کو بھیجے دیتا ہون -

پہلا افسر - مگر ذرا اسکی دلدہی تو کرتے جاؤ - مین فرانسیسی زبان نہین جانتا ورنہ مین بھی تسلی دیتا -

دوسرا- نہین اب کچھ ضرورت نہین۔ مین نے بخوبی سمجھا دیا ہے۔
یہ کہہ کے وہ افسر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد دو حسین لونڈیان آئین جنمین سے ایک فرانس کی تھی اور دوسری اٹلی کے مشہور دارالسلطنت روما کی رہنے والی تھی۔ جو افسر یہان اس کم عمر لڑکی پاس کھڑا تھا اُسنے اون دونون لونڈیون کو خدمتگزاری کی تاکید کی اور خیمہ سے نکل کے چلا گیا۔

چوتھا باب

قید

صحراے زابلون[1] کی ریگ مین ہر طرف چھوٹے چھوٹے ذرے ابتدائی دھوپ مین چمک رہے ہین۔ مغرب کی طرف خلیج عکہ کی طرف ناپیدا کنار پانی تیز ہوا کے سبب سے ساحل شام کو تھپیڑے دے رہا ہے جسمین جابجا جہازون کے بادبان اور مستولون کے جھنڈے اُڑتے ہوے نظر آتے ہین۔
جنوب کی جانب سے نہر المقطع کوہ کارمل کے سلسلے کو قطع کرتی ہوئی آئی ہے اور خلیج عکہ مین گر رہی ہے۔ اُسی طرف نہر المقطع کے اُس پار شہر کیفہ ساحل پر آباد ہے اور اُسکی شہر پناہ اور مسجدون کے اونچے اونچے مینار اور بلند عمارتین سنہری دھوپ مین رنگی ہوئی نظر آرہی ہین۔
کوہ کارمل کا سلسلہ رفتار نظر کی حدین قائم کرتا ہوا دور تک مشرق اور شمال کی جانب چلا گیا ہے۔ اس سلسلہ مین وہ مقام جہان سے نہر المقطع آئی ہے کھل گیا ہے اور نظر کو صحراے زابلون سے نکالکر صحراے سدرائیلون[2] کے سینے مین پہونچا دیتا ہے جہان بالو کے ٹیلے ایک دلچسپ کیفیت دکھاتے ہین نہر المقطع کے عین نکاس پر بلد الشیخ[3] کی کہنہ اور کم حیثیت عمارتین دکھائی دیتی ہین۔

[1] صحراے زابلون اُس ریگستانی میدان کو کہتے ہین جو عکہ اور کیفہ کے درمیان مین واقع ہے یہ میدان عرضاً نو میل اور طولاً دس میل کے پھیلاؤ مین ہے۔
[2] یہ صحرا کوہ کارمل کے جنوبی دامن سے شروع ہوا ہے اور بہت دور تک واقع ہوا ہے۔
[3] یہ گاؤن کیفہ سے ایک گھنٹہ کی راہ پر ہے اور عین کوہ کارمل کے سلسلے مین ایک گھاٹی کے اندر واقع ہے۔

شمال کی طرف دریائے بلیس اِس کشادہ صحرا کی حدبندی کر رہا ہی جسکے کنارے شہر عکہ آباد ہی عکہ کی عمارتین بعد کی وجہ سے کھجوروں کے جھنڈون مین چھپی اور کچھ کچھ مٹی مٹی اور ایک قسم کے دھوئین مین ڈوبی جاتی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔ نہر المقطع کے اُس پار جنوب کیطرف مصری خیمے قطار در قطار دور تک چلے گئے ہین۔ صحراے عرب مین بالو کے ٹیلے کوسون تک یونہی سلسلہ وار نظر آتے ہین جس طرح اسوقت یہ خیمہ نہر المقطع کے کنارے کنارے دکھائی دیرہے ہین۔

عربی فوج اپنے جنگی اسلحہ سے آراستہ شامہ بندھے نہر المقطع کے اُس پار اُتری ہے اور صحراے زابلون عـــه کی جنوبی حد پر صفین باندھے کھڑی ہو۔ شمال کی جانب جدھر عکہ کی مسجدون کے مینار نظر آتے ہین اور جہان بلند اسلامی جھنڈے کا پھریرا ہوا مین لہرا رہا ہے اُس طرف عکہ کی شہر پناہ کے باہر ہزار ہا خیمے نصب ہین اور انگریزی فوج اُسمین سے نکل نکلکر مرتب ہو رہی ہے۔ اور گویا فوجی نقارہ کی آواز پر کان لگائے کھڑی ہے کہ آواز آتے ہی غنیم کی فوج پر حملہ کرے۔

آسمان صاف ہے۔ اور اُسکی نیلگونی نے مغرب کی جانب بحیرۂ روم کے متلاطم موجون کو بھی اپنے ہی رنگ مین رنگ دیا ہی آفتاب کا عکس دونون طرف کی ساکت فوجون کی اسلحہ پر بغیر کسی قسم کی حرکت کے تڑپ رہا ہو یہ عجیب دلفریب سین صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ کس طرح پر طبیعت مین ایک قسم کی جرأت پیدا کر رہا ہے ٹیلے اور صاف آسمان کے نیچے کشادہ میدان کے دونون کناروں پر خیمون کی سفید سفید قطارین اور اُنکے آگے دونون جانب مسلح اور جانفروش سپاہیون کی طولانی صفین جمی ہوئی جا بجا جھنڈے بلند ہین۔ اسوقت کی تیز ہوا مین اُن کے پھریرون کا بڑی آن بان سے اوڑنا اور پھر اُن دونون فوجون کے درمیان چھوٹا ہوا مسطح سفید میدان ان سب باتون کے

عـــه اس لڑائی کا مختصر حال یہ ہی کہ اہل یورپ نے شہر عکہ کا محاصرہ کیا تھا۔ عکہ والے محصور تھے مگر اطاعت نہین قبول کرتے تھے اور سلطان صلاح الدین نے باہر سے اُنکی مدد کرنا چاہی مگر مسیحیون نے موقعہ نہ دیا اسیوجہ سے سلطان صلاح الدین کی فوج باہر اہل یورپ سے لڑ رہی تھی اور عکہ کے اندر والے الگ اپنی حیثیت کے موافق مقابلہ کر رہے تھے۔

علاوہ ادھر شہر عکہ کی بلند عمارتون پر اسلامی نشانون کا اُڑنا اور یورپین فوج کے ایک خاص حصے کا ادھر رُخ کرکے صف باندھنا ان سب نے ملکر کچھ ایسی موثر کیفیت پیدا کردی ہے کہ جو گھڑیان گذرتی ہین سپاہیون کا جوش اور ترقی کرتا ہے۔ دونون طرف کے سپاہی سامنے غنیم کی فوج کو غضب آلود نگاہون سے دیکھتے ہین اور ادھر سے نظر ہٹاتے وقت اُس میدان کو بھی حسرت اور خوف کی نظر سے دیکھ لیتے ہین کہ تھوڑی دیر مین خدا جانے کس کس کا بستر خواب ہوگا اور خدا جانے کون کون جانفروش اس خدا کے بچھائے ہوے فرش پر لیٹ کر صبح محشر کا انتظار کرنے لگے گا۔

عیسائیون کے خیمون کی قطارون کے پیچھے ایک بلند مقام ہے۔ یہ مقام یورپین فوج کے اُن دونون حصون کے درمیان مین واقع ہے جنمین سے ایک تو عکہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے اور ایک اُس اسلامی فوج کے مقابلے کو تیار ہے جسنے نہر القلیع کے اُس پار اُتر کے صف بندی کی ہے۔

میدان جنگ کا مسطح تختہ یہان سے نظر کے سامنے ہے۔ اور اُس قوم کی صفین حد نظر کو روک رہی ہین جو وطن۔ مذہب۔ بولی۔ وضع۔ چال چلن۔ ہر حیثیت سے مخالف ہے۔ قسمت کے پردے پر ہر شخص نظر لگائے ہوے ہے کہ اُسکے اُلٹتے ہی دیکھیے کیا دکھائی دیتا ہے۔

میدان جنگ کی موثر سنیری دیکھنے کے لیے اس مقام سے عمدہ جگہ نہین ہوسکتی کیونکہ عکہ کی مسجدون کے مینار اور اُسکی عمارتین جنپر مصری جھنڈے اُڑ رہے ہین وہ بھی یہان سے نزدیک ہی نظر آتے ہین اور صحرا سے زابلون کا کشادہ دامن بھی بالکل نگاہ کے سامنے ہے اس بلند مقام پر کچھ خیمے نصب ہین جنمین سے ایک خیمہ نہایت بر تکلف ہے اُسکی خوشنمائی اُسکی شان و شوکت اور اُسکے آس پاس معزز اہل یورپ کا ننگی تلوارین لیے کھڑا ہونا بتا رہا ہے کہ بادشاہ یا سپہ سالار فوج اُسمین بیٹھکر لڑائی کی کیفیت دیکھتا ہے اور باقی کے خیمون مین بھی افسران فوج ہین۔ اسوقت سوا شاہی خیمہ کے سب خالی پڑے ہین کیونکہ کل افسران فوج اپنی آہنی زرہین پہن پہنکر چمکتے ہوے فولادی خود سرون پر رکھکے اور پورے اسلحہ سے درست و آراستہ ہوکر میدان جنگ مین پہونچے اور صفون کے آگے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اور ایک ایک سپاہی کے دل مین لڑائی اور دین کا جوش

پیدا کر رہے ہین بقیہ بادشاہی خیمے ین ہین اور بادشاہ کے ہمراہ غنیم کے مقابلے کو نکلین گے مگر اُن سب کے خلاف ایک چھوٹا خیمہ جو خالی نہین معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ ایک پورا گاردا اسکا محاصرہ کیے ہوے ہے اور سپاہی بڑی ہوشیاری اور سرگرمی سے اُسکی نگہداشت مین مصروف ہین۔ برہنہ تلوارین ہاتھون مین ہین اور گویا غفلت کو اپنے پاس بھی نہین پھٹکنے دیتے۔

خیمے کے اندر ایک طرف نوجوان ترک بیٹھا ہے اور اُسکے برابر ہی ایک عورت جسکا سن غالبًا تیس سال سے زیادہ نہوگا گردن جھکائے کچھ سوچ رہی ہو دوسری طرف ایک مسلح سپاہی جسکی وردی سے افسری کے بھی کچھ علامات ظاہر ہوتے ہین۔ کرسی پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور اس نوجوان ترک اور اس عورت کو گھور گھور کے دیکھ رہا ہے۔

ترکی شخص کی صورت سے ایک عجیب قسم کا اطمینان پایا جاتا ہو نہ تو کوئی باتین کرنے والا ہو جسکی گفتگو سے دل بہلے نہ کوئی غم کا خیال دل مین ہے کہ حسرتناکی اور مایوسی کے ساتھ سکوت اختیار کرلے۔ ہان یہ خیمہ ہی کچھ دلچسپی کا ذریعہ ہو۔ کہ اُسکے ہر ہر حصے کو وہ بار بار نظر دوڑا کر دیکھتا ہے۔ اور اپنا دل خوش کرتا ہے۔ اُسکی اس بیفکری کے زمانہ مین خدا جانے کون حیرت کی بات ہو کہ یورپین افسر تیز نظر سے دیکھتے دیکھتے متعجب بھی ہو جاتا ہے۔ آخر نہ ضبط ہو سکا اُسنے فرانسیسی زبان مین ذرا بلند آواز سے پوچھا۔ اے نوجوان ترک کیا تجھے اپنی بدقسمتی پر افسوس بھی نہین ہوتا۔

نوجوان۔ دین اسلام کے پابند مسلمان ڈرنے کے لیے نہین پیدا ہوے ہین پچتانا اور افسوس کرنا عورتونکا کام ہے۔ ہان شاید تمھارے ہان مرد بھی ایسا کیا کرتے ہون مگر مسلمان ہرگز ایسے بودے نہین ہین۔

افسر۔ (برہم ہوکر) چاہے بہادری نہو مگر حقیقت مین مسلمانون کو باتین بنانا خوب آتی ہین۔ کوئی ایسا بھی ہے جو موت سے نہ ڈرتا ہو۔ موت کا خیال ہو مین ڈرایا کرتا ہے۔

نوجوان۔ نہین! نہین!! مسلمان نہین ڈرتے ہین۔ بلکہ آرزومند رہتے ہین۔

افسر "خیر یہ اُس گھڑی معلوم ہو جائیگا۔ جب وہ وقت آئیگا جو قسمت نے تمھارے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اگر نہ دیکھا ہوگا تو سُنا ضرور ہوگا کہ ہمارے بہادر شیر دل شاہ رچرڈ نے اُس روز ہزاروں ترکون کے سر کاٹ کے پھینکدیے تھے تم تو کیا تمھارے بڑے بہادر شاہ رچرڈ کی وہ کارروائی دیکھ کے کانپ اُٹھے"

نوجوان "ہان تمھاری قوم کے بہادر کانپ اُٹھے ہونگے۔ مگر مسلمان شہادت کے ہر وقت شایق رہتے ہین۔ اہل اسلام سے بڑھکر موت کا مشتاق کوئی نہوگا۔ اُنکو وہ عالم جاودان ہر وقت دنیا سے اچھا معلوم ہوتا ہے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سجن المومنین وجنت الکافرین (دنیا مسلمانون کا قیدخانہ اور کافرون کی جنت) فرمایا ہے مجھے اسپر ہر مسلمان ایمان لایا ہے"

عورت "(نوجوان کی طرف مخاطب ہوکر) تم اُلجھتے کیون ہو۔ جیسا ہوگا دیکھا جائیگا"

نوجوان "نہین مین سچ سچ"

"ناگہان ایک اور یوربین خیمہ مین آیا جسکی طرف سب کی نظر اُٹھگئی اُس نے آتے ہی افسر سے کہا"

"آپ کو بادشاہ یاد کرتے ہین"

افسر "ہمارے شیر دل اور بہادر بادشاہ۔ چلو۔ یہ کہہ کے اُٹھا اور نئے آنے والے کو ساتھ لیے ہوے چلا گیا"

نوجوان "(عورت سے) اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک ادنی عیسائی سے دب جاؤن۔ اسلام دبنے والا نہین ہے۔ مین تو مین اگر ہماری طرف کے سب سپاہی مارڈالے جائین تو پچھلے شخص کی زبان سے بھی وہی نکلے گا جو مین نے کہا"

عورت "تو کیا فائدہ۔ جب انسان پر اسے بس مین ہو تو اُسکا کون اختیار"

نوجوان "افسوس مین یہان بیٹھا ہون خدا جانے ہماری فوج نے شوق عام سے کدھر کا قصد کیا"

عورت "ان خیالون کو بھلادو"

نوجوان "بھلا یہ خیال بھولنے والے ہین! مجھے یہان کسی قسم کی تشویش نہین۔ ہان بعض اوقات اس سے دل گھبرانے لگتا ہے۔ کہ کوئی بات کرنیوالا بھی نہین تم بھی

عربی زبان سے نابلد ہو۔ ورنہ تم ہی سے اپنے دل کے راز کہتا۔

عورت ”۔ ابتو تمھین میرا اعتبار ہو گیا۔ مین چھوٹ سکتی تھی۔ صرف تمھارے لیے مینے اپنے اوپر یہ قید گوارا کی“

نوجوان ”۔ ہان بیشک تمنے میرا ساتھ دیا اور اپنے شوق سے تمنے اپنے تئین میرا ساتھی بنا کر خود پھنسا لیا۔ مگر مین اسے پسند نہین کرتا۔

عورت ”مجھے تم سے محبت ہو مین ظالم عیسائیونکا ساتھ دینا ہرگز نہین پسند کرتی“

نوجوان۔ کسی یہودیہ عورت سے مجھکو اسقدر امید نہو سکتی تھی۔ مین زندگی بھر تمھارا احسانمند رہونگا وہ لڑکی جو تمھارے ساتھ تھی وہ کون تھی اور کیا ہوئی“

عورت ”۔ افسوس وہ تمھارے ہاتھ سے نکلگئی۔ اب نہ ملیگی بڑے خاندان کی لڑکی تھی ایسا خاندان جسپر سارے فرنگستان کو ناز ہے۔ وہ شاہ رچرڈ کی بھانجی ہو خدا نے اُسے بڑی پیاری صورت دی ہے پڑھنے لکھنے مین بہت ہوشیار ہے۔ اصول جنگ سے بھی خوب واقف ہو۔ اُسکا نشانہ بہت کم خطا کرتا ہے۔ دونون نشانے جو ہاتھ سے لگاتی ہے اور جو نظر سے لگاتی ہے۔ اُسکے حسن کا تمام یورپ مین شہرہ ہے۔ بڑے بڑے شاہزادے اُسکے آرزومند ہین تم بڑے خوش قسمت تھے کہ وہ تمھین ملگئی۔ مگر ہائے قسمت نے دھوکا دیا“

نوجوان ”۔ اے وفادار یہودیہ تونے بڑا احسان کیا کہ نازنین کا حال بتایا۔ ہائے ہائے وہ میرے ہاتھ سے گئی۔ اور اب کبھی نہ ملیگی۔ تقدیر نے کیا بُرے وقت پھنسایا ہے کاش آزادی سے لڑ سکتا۔ کہ کسی نہ کسی طرح اُسے ڈھونڈھ نکالتا (چونک کر) تم یہ نہ سمجھنا کہ مین اس قید سے ڈرتا ہون مجھے جان کا بالکل خوف نہین۔ مگر افسوس یہ جان تو مین اُس دلربا کی صورت کی نذر کر چکا تھا۔ ہائے زبردستی کر کے ظالم نصرانی لیے جاتے ہین۔ ہان اتنا اور بتادو کہ اُس حور وش کا نام کیا ہے شاید اُسکا نام دلکو کچھ تسکین دے سکے“

عورت ”۔ ورجنا“

نوجوان ”۔ کتنا پیارا نام ہے ورجنا! اے دل تو یاد کرلے مگر ہائے اس نام سے تو بیقراری اور“

یورپین افسر پھر آ گیا خیمے کا دروازہ جنوب کی جانب تھا۔ اور چونکہ بلندی پر واقع تھا۔ اسوجہ سے صحرا ے زابلون اندر بیٹھے دیکھا جا سکتا تھا۔ اس افسر نے آتے وقت خیمے کا دروازہ باندھ دیا اور سامنے کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا "آج بڑی سخت لڑائی ہوگی"

نوجوان "آج۔ (پژمردگی کے ساتھ) افسوس مین کچھ نہین کر سکتا"

افسر "اب تھوڑی دیر مین سب باتون کا فیصلہ ہو جائیگا (میدان کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو مصری فوج پرا جمائے کھڑی ہے"

نوجوان "اور افرنجی فوج"

افسر "وہ ذرا ادھر ہٹ کے ہے۔ اس ٹیلے کے دامن مین جسپر یہ خیمہ نصب ہے جب آگے بڑھے گی تب نظر آئے گی"

نوجوان "تو ہم یہان سے لڑائی کی سیر دیکھ سکین گے"

افسر "بخوبی"

"نوجوان غور کر کے عربی فوج کو دیکھنے لگا۔ یک بیک مصری جھنڈے کو حرکت ہوئی نوجوان جوش کے لہجہ مین کہہ اوٹھا"

"اب حملہ ہوا چاہتا ہے"

افسر "نہین جب ہماری فوج بڑھے گی تب وہ لوگ بھی لڑنے کا قصد کرینگے۔

نوجوان "ترکون کی پرجوش طبیعتون سے تو مجھے اس قسم کی اُمید نہین"

"ناگہان مصری فوج کی طرف سے نقارے کی آواز آئی"

نوجوان "دیکھا نہ"

"یورپین افسر بھی غور سے اُدھر دیکھنے لگا"

"اب عرب کی صفون سے ایک حرکت محسوس ہوتی تھی اور اُنکے لمبے لمبے برچھون پر آفتاب کی شعاعین بجلی بن بن کے چمکتی تھین۔ اُنکی صفین عجیب شاندار تھین اور سکوت کے ساتھ ہی بلندی کے دامن سے فوجی نقارے کی آواز گو یا قریب ہوتی جاتی تھی اسکے ساتھ ہی بلندی کے دامن سے یورپین فوج نکلی جسمین ہر طرف مرصع اور طلائی صلیبین بلند تھین۔

ملبوسون کے جواہرات جابجا تارون کی طرح دھوپ مین جگمگا رہے تھے اور اُن کی حرکت سے میدان جنگ کے سین مین ایک اور لطف پیدا ہو رہا تھا۔ یہ فوج بھی جوش اور بڑی متانت سے دشمن کے استقبال کے شوق مین آگے بڑھتی چلی جاتی تھی۔

"دونون فوجونکی حرکت نے دیکھنے والون کے دلون پر خوف کا اثر ڈالا۔ اور گویا زمین و آسمان مین جو کوئی چیز تھی وہ زبان حال سے ڈر ڈر کے کہہ رہی تھی"

"دیکھیے تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہے"

"یہ بہت بڑی فوجین تھین اور اصل مین اس سرزمین کی قسمت کا اور اُس کے ساتھ ہی دین اسلام و دین مسیحی کی قسمتون کا فیصلہ کرنے چلی تھین۔ اب عزت و آبرو خدا کے ہاتھ ہے۔ دیکھیے میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے۔ یورپین فوج تعداد مین ایک لاکھ پچھتر ہزار اور ترکی فوج مین صرف اسّی ہزار عربی و ترکی و مصری جوان ہین۔ مصری فوج کے سوار زیادہ آگے بڑھ آئے اور وہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب آگئی جبکہ دونون خونخوار لشکر ملجائین گے۔

"یہ حالت دیکھتے ہی اُس افسر کے چہرے پر ایک عجیب قسم کی وحشتناکی برسنے لگی۔ یکایک دل مختلف جذبات کے ہجوم سے پریشان ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا خیمے کے دروازے پر جا کے خیمے کے محافظت کرنے والے سپاہیون کو تاکید کی کہ خوب ہوشیاری سے اپنے کام مین مشغول رہین۔ خبردار کسی قسم کی غفلت نہو۔ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے ایسے وقت مین اپنے قیدیون کی طرف سے ذرا بھی بے پروائی کرنا ستم ڈھا دیگا۔ یہ کہہ کے آگے بڑھا اور حیرت کے ساتھ لق و دق صحرا ے زابون کو دیکھنے لگا۔ کہ اُسکے اُجلے فرش پر تھوڑی دیر مین سیکڑون خون کے دھبے پڑ جائینگے"

"نوجوان ترک نے یہودیہ کی طرف خطاب کر کے کہا"

"ہاے کیا بے بسی ہے مین اپنے ہموطنون کے لڑنے اور کٹنے کا تماشہ دیکھ رہا ہون مجھے تو خود اس تماشہ مین شریک ہونا چاہیے تھا۔ اے خدا کاش مجھے اجازت ملجائے کہ اسوقت اپنے ہم مذہبون کے ساتھ ہمدردی کرون اور شام کو پھر اسی خیمہ مین قیدیون کی طرح باندھ کے بٹھا دیا جاؤن کیا کہون کہ میرا جوش مجھے کسقدر بیتاب کیے ڈالتا ہے"

یہودیہ "صبر کرو صبر۔ خدا تمھاری مدد کرے گا"

نوجوان ”کیونکر صبر کرون۔ ہاے مین قید کرکے اس جگہ نہ رکھا گیا ہوتا کیا اور کوئی جگہ نہ تھی؟“
یہودیہ ”اگر صبر نہین ہوسکتا تو ادھر نہ دیکھو“
نوجوان ”کیونکر نہ دیکھون یہ بھی تو؟“

”خیمے کی حراست کرنیوالے مسیحی نوجوانون مین سے ایک جو اپنے افسر کے برابر کھڑا میدان جنگ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ یک بیک چیخ کے گر پڑا۔ اور تڑپنے لگا۔ (این یہ کیا ہوا) لوگون نے دوڑ کر دیکھا تو اُس شخص کی بیٹھ پر ایک تیر پڑا تھا جسکی نوک دل کو چھید کر سینہ سے نکل گئی تھی۔ وہ شخص دو تین دفعہ تڑپا اور لوگ گھبرا گھبرا کے چارون طرف دیکھنے لگے کہ یہ تیر کدھر سے آیا؟“

”یورپین افسر نے مڑ کے دیکھا اور دیکھتے ہی چلا کے کہہ اوٹھا اہاہ! ادھر تو لڑائی شروع ہوگئی! دیکھو ترکی فوج عکہ کے شہر پناہ سے تیر باری کررہی ہے یہان سے ہٹ کے کھڑا ہونا چاہیے۔ اتنا کہا اور خیمہ کے قریب آگیا۔ تاکہ خیمہ کی آڑ مین رہے اور پشت کی طرف سے کسی تیر وغیرہ کا اندیشہ نرہے اطمینان سے کھڑے ہوکر سامنے دیکھا تو وہ پچھلی ساعت نظر کے سامنے ہوگئی۔ جبکہ ترکی اور انگریزی فوجین ملگئین اور میدان قیامت گرم ہوگیا؟“

”یہ عجیب مؤثر وقت تھا۔ خود لڑنے والون پر اسقدر اثر نہوتا ہوگا۔ جسقدر دیکھنے والون پر ہورہا تھا؟“

عربی فوج والے اپنی زبان مین رجز کے اشعار پڑھ پڑھ کے اللہ اکبر کی صدا بلند کرتے تھے میدان دونون طرف کے سپاہیون کی پرجوش آوازون سے گونج رہا تھا اور ہر قسم کے مختلف اسلحہ بڑی بے ترتیبی کے ساتھ اپنے اپنے موقعہ پر کام مین لائے جاتے تھے۔ تلوارین بلند ہوتی تھین۔ اور کسی کی جان کا قصد کرتی ہوئی جھک پڑتی تھین خون کی چھینٹین جابجا اُڑتی تھین۔ اور چارون طرف لوگون کو کشت وخون کے سُرخ رنگ مین رنگ دیتی تھین۔

”لوگ اسلحہ کے صدمے اٹھا اُٹھا کے اور کاری زخم کھا کھا کے گرتے تھے۔ اور جانفروش سپاہیون کے قدمون کے نیچے روندے جاتے تھے۔

"یہ منظر جو اسوقت ہمارے ترکی نوجوان کے خیمے کے سامنے ہی ہر دل پر بلا کا اثر ڈال سکتا ہے۔ بہادر اور بزدل دونون اس سے متاثر ہو سکتے ہین بہادر بےچین ہو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح بنے خود بھی اُس دریا مین کود کے پیرنے لگے جسمین سیکڑون ڈوب رہے ہین اور یقیناً قیامت کے ادھر نہ اُبھرینگے۔ بزدل ڈرتا ہے اور خوف کھا کھا کے چارون طرف دیکھتا ہے کہ کدھر بھاگ کے جان بچائے۔ ایک بہادر عالیخاندان نوجوان خصوصاً اس ترکی سپاہی کے لیے کسی قدر بیتابی کا وقت ہو کہ اپنے دوستون اپنے عزیزون اپنے بھائیون کو لڑتے اور مرتے دیکھتا ہے۔ اور کچھ نہین کرسکتا"

"جھنڈے ہوا مین اُڑ رہے ہین۔ برچھے اور نیزے سینون سے نکل نکل کر جانفروشون کی پیٹھون پر چمک رہے ہین۔ تلوارین خون مین نہا نہا کے اُٹھتی ہین اور دھوپ کے سُنہری پن مین اپنے جوہر پر خون کی سُرخی کی جھلک دکھا کے پھر غائب ہو جاتی ہین۔ عربی اور یورپین زبانون مین پرجوش نعرے بلند ہوتے ہین۔

افسران فوج کڑک کڑک کر بہادری کا جوش دلا رہے ہین۔ مذہبی مجاہد دینی حمیت کو عجیب ولولے کے ساتھ ہیجان مین لا رہے ہین۔ سپاہی گویا ہر حملے پر بڑھتے ہین اور اپنی قسمت کا فیصلہ کر لینے کی کوشش کرتے ہین یہ عالم ہے کہ ہمارا بہادر نوجوان دلی جوش اور ولولون کو دبا دبا کے سیر دیکھتا ہے۔ اور جب اسکی طرف کا کوئی سپاہی گرتا ہے خون کے گھونٹ پی کے رہ جاتا ہے"

"یکایک عربی فوج کے مشرقی پہلو سے سوارون کے ایک بڑے بھاری رسالہ نے اس جوش کے ساتھ حملہ کیا کہ کچھ دور تک تو عیسائی فوجین پیچھے ہٹتی چلی گئین اور آخر کو سنبھلین بھی تو یون کہ ترکی سوارون کو اپنے درمیان مین دانستہ دیدیا۔ اور ترکی سوار برابر مارتے اور مرتے چلے گئے"

"جسوقت سوار ان عیسائیون کے ہجوم سے نکلے۔ اُسوقت آدھے ہی رہ گئے تھے نصف رسالہ بالکل کٹ گیا تھا۔ مگر اسمین شک نہین کہ بارہ تیرہ سو عیسائیون کا اُنھون نے خاتمہ بھی کر دیا تھا۔

پیادون کی صفین درہم و برہم کر کے نکلتے ہی کئی یورپین رسالے اور باقی ماندہ سوار دونپر ٹوٹ پڑے۔ ان صف شکن سوارون کے حق مین

یورپین رسالے پیام مرگ ہو گئے تھے مگر شیر دل سلطان صلاح الدین اپنے بہادر
سپاہیونکا قدردان ہی نہین بلکہ عاشق تھا۔ مسلمان سوارون پر نصرانیون کا یہ ہجوم
دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا چلاکے اپنے گرد کے سوارون سے کہا۔ اے خداے وحدہ
لاشریک کے نام پر بے نفسی سے اپنا جان و مال خرچ کرنے والو۔ بڑھو دیکھو تمھارے بھائی
کون؟ جنکو خدا ہی نے تمھارا بھائی کہا ہے۔ مشرکون اور کافرون کے ہاتھون سے کٹے
جاتے ہین۔ وہ ایماندار ہین مگر بے ایمانون مین گھر ہوے ہین چلو۔ اور انھین بچاؤ۔
کہ خدا کی خدمتگزاری مین ہمیشہ تمھارے کام آئینگے۔ اتنا کہا اور لڑائی کے خاردار
جنگل مین گھوڑا ڈال دیا۔

سلطان کو صف اعدا پر حملہ کرتے دیکھکر کون رک سکتا ہے۔ بہادران اسلام نے
زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور شکاری جانورون کی طرح دشمنون پر جھک پڑے
یہ جوش اور ولولے کا وقت تھا کہ میدان جنگ کانپنے لگا۔ ہر شخص کو ہر طرف سے موت کی
صورت نظر آنے لگی۔ سچے عقیدتمند مسلمان غور کرکے آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ
خدا کی رحمت تو نازل نہین ہوتی۔ یا کسی طرف سے کوئی حور تو نہین نظر آتی مسیحیون نے
واقعی بڑا کمال کیا کہ اس جوش و خروش کے موقع پر اپنے تئین سنبھال لیا اُنکے قدم جمے
رہے اور بڑے دلیرانہ استقلال سے اہل اسلام کی تلوارون کو اپنی مثلث ڈھالون پر
روکتے رہے اسوقت اگر عیسائی ذرا بھی خامی کرتے تو انکی قسمت پلٹ جاتی مگر نہین
اُنھون نے بڑی صبر آزمائی اور جانفروشی سے کام لیا۔

گو عیسائی فوج کی عظمت اور کثرت کے آگے مسلمانون کی کوئی ہستی نہ تھی لیکن
مسلمانون کے ایسے مردانہ اور پُرجوش حملون کا روک لینا نہایت دشوار کام تھا ایسے موقعون پر
قبل اسکے کہ مسلمانونکی تلوارین اپنا کام شروع کرین انکی تکبیر کی لرزا دینے والی آواز ہی دشمنونکے
قدم اکھاڑ دیا کرتی ہے۔ دونون طرف سے بڑی بہادری صرف کیجانے لگی اور قضا کے
فرشتے بہت تیزی اور عجلت کے ساتھ اپنے کامون مین سرگرمی دکھانے لگے۔ لوگونکا کٹ کٹ کے
گرنا سپاہیون کے ہجوم مین جا بجا رخنے ڈالدیتا تھا اور آناً فاناً لوگون کی یورش سے وہ
رخنے غائب ہو جاتے تھے۔ جھنڈون کے پھریرے ہر طرف اُڑ رہے تھے اور لوہے پر تلوارون کی
پڑنے سے ہر جگہ سے جھنکار کی آوازین بلند تھین ڈھالین گو بیکار ہو گئی نہین مگر تلوارون

اور نیزون سے لڑ رہے تھے۔

خود سلطان صلاح الدین کا دشمنون کی فوج مین گھس پڑنا کوئی ایسی بات نہ تھی کہ ہر مسلمان سپاہی کے دل مین ایک ولولہ نہ پیدا کر دیتی۔ کوئی مسلمان نہ تھا جو بے خوف و ہراس مسیحیون کے پُر جوش دریا مین کود نہ پڑا ہو۔

ادھر یہ حالت دیکھ کر شہر عکہ والون کی جرأت بڑھ گئی۔ انھون نے فوراً شہر کے دروازے کھولدیے اور بڑی مردانگی کے ساتھ صدائے تکبیر بلند کرتے ہوے نکل پڑے اُنکے تیر انداز شہر پناہ کی دیوار پر صف جمائے کھڑے تھے۔ اور عیسائیون پر تیرون کا مینھ برسا رہے تھے اور اُنکے سوار اور پیادے شہر کے پھاٹکون سے نکل نکلکر عیسائیون پر یورش کر رہے تھے۔

شاہ رچرڈ نے یہ جوش دیکھا تو اپنے پورے اسلحہ اور لباس جنگ سے آراستہ ہو کر خیمے سے نکلا۔ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنے ساتھیون کو جوش دلاتا ہوا پہاڑی سے اُترا اور مسلمانون پر حملہ آور ہوا۔

لڑائی کی تیزی اور سپاہیون کی سرگرمی ایک درجہ اور ترقی کر گئی اب وہ وقت تھا کہ بالکل جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی نہ تو مسلمان اور نہ مسیحیون مین کسی کی صفین باقی تھین نہ سوار اپنے اپنے گروہ اور رسالے مین تھے بلکہ عیسائی مسلمانون مین اور مسلمان عیسائیون مین داخل ہو گئے تھے۔

ہر شخص اپنے ہی دشمن سے لڑ رہا تھا۔ سوا دشمن کے کسی کو کوئی چیز نظر نہین آتی تھی۔ قریب تھا کہ سلطان صلاح الدین مسیحیون کو منتشر کر کے عکہ والون سے ملکر شہر مین داخل ہو جائے مگر رچرڈ کے حملہ نے عیسائیون مین ایسا جوش پیدا کر دیا کہ اُنھون نے سلطان کو کسی طرح سباعت کا موقع نہ دیا سلطان اور اُسکے ساتھ والے صف شکن مسلمان رورہ کے کوشش کرتے تھے کہ اس فوج کو مار کے ہٹا دین۔ جو اُنکے اور شہر عکہ والون کے درمیان مین حائل ہو۔ مگر کچھ زیادہ زور نہ چلتا تھا۔

لڑائی کی تیزی کے ساتھ گرمی کی حدت بھی بڑھتی جاتی تھی آفتاب سر پر آگیا اور گویا آسمان سے شعلے زمین پر آتشبازی کر رہا تھا۔ یا اپنے لوہے کی سخت اور پالش کی ہوئی شعاعین پہاڑون کی پیشانیون اور لوہے سے لدے ہوے سپاہیون کے سینون مین بالکل پیوست کیے دیتا تھا۔ اور گھوڑون کے سمون سے بلند ہونیوالی

گرومین زرہین-خود-تلواروں اور نیزوں کے پھل اندھیری کے تاروں کی طرح چمک رہے تھے -اور لوگوں کے سروں پر اُڑتے ہوئے تیروں کی نوکین شہاب ثاقب کی طرح اِدھر اُدھر دوڑتی اور ایک نورانی خط ڈالتی نظر آتی تھیں۔

یہ سین یوں تو ہر ایک پر ایک ولولہ انگیز اثر ڈال رہا تھا مگر شاہزادہ عزیز نورالدین یہ عالم دیکھ دیکھ کر بےچین اور بیتاب ہوا جاتا تھا وہ عجب بیقراری کے ساتھ میدان جنگ کو دیکھ رہا تھا- اسکے مذاق کا کوئی بہادر سپاہی بھی اُسکے پاس نہ تھا-جس سے اپنے جوش کی داد لیتا-جو شخص اُسکے پاس تھا- وہ ایک یہودیہ عورت تھی جو اس قتل عام اور یورش کو دیکھ دیکھ کے سہمی جاتی تھی-اسکے نازک بدن مین لرزہ پڑ گیا تھا اور جو زمانہ گذرتا تھا اُس کا خوف ترقی کرتا جاتا تھا-اور زیادہ کانپتی جاتی تھی شاہزادہ عزیز لڑائی کی حالت دیکھنے مین محو ہو رہا تھا اتفاقاً اسکی نظر یہودیہ پر پڑی تو اُسکو خوف زدہ پاکر کہنے لگا کیا تم ڈرتی ہو ڈرنے کا کون مقام ہے-

یہودیہ-مین نے آجتک کبھی لڑائی کی صورت نہین دیکھی تھی اور ایسی لڑائی تو شاید کبھی آپ نے بھی نہ دیکھی ہوگی-

شاہزادہ عزیز- ایسی لڑائی دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو مگر لڑائی کوئی خوف کی چیز نہین ہے-

یہودیہ- برابر لوگ کٹ کٹ کے گر رہے ہین اور لڑائی کوئی خوف کی چیز نہین ہے-

شاہزادہ عزیز- بس اسلام مین یہی برکت ہے اُس شخص کو کیا خوف ہو سکتا ہے جسے یقین ہو کہ زندہ رہے تو بہادری مین نیکنام ہونگے اور غازی کہلائین گے مارے گئے تو جنت مین جائین گے اور حوروں سے ہمکنار ہونگے-

یہودیہ- چاہے جو کچھ ہو مگر جان کا خوف تھوڑا بہت ہر شخص کو ہوتا ہے-

شاہزادہ عزیز- اِن مسلمانوں کو نہین ہوتا ہے وہ بڑی جانفروشی سے لڑتے ہین-

یہودیہ- اب اسوقت تو عیسائی بھی بہادری سے لڑ رہے ہین-

شاہزادہ عزیز- نہین اُنکا قدم جو ابتک جما ہوا ہے صرف اپنی کثرت فوج کی زیادتی سے جما ہوا ہے- ہلو نے دو لاکھ فوج ہونے پر بھی اطمینان نہو گا-

مسلمانون کی تعریف کرو کہ شمار مین آدھے بھی نہین ہین اور محض خدا کی خوشی کیلیے جانین ہتھیلیون پر لے لی ہین۔

یہودیہ۔ بیشک مسلمان کم ہین اور بڑی جرأت سے مقابلہ کر رہے ہین مگر مین نہ مانونگی تمھارے سپاہیون مین بھی جان کا خوف ضرور ہوگا۔ لڑائی اور ایسی عظیم الشان لڑائی کھیل نہین ہے۔

شاہزادہ۔ مسلمان تو کھیل ہی سمجھتے ہین۔ مسلمانون سے زیادہ اس کھیل کا کھیلنے والا کوئی نہ ہیگا۔

یہودیہ۔ مگر مجھ سے تو یہ قتل و خون نہین دیکھا جاتا۔

شاہزادہ۔ اور مجھے اپنی بے بسی اور بیدست و پائی کی حسرت مارے ڈالتی ہے کیا کہون کہ دلپر کیا گذر رہی ہو۔ خدا کی خدمت سے محروم ہون مسلمان بھائیونکی مدد نہین کر سکتا۔ اور ستم یہ کہ اپنی آنکھون سے انھین قتل ہوتے دیکھتا ہون ہاے میرے والد صف جنگ مین اپنی بہادری دکھا رہے ہین اور مین یہان گرفتار ہون۔

یہودیہ۔ آپ کے والد کون ؟ (غور سے شاہزادے کی صورت دیکھی)۔

شاہزادہ۔ وہ بھی انھین جانباز مسلمانون مین ہین۔

یہودیہ۔ آخر آپ اپنا حال کیون چھپاتے ہین۔

شاہزادہ۔ یہ بھی کسی وقت معلوم ہو جائیگا۔

اب دن آخر ہو چلا۔ آفتاب زرد پڑ گیا اور آبدار خودون اور چمکتے ہوے اسلحہ پر آخر روز کی سنہری دھوپ طلائی رنگ پھیرنے لگی۔ لڑائی جوش و خروش سے ہو رہی تھی دونون طرف کے سپاہی اگرچہ تھک گئے تھے اور وار کرتے کرتے اُنکے ہاتھ پانؤن سُن ہو گئے تھے مگر اس رخصتی کی گھڑی مین جوش ترقی کرتا نظر آتا تھا۔ اور گویا دونون جانب سے کوششین ہو رہی تھین کہ معرکے کو کل پر نہ اٹھا رکھین۔ جو کچھ ہونا ہو آج ہی ہو جائے۔ کوشش تو ہر شخص کر رہا تھا۔ لیکن یہ بات کسی کے اختیار مین نہ تھی۔

بہادر اور جانباز سلطان صلاح الدین نے ایک طرف اور اُسکے جنگجو بھائی نے دوسری طرف سے ایک سخت حملہ کیا۔ نقیبون نے کڑک کر نعرۂ "اللہ اکبر"

کیا اس آواز کا سننا تھا کہ اسی ہزار مسلمان سب کے سب چونک پڑے اور ہر ایک کی زبان سے بیساختہ صدائے تکبیر بلند ہوئی اور اس بیساختگی کی تکبیر نے جوش دلا کر ہر ایک سے خودبخود ایک پرجوش حملہ کرادیا۔

یکایک مسلمان سنبھل گئے۔ اور گویا ایک قسم کے تازہ اطمینان کے ساتھ دشمنون کو قتل کرنے لگے۔

مسلمانون کے اس حملہ کا روکنا نہایت مشکل تھا وہ اس دفعہ جان لینے اور جان دینے ہی پر تل گئے تھے۔ مگر ہوشیار اور تجربہ کار شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ عیسائیون مین بھی زور زور سے طبل جنگ بجایا جاوے اب ادھر سے لگاتار "اللہ اکبر" کے نعرے بلند ہو رہے ہین اور ادھر شاہانہ رعب و داب سے طبل جنگ بج رہا ہے۔

مسلمان عیسائیون پر پلے پڑتے ہین اور عیسائی مسلمانون مین گھسے جاتے ہین لڑائی اس بے ہراسی اور سکوت سے ہو رہی ہے کہ گویا دونون طرف کے سپاہی بھاگنا بالکل بھول گئے ہین۔

الغرض اس سکوت کو آخر وقت یا شام کی پرجوش چڑیون نے توڑا۔ آفتاب غروب ہوگیا اور شام نمودار ہوئی۔ اوائل ماہ کی روشنی نے تھوڑی بہت مدد کی اور یہ قتل و خون کا بازار اسی طرح لگا رہا۔ بلکہ جانے کی جلدی مین ہر شخص کو دھن بندھ گئی کہ جو کچھ کرنا ہے کرلو اب آخر ملیتا ہی ہے۔

چاند بھی غروب ہونے کو تھا کہ مسلمانون نے آخری کوشش اور کی۔ سلطان صلاح الدین اور اُسکے بھائی نے مسلمانون کو للکار ازور سے تکبیر کہی۔ اور اس مرتبہ اہل سلام اپنے حملہ کو پرزور اور قوی بنانے کے لیے کسیقدر پیچھے ہٹے اور ایک ساتھ مسیحیون پر ٹوٹ پڑے تلوارین اپنا کاری اور پورا تصفیہ کرنے والا کام دکھانے لگیں۔ گرز ایک بڑی کرخت آواز دیتے ہوے پڑتے تھے اور خود ون کو پچکا پچکا دیتے تھے۔

مسیحی اس حملہ کی تاب نہ لا سکے گو اس اضطراب کے عالم مین رچرڈ نے بڑی کوشش کے ساتھ انھین سنبھالنا چاہا مگر آخر پاؤن اوکھڑ ہی گئے رات کی تاریکی دونون فوجون کو خواہمخواہ جدا کرتی۔ مگر ترکون نے ایک کوہ شکن حملہ کرکے عیسائیون کو پہلے ہی پسپا کردیا تھا۔ اسوقت ممکن تھا کہ سلطان صلاح الدین معہ اپنی فوج کے

شہر عکہ مین داخل ہو جاتا۔ مگر یہ امر غلطی سے صبح پر اٹھا رکھا گیا۔ عیسائیون نے اگرچہ شکست کھائی تھی مگر صرف اسوجہ سے کہ ترکون نے انکا تعاقب نہین کیا اپنے خیمون مین جا کے بیٹھ رہے۔

گو ابھی پورا فیصلہ نہین ہوا تھا اور دونون جانب کل صبح لڑائی کا کھٹکا تھا لیکن اہل اسلام کے دل بڑھ گئے تھے اپنے نزدیک ہی نہین حقیقت مین اُنھون نے عیسائیون کو سامنے سے ہٹا کے پسپا کر دیا تھا۔ وہ یقینی اُمید رکھتے تھے کہ کل صبح کو پورے طور پر میدان ہمارے ہاتھ رہے گا۔

بخلاف اسکے عیسائیون کے دلون مین مسلمانون کا رعب بیٹھ گیا وہ ڈرتے ہوے اپنے خیمون مین داخل ہوے تھے اور متردد تھے کہ کل صبح کو کیونکر دشمن کے مقابلے کو نکلین گے۔

خوفزدہ ہونے کی بات ہی تھی۔ ساٹھ ہزار تین سو چنتالیس لاشین صرف اپنے ساتھیون کی عرصۂ رزم مین چھوڑ گئے تھے۔ پندرہ سو مسلمانون نے بھی انکا ساتھ دیا اور رفقا کی چادر اوڑھ کے لیٹ رہے۔

سلطان صلاح الدین خوش خوش اپنے خیمہ میں آیا۔ تمام افسران فوج سلطان کے خیمے مین جمع ہوے اور ایک دوسرے کو فتحمندی کی مبارکباد دینے لگے۔ ہر شخص وہ حالات ایک جوش سے ظاہر کر رہا تھا جو دن کو اُسکی نظر سے گذرے تھے۔

سلطان۔ الحمدللہ کہ خدا نے آجکی پرخطر لڑائی مین میدان ہمارے ہاتھ رکھا ہمنے اُنکے لوگ بھی بہت قتل کیے۔ اُنکو پسپا بھی کر دیا۔ سب سے زیادہ یہ ہے کہ ہمارا رعب اُنکے دلون مین بیٹھ گیا۔ اب کل تھوڑی دیر مین ہم اُنھین مار کے بھگا دینگے۔ ممکن تھا کہ مین آج ہی عکہ والون سے ملجاتا اور اُنکے بازو مضبوط کر دیتا۔ مگر صرف مسلمانون کے خیال نے مجھے اس ارادے سے روک دیا۔ وہ دن بھر کے تھکے ماندے تھے اتنے بڑے بھاری دشمن کا مقابلہ بڑی جانفروشی سے کرتے تھے۔ خیر کچھ پروا نہین۔ کل انشاءاللہ ہم عکہ کی شہر پناہ مین ہونگے اور کوئی کافر عیسائی اس میدان مین نظر آتا ہو گا۔ اے خدا ہزار شکر ہے کہ تو نے اپنے سچے خادمون کی کوشش قبول کی مگر افسوس مجھے بالکل خبر نہین کہ عزیز کہان ہے ... کی بات ہے۔ یکایک شور عام مسرت

خدا جانے کہاں غائب ہوگیا - اگر عزیز کی جان کو کوئی صدمہ پہونچا تو میری زندگی دشوار ہو جائے گی -

سلطان کا بھائی "آج عرصہ جنگ مین ہمنے بڑی کوشش کی کہ کچھ حال معلوم ہو مگر ذرا پتہ نہ چلا"

سلطان - مین نے شاہزادہ عزیز کی تجسس مین آج بار بار حملے کرکے عیسائیونکی فوج کے ہر ہر کونے کو ڈھونڈھ ڈالا - مگر سب کوششین بیکار ہوئین - اے خدا میرے دل کو میرے عزیز کو صدمہ سے بچا! الامان!

ایک افسر "حضور آپ زیادہ ملول نہون شاہزادہ عزیز کے لیے ہم اپنی اور کافر نصرانیون کی جان ایک کر دین گے"

دوسرا افسر "بیشک شاہزادۂ عزیز کی جستجو بہت جلد وہ دن لائیگی کہ ہماری تلوارین سرزمین شام پر نصرانیون کے خون کا سیلاب بہادینگی"

سلطان "(آبدیدہ ہوکر) کیا میرا عزیز اس تدبیر سے ملجائیگا"

ایک افسر "یہ ضرور ہے کہ شاہزادہ عزیز ہمین ملجائین - اور ہمارے بہادر بادشاہ کی دلجمعی ہو - ورنہ ہمارے اس شاہزادے کا خو"

دوسرا افسر "کیا کہتے ہو - ایسا کلمہ زبان سے نہ نکلنا چاہیے - نصرانیون کو اتنی جرأت نہین ہوسکتی کہ ہمارے شاہزادے کو آنکھ اٹھاکے بُری نظر سے دیکھین اگر ذرا بھی اندیشہ ہو تو مین ابھی جاکے شاہ رچرڈ اور تمام شاہان یورپ سے اور اُنکے خاندانون سے دنیا بھر کو خالی کرادون"

سلطان "جو کچھ ہو مگر میرا یہ عالم ہے کہ عزیز کا جب خیال آتا ہے کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے"

"سلطان کے خیمہ مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ دربان نے عرض کیا حضور شوف تمام کے سوارونکا سردار حاضر ہوا ہے - اور حضور مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہے"

"سلطان نے اجازت دی - ایک سن رسیدہ اور تجربہ کار ترکی افسر خیمے مین داخل ہوا اور کہنے لگا - خداوند - ہمارے سوارون کی نسبت اگر حکم ہو تو سب ہمین آجائین اور حضور کے جھنڈے کے نیچے رہین - نورالدین شاہزادہ عزیز کی

ایک حرم جسکو ابھی اُنھون نے ملاحظہ بھی نہین فرمایا- اصرار کرکے ہمارے ساتھ آئی ہے اور چاہتی ہے کہ جبتک شاہزادے تشریف لائین آپ کے ہمراہ زندگی بسر کرے -
سلطان "وہ کہان ہے اُسے میرے سامنے لاکر حاضر کرو"
افسر "خداوندوہ بڑی باعفت عورت ہے- دربار عام مین کیونکر حاضر ہوسکتی ہے"
"حکم سلطان سے کل فوج خیمہ سے نکل گئی صرف سلطان کا بھائی بیٹھا رہا"
"ایک حسین و نازنین عورت خیمہ مین داخل ہوئی اور ادب سے سر جھکا کے کھڑی ہو گئی"
"سلطان اور اُسکا بھائی دونون نے اُسکے حسن وجمال کو حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھا- کچھ دیر تک متحیر رہنے کے بعد سلطان نے پوچھا"
"اسے پری چہرہ لڑکی سچ بتا تو کون ہے"
لڑکی "(لنگو فرنیکا زبان مین) صاحب مین عربی زبان نہین سمجھتی ہون"
سلطان "(اُسی زبان مین) کیا تم فرنگستان کی رہنے والی ہو- مین نہین جانتا تھا- اچھا بتاؤ تم کون ہو-
لڑکی "یہ سب باتین تو عرض کرنے کی نہین ہین - مگر یہان حاضر ہونے سے صرف میری غرض یہ تھی کہ ایک مرتبہ آپ کے دربار مین حاضر ہونے کی عزت حاصل ہو تو جو کچھ مجھے عرض کرنا ہے عرض کردن"
سلطان "(متعجب ہوکر) جلد بیان کرو کہ تمھین کیا کہنا ہے"
لڑکی "اپنا ہی حال کہونگی - مگر آپ توجہ سے سنین - مین انگلستان کے ایک شریف خاندان کی لڑکی ہون"
سلطان "انگلستان! وہی جہان کا بادشاہ رچرڈ ہمسے لڑ رہا ہے"
لڑکی "جی ہان وہی مین بہ اطمینان رہنے کے لیے شوف عامر پر بھیجدی گئی تھی جب مسلمانون نے اُسپر قبضہ کرلیا تو مین اپنے ایک یہودی غلام اور یہودیہ کنیز کے ساتھ بھاگی - میرا غلام مجھے ایک مقبرے مین لے گیا اور انگلستان والون نے یہان آتے وقت یہودیون پر جو کچھ ظلم کیا تھا اُسکے انتقام مین چاہتا تھا کہ مجھے قتل کرڈالے ایک مسلمان سپاہی اتفاقاً وہان پہونچ گیا- میرے غلام نے

اُس مسلمان کو مار ڈالا - مین نے دیر تک اُسکی خوشامد کی مگر اُسنے نہ ماننا تھا نہ مانا اگرچہ موت کا یقین ہو چکا تھا مگر مین نے جان بچانے کی ایکبار اور کوشش کی بقیہ پیسے نکل بھاگی دروازے پر ایک نوجوان معزز اور بہادر مسلمان ملا جسنے مجھے اپنی آڑ مین کرلیا میرا غلام مجھے ڈھونڈھتا ہوا باہر نکلا - اُس نوجوان مسلمان نے ایک ہی وار مین اُسکا سر اوڑا دیا -

مین نہین جانتی کہ وہ مسلمان کون تھا - مگر اسقدر ضرور عرض کرونگی کہ نہایت حسین اور خوشرو جوان تھا - سر پر کلغی لگی تھی - وہ مجھے اور میری یہودیہ لونڈی کو لے کے روانہ ہوا -

راستہ مین وہ مجھپر اپنی محبت و اُلفت ظاہر کرتا گیا - اور مین بھی ایک سکوت کے ساتھ اُسکی درخواستون کو منظور کرتی گئی - کیونکہ میرے دل پر اُسکی نظر کا کاری نشان پڑ چکا تھا مین صاف صاف اپنے دل کا حال بیان کیے دیتی ہون کہ مین اپنی قوم مین جانے کی بالکل آرزومند نہین رہی تھی - کیونکہ دنیا مین سوا اسکے کوئی نہین ہے جسکے پاس مین دم بھر بھی خوش رہ سکون - افسوس میری قسمت نے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سب اُمیدین خاک مین ملادین وہ نوجوان مجھے اور یہودیہ کو لیے ہوے وہان پہونچا جہان اپنا گھوڑا چھوڑ آیا تھا - یہ تردد تھا کہ ہم تینون صرف ایک گھوڑے کی مدد سے کیونکر شوبک عامر تک پہونچ سکین گے - اتنے مین ایک طرف سے کچھ آہٹ معلوم ہوئی وہ نوجوان گھوڑے پر سوار ہوا اور ہم دونون کو چھوڑ کے آہٹ کی طرف روانہ ہوا کچھ دیر کے بعد شور و غل اور تکبیر کی آوازون سے معلوم ہوا کہ نوجوان عیسائیون سے لڑ رہا ہے - مین نہین جانتی کیا نتیجہ ہوا مگر ہان اسقدر جانتی ہون کہ اُس نوجوان کے عوض ہمنے پانچ چھہ سوار اپنی طرف آتے دیکھے ہم دونون بھاگے - مین ایک چٹان کی آڑ مین چھپ رہی مگر یہودیہ پکڑ لیگئی - مین نے اُس پہاڑی پر رات گذرانی صبح کو کھڑی ادھر اودھر دیکھ رہی تھی کہ ایک اعرابی نے آکر مجھے پکڑ لیا اور لونڈی بنا کے لیچلا کہ شوبک عامر کے مسلمانون کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالے - مگر وہان فوج شاہی کو دیکھ کر شاہزادہ کے خیمہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین نذر کے طور پر یہ لونڈی شاہزادہ عزیز کی خدمت مین پیش کرتا ہون - فوجی افسرون نے مجھے اس سے لے لیا اور ما سوا ہفتہ عشرہ کے بعد بُلایا - اُسوقت حضور نے مجھے اسقدر معلوم ہوا تھا کہ شاہزادہ عزیز

آپ کی خدمت مین تشریف لائے ہین - مگر جب یہ معلوم ہوا کہ شاہزادہ عزیز کا کہین پتہ نہین اسوقت خیال گذرا کہ غالبًا شاہزادہ عزیز وہی نوجوان تھا جس نے میری جان بچائی "

سلطان "(ذرا غور کرکے) میرا دل بھی کہتا ہے کہ بیشک میرا بیٹا عزیز وہی تھا جس نے تمھین تمھارے یہودی غلام کے ہاتھ سے نجات دلوائی - اچھا تم کچھ بتا سکتی ہو کہ اُس نوجوان کی صورت کیسی تھی "

لڑکی "حضرت مین اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتی بس اسیقدر کہہ سکتی ہون کہ اُسکا چہرہ اس درجہ خوبصورت تھا کہ میری نظر اچھی طرح غور سے دیکھ بھی نہین سکی اُسکے روشن چہرے کے اثر سے میری نظر مین چکا چوندی ہوگئی - میری آنکھین بالکل خیرہ ہوگئین یہ باتین کچھ کچھ خواب سی یاد ہین - کہ بیس بائیس برس سے زیادہ عمر نہوگی سر پر عمامہ اور عمامہ پر کلغی تھی - دھاری دار کفتان پہنے تھا "

سلطان "بیشک میرا بیٹا عزیز نورالدین ہی ہوگا - یقینًا وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا - تمنے مجھپر بڑا احسان کیا "

لڑکی "نہین مین نے کچھ نہین کیا - مگر میری خوش قسمتی ہے کہ آپ اسے احسان مانتے ہین - اگر حقیقت مین یہ احسان ہی ہے تو اسکے عوض مین بھی ایک بات کی آرزومند ہون "

سلطان "وہ کیا "

لڑکی "میری آرزو بس اسیقدر ہے کہ آپ مجھے آزادی دین مین شاہزادہ عزیز کو ڈھونڈھونگی "

سلطان "(تعجب سے) تم کیا کر سکتی ہو ؟ میرا اسمین کچھ ہرج نہین مگر تمھاری جان کا اندیشہ ہے "

لڑکی "نہین آپ اسکا خیال نہ کیجیے - مین ضرور اپنے ارادے مین کامیاب ہونگی "

سلطان "اچھا تمھین اختیار ہے - مگر مین اپنی طرف سے تمھین کوئی حکم نہین دے سکتا "

سلطان کا بھائی "(عربی مین) یہ مصلحت کے خلاف ہو کہ اس لڑکی کیوقت

مین ایک نصرانیہ عورت کا اعتبار کر لیا جائے اور نصرانیہ بھی کون جو انگلستان کی رہنے والی ہو"!

سلطان "یہ لڑکی ہمارا کیا کرے گی؟ اگر ایک عورت ہمارے ساتھ سے نکل گئی اور ہمارا اوسپر قابو نہ رہا - تو ہمارا کیا بگڑ جائے گا؟ آپ جانے کی اجازت دینا چاہیے"!

سلطان کا بھائی "آپ کو اختیار ہے مگر مجھے حیرت ہے کہ یہ نصرانیہ عورتین کسقدر بیشرم ہوتی ہین - عزت و آبرو کا ذرا بھی پاس نہین - مسلمان عورت کی زبان سے تو کبھی نہ نکلے گا کہ مین فلان شخص پر عاشق ہون"

سلطان "اسپر اعتراض نہ کرنا چاہیے - یہ اُنکے ملک کی رسم ہے - اُنکی عورتین ایسی ہی آزاد ہوتی ہین" (لڑکی کی طرف دیکھ کر) تمھارا کیا نام ہے"!

لڑکی "میرا نام ورجنا ہے" اتنا اور عرض کرتی ہون کہ مین کسی کے سپرد کر دی جاؤن تاکہ اُس سے جو کچھ مانگون ملجائے"

سلطان (بھائی کی طرف اشارہ کر کے) "یہ تمھین ہر بات مین مدد دینگے - ان ہی کے ساتھ جاؤ"!

اس تقریر کے بعد ورجنا سلطان صلاح الدین کے بھائی کے ساتھ روانہ ہوئی -

پانچوان باب

یورپین کیمپ

رات کا وقت ہے اور اب گیارہ بجا چاہتے ہی ہونگے - ایک عالی شان اور پُر تکلف خیمہ مین ایک مخملی کوچ بچھا ہے - شاہ رچرڈ تکیہ لگائے آرام سے بیٹھا ہی گرد کرسیان پڑی ہین - شاہی خاندان کی عورتین اور تمام اہالیان دولت و افسران فوج گھیرے ہوے ہین - ملک شام کی گرم آب و ہوا نے سب ہی لوگون کو مضمحل کر دیا ہے - مگر بہادر اور شیر دل رچرڈ کے حق مین یہانکی آب و ہوا زیادہ ناموافق ہے - کچھ تو بیماری اور کچھ گذشتہ لڑائی کے چند زخمون نے

شکست کر دیا ہے اور ان سب باتوں پر طرہ یہ کہ عکہ کے محاصرہ مین اس روز مسیحیون کو مسلمانون سے شکست ہو گئی۔

اسوقت اُسکی صورت سے غصے کے آثار نمایان ہین جو ناتوانی کیوجہ سے مرض کو اور بڑھائے دیتے ہین وہ ناتوانی کی سُست آواز سے سب لوگون کی طرف خطاب کر کے کہہ رہا ہے۔

"کاش تم لوگو مین اُسکا آدھا بھی مذہبی جوش ہوتا جسقدر مسلمانون مین ہے تمھارا مذہب پہلا ہے۔ گو دنیا و دین دونون امور مین تم اُنسے پیچھے ہو۔ افسوس تمھارا دین برحق ہے۔ مگر تم اُسے جھوٹا ثابت کیے دیتے ہو۔ کیا اس سستی پر بھی تم یقین کرتے ہو کہ مسیح کی قربانی تمھاری نجات کے لیے کافی ہو گی۔ مسیح کا وطن تمھارے مذہب کا سرچشمہ تمھاری عزت و وقعت کا گھر مسلمانون کے قبضہ مین ہو۔ کیا تمکو نہین خبر ہے کہ مسلمانون نے تمھارے ساتھ کیا کیا؟ دین و دنیا دونون حیثیتون سے تمھاری بیعزتی کی۔ اُنھون نے تمھاری قربانگاہون کو خاک مین ملا دیا۔ تمھاری شہزادیون۔ شریف زادیون۔ لارڈ اور ڈیوک کی بیٹیون کو ذلت کے ساتھ لونڈی بنایا۔ تمھارا یہ سچا اصول بھی وہ مٹائے دیتے ہین کہ مسیح خدا کے بیٹے ہین۔"

ایک افسر "ہم سب کو معلوم ہے۔ اے حضور ہمین آپ اتنا جوش نہ دلائین کہ بے لڑے ہمارا مرجانے کو جی چاہے۔ آپ کا اسیقدر فرمانا کافی ہے۔ صبح کو ہم اپنی بہادری دکھا دینگے۔"

شاہ رچرڈ "واہ کچھ بہادری آج دکھائی ہے۔ اور کچھ کل دکھاؤ گے!"

یکایک ایک خوشرو جوان آیا اور آتے ہی شاہ رچرڈ سے لپٹ گیا لوگ متحیر ہو گئے کہ کون شخص ہے بعضون نے بدگمان ہو کر تلوارین کھینچ لین۔ نوجوان دیر تک بادشاہ سے بغلگیر رہا۔ آخر بادشاہ رچرڈ نے خود اُسے جدا کیا۔ اُسکا سر جھکا ہوا تھا اور آنکھون سے آنسو جاری تھے۔

انگلستان کے بہادر بادشاہ نے غور سے اُس نوجوان کو دیکھنا شروع کیا دیکھتے ہی دیکھتے یکبیک اُسکے چہرے سے جوش کے آثار نمایان ہوے اور جوش مین آکر چلا اٹھا۔

"اہاہا میری پیاری ورجنا" اتنا کہا اور بڑھکے شرم سے پسیجی ہوئی گوری پیشانی کا

بو سہلے لیا ورجنا تو کہان تھی؟ اور شوف عامر سے کہان غائب ہوگئی؟ یہان تو ہم لوگون مین تشویش پیدا ہوگئی تھی۔ خوف تھا کہ وحشی اور کسی کی ناموس کا خیال نہ کرنے والے عربون کے ہاتھ مین نہ پڑ گئی ہو۔"

ورجنا۔ اے ماموں شوف عامر سے مین اپنے یہودی غلام اور اسکی بہن کے ساتھ بھاگی اور ایک مقبرے مین جا کے چھپ رہی۔ میرے غلام نے بیوفائی کی اُس نے میری جان لینے کا قصد کیا۔ وہ اپنے ہم مذہب یہودیون کا انتقام مجھسے لینے پر آمادہ ہوگیا مار ہی ڈالا ہوتا مگر ایک نوجوان ترک آگیا۔ اُس مسلمان نے یہودی کو قتل کر ڈالا اور بڑی تسلی اور دلدہی کے ساتھ اپنے ہمراہ لے کے شوف عامر کو روانہ ہوا۔ راستے مین کچھ عیسائی سوارون سے اُسے لڑنا پڑا۔ لڑتے ہی لڑتے خدا جانے کہان غائب ہوگیا اور وہ عیسائی سوار بھی کسی طرف بھاگ چلے گئے۔ مین رات بھر پہاڑی پر رہی صبح کو مین نے ایک مقتول مسلمان کے کپڑے اوتار کے پہن لیے تا کہ مجھے مسلمان پہچان نہ سکین۔ عربون سے بچتی اور اپنے تئین چھپاتی آج یہانتک پہونچی ہون۔

شاہ رچرڈ۔ ورجنا تو نے بڑی مصیبت اُٹھائی۔ مسیح کا غضب جو عیسائیون پر نازل ہوا ہے اُس سے تو بھی نہ بچ سکی۔ مگر اُس مسلمان نے تجھپر بڑا احسان کیا۔"

ورجنا۔ اے ماموں اُسنے بڑا احسان کیا اگر مل جائے تو عمر بھر اُس کی لونڈی رہون۔"

شاہ رچرڈ۔ (کسیقدر چین بجبین ہوکر) یہ کیا کہتی ہے۔ ایک عیسائی کی لڑکی کی زبان پہ لفظ اچھا نہین معلوم ہوتا۔"

ورجنا۔ تو کیا عیسائی لڑکی کو احسان فراموش ہونا چاہیے۔"

شاہ رچرڈ۔ نہین یہ نہین۔ مگر وہ بے دین مسلمانون کی لونڈی ہونا ہرگز نہ پسند کرے گی۔"

ورجنا۔ خیر۔ یہ نہین تو اگر موقع ملے مین بھی ویسی ہی مدد کرون جیسی اُسنے میری مدد کی۔"

شاہ رچرڈ۔ ہان یہ ہوسکتا ہے۔ تیری سفارش سے مین بہت سے ترکون اور مسلمانون کو قید کرکے چھوڑ دونگا۔"

مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ تو مسلمانون کے پنجے مین نیڑی اور باعزت وباعفت انگریزی کیمپ مین آگئی - ورجنانے ندامت سے سر جھکالیا -

شاہ رچرڈ پھر افسران فوج کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "آج تو ہم لوگون نے انگلستان اور ا[illegible] ساتھ سارے یورپ کے نام کو دھبہ لگا دیا - ابکی دیکھو تمھارے ہاتھون میری قسمت مین آیا بدنامی لکھی ہے - افسوس!" اتنا کہا اور بخار کی شدت مین غافل سا ہوگیا غصہ مین بڑھ گئی تھی - اور جو جو وہ باتین کرتا تھا بخار تیز ہوتا جاتا تھا - چند منٹ کے بعد ہوش مین آیا اور کہنے لگا " اگر تم لوگون نے ایسی ہی کارروائی کی جیسی کر کرتے آئے ہو تو یقین جانو کہ مین انگلستان کو زندہ منھ نہ دکھاؤن گا - پھر بیہوش ہوگیا -

شاہ رچرڈ نے پھر آنکھ کھولی اور ناتوانی کی آواز مین کہا " تمھاری باہمی مخالفتون نے اور ستم ڈھایا - مین سچ کہتا ہون تمھارے بنائے کچھ نہ بنے گا "

اسوقت ایک افسر دوڑتا ہوا آیا اور دہان کے ادب کے موافق گھٹنے ٹیک کر عرض کرنے لگا -

مسیح آپ کا اقبال بلند کرے اور دشمن پامال ہو مین ایک خوشخبری لایا ہون اور انعام کا خواستگار ہون -

شاہ رچرڈ " (خوشی سے متوجہ ہوکر) جلدی کہو کیا خوشخبری ہے "

افسر " خداوند ہمارے دو سو جہاز سسلی عـہ سے آگئے - ابھی ابھی انھون نے عکہ کے شمالی طرف لنگر ڈالا "

شاہ رچرڈ یک بیک خوشی کے جوش مین اوٹھ بیٹھا - چہرہ مسرت سے چمکنے لگا - اور نہایت اطمینان کے لہجہ مین پوچھنے لگا " بھلا ان جہازون پر کتنی فوج ہوگی "

عـہ سسلی بحیرۂ روم مین ایک مشہور جزیرہ ہے یہ جزیرہ ناے ایطالیہ (اٹلی) سے صرف ایک چھوٹے آبنائے کی وجہ سے جدا ہوگیا ہے مسلمانون نے مامون رشید کے وقت مین اس جزیرہ پر قبضہ کرلیا اور مدت تک مسلمانون نے اس جزیرہ پر حکومت کی - مگر جس عہد کا ہم حال بیان کر رہے ہین اس سے پہلے ہی سسلی پر رومیون کا قبضہ ہوگیا تھا -

افسر:- "حضور مین نے دریافت کیا تھا معلوم ہوا کہ دو لاکھ سے کچھ کم ہے۔"
شاہ رچرڈ مارے خوشی کے اچھل پڑا اور ایک دعوی کی وضع اور طرز سے کہنے لگا۔

"کل البتہ عہدون کی بہادری کا امتحان لونگا۔ ابتو شاید عکہ والے بے لڑے شہر ہمارے حوالہ کردینگے۔ دو برس کے محاصرہ کا کل ہی خاتمہ ہے۔"
ایک دوسرا افسر:- "ہمارے جاسوسون نے یہ خبر پہونچائی ہے کہ عکہ والون نے سلطان صلاح الدین کو اطلاع دی تھی کہ اب انہین لڑنے کی تاب نہین نہ کچھ کھانے پینے کو رہا ہے کل یا پرسون شہر ہم اون لوگون کے سپرد کردینگے۔ مگر سلطان نے بہت برہم ہوکے اور اُنکی بزدلی اور بیصبری کی مذمت کرکے اس خیال سے باز رکھا ہے۔"
شاہ رچرڈ:- "ابکل خواہ مخواہ اُنھین شہر خالی کرنا پڑیگا۔ خدا نے بڑے عمدہ موقعہ پہ ہماری مدد کی"۔ ورجنا کی طرف متوجہ ہوکر۔ "بیٹی اب تم اپنے خیمہ مین جاکر آرام کرو میرے برابر ہی یہ دوسرا خیمہ تمہارے لیے خالی کردیا جائیگا۔"
ورجنا:- "ہان جاتی ہون۔"
شاہ رچرڈ:- "تم بہت تھکی ہوئی ہو۔"
ورجنا:- "آپ کی قدمبوسی سے سب کسل و ماندگی دفع ہوگئی۔"
جدید فوج کے اعلے افسر شاہی خیمہ مین بادشاہ کی سلامی اور اُسکی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے

عہ اس محاصرہ کا حال ہم تاریخی طور پر بیان کردینا ضروری سمجھتے ہین۔ اسکی نسبت بعض انگریزون کا خیال ہو کہ یورپ اور ایشیا دونون نے اپنی قوت صرف کردی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپ نے پوری قوت سے محاصرہ کیا مگر ایشیا کیطرف سے تنہا سلطان صلاح الدین تھا کوئی اور مسلمان بادشاہ بھی اُسکا شریک نہ تھا دو برس تک عکہ کا محاصرہ رہا عظیم الشان لڑائیان ہوئین اور اس جوش کی کہ ایکدفعہ سلطان صلاح تنہا لڑتے لڑتے عکہ مین داخل ہوا۔ اور ایکبار عیسائی لڑتے لڑتے سلطان کے خیمہ مین گھس آئے۔ دوسرے سال فرانس اور انگلستان کے جہاز پہونچ گئے اور محاصرہ مین اور سختی ہوگئی۔ سلطان صلاح الدین مین بہ اعتبار فوج کے ہرگز مقابلے کی قوت نہ تھی مگر اسلامی جوش نے لڑا کے کامیاب کرادیا۔ ۱۲

سبھون نے شاہ رچرڈ کا سامنا ہوتے ہی فوجی قاعدے سے سلام کیا اور اقبال شاہ کی دعا کی۔

شاہ رچرڈ "خوب آئے اور بہت اچھے وقت تمنے اپنے مسیحی بھائیون کی مدد کی تمھین سسلی سے یہانتک پہونچنے مین کوئی مسلمان کا جہاز تو نہین ملا"

افسر "خوف تو بہت رہا۔ مگر مقابلہ کی نوبت نہین آئی۔ ہان کل رات ہوا ہمارے جہازون کو تیزی سے بہاتی لیے چلی آتی تھی۔ ہم لوگ کچھ ایسے اطمینان سے آرہے تھے کہ دشمنون سے بالکل بیخبر ہو گئے یکایک کچھ عربی جہاز ہمارے پچھلے جہازون پر آپڑے ایک جہاز تو وہ گرفتار کر لے گئے اور کوئی تین جہاز اُنھون نے ڈبو دیے۔ قبل اسکے کہ ہم اچھی طرح ہوشیار ہون وہ اپنا کام کر کے سواحل افریقہ کیطرف چلے گئے۔ ہمارے ساتھ پوری ڈولاکھ فوج تھی اس غفلت مین چھ سات ہزار آدمی ہمارے ہاتھ سے کھو گئے"

شاہ رچرڈ "تمھاری غفلت روز بروز موقع دیتی جاتی ہے کہ عرب اور مسلمان تیر شیر ہو جائین اگر یہان کا ارادہ کیا ہے ارض مقدس کی حمایت پر کمر باندھی ہی تو ہوشیاری سے کام لو"

افسر "ہمنے اتنی بڑی غلطی اُٹھائی ہے کہ اب کبھی غافل نہونگے۔ بادشاہ ہماری یہ خطا معاف کرے۔ آیندہ ہمسے کبھی ایسی بے پروائی ظاہر نہوگی"

رات زیادہ آچکی تھی۔ سب افسر اپنی اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوے۔ ورجنا بھی اپنے ماموں شاہ رچرڈ سے رخصت ہوئی۔ اور شاہی خیمہ کے برابر والے خیمہ مین آئی آتے وقت وہ سوچتی آتی تھی کہ شاہزادہ عزیز کا وہ کیونکر پتہ لگائے اور نہ اس خیال کو وہ ظاہر کر سکتی تھی۔ اور نہ بے ظاہر کیے بنتا تھا۔ اپنے خیمہ مین دیر تک کوچ پر کروٹین بدلتی رہی نازک چوٹ کھایا ہوا دل کسی پہلو چین ہی نہین لینے دیتا۔ چہرہ متغیر ہوا جاتا تھا۔ اور عشق کے قدیمی آثار اور معشوق صفت عاشقون کے پرانے چھلنے یعنے زردی رُخ۔ بیتابی و بیقراری اسدرجہ غلبہ کرتی جاتی تھی کہ اپنے دل مین کہنے لگی صبح کو کیا ہوگا؟ میری فکر۔ میرے چہرہ کی زردی تو اسدرجہ ترقی کرتی جاتی ہی کہ غالبًا صبح کو مین اس قابل بھی نہونگی کہ اپنے ماموں شاہزادہ رچرڈ کو منھ دکھاؤن آخر نہ رہا گیا ایک یہودی غلام کو جو اُس خیمہ کا خادم تھا آواز دی (غلام فوراً آیا)۔

ورجنا:۔ (اسکی طرف کروٹ لیکر) اس خیمہ مین پہرہ کسکا ہے؟
غلام:۔ اے شہزادی۔ چارون طرف فوجی پہرہ ہے۔ خاص شاہی گارڈ کے جوان چارون طرف رات بھر چکر لگاتے رہتے ہین۔
ورجنا:۔ یہان سے قریب کوئی اور خیمہ بھی ہے؟
غلام:۔ شاہی خیمہ کے علاوہ کچھ فاصلہ پر اور بھی خیمہ ہین۔
ورجنا:۔ انمین کون رہتا ہے؟
غلام:۔ فوجی افسر ہین۔ ایک فرانسیسی افسر یہان سے قریب ہی رہتا ہے جو ایک ترکی قیدی کی حراست کرتا ہے۔
ورجنا۔ دلمین۔ اس سے مطلب حاصل ہو تو تعجب نہین اور کیا تعجب کہ شاہزادہ عزیز ہی ہو۔ غلام سے تم اُسے بُلا لا سکتے ہو؟
ورجنا:۔ ابھی۔
غلام گیا اور تھوڑی سی کے بعد افسر کو بلا لایا۔
افسر:۔ شاہزادی آپ نے مجھے اسوقت کیون یاد فرمایا؟
ورجنا:۔ (کرسی کی طرف اشارہ کرکے) بیٹھو۔ (غلام سے) تم باہر جاؤ۔ جب ہم بلائین تب آنا۔
غلام چلا گیا۔
ورجنا:۔ مین نے سُنا ہو تم یہان قریب ہی رہتے ہو۔ ایک خاص بارہ مین مجھے تم سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ مگر بتاؤ کہ تم یہان کس خدمت پر مامور ہو؟
افسر:۔ ایک ترکی نوجوان میری حراست مین ہے۔
ورجنا نے افسر کی طرف غور سے دیکھا۔ پھر پوچھنے لگی:۔ نوجوان یہان خاص شاہی خیمہ کے پاس کیون رکھا گیا ہے؟
افسر:۔ اے شہزادی ایک تو وہ بڑا بہادر شخص ہے اور کسی جگہ ہو تو نکل جانے کا اندیشہ ہے۔ دوسرے کوئی بڑا معزز ترک معلوم ہوتا ہے اُسکے ساتھ ایک یہود عورت بھی ہے وہ عورت اپنے آپ کو انگلستان کا بتاتی ہے۔
ورجنا:۔ اس دفعہ شوف عامر کے قریب ایک نوجوان نے میری جان بچائی تھی۔

مجھے یقین ہو کہ وہ ہمارے مسیحیوں کے ہاتھ مین قید بھی ہو گیا۔ تم اُسکا نام بتا سکتے ہو؟"
افسر" اسکا نام تو معلوم ہی نہین۔ پوچھا گیا مگر نہین بتایا"
ورجنا" مین صورت دیکھ کے پہچان سکتی ہون!"
افسر" مین کل صبح کو آپ کو لے چل کے دکھاؤنگا۔ مگر اے شہزادی وہ بڑا بے ادب ہے آپ کا چلنا میرے نزدیک نامناسب ہی"
ورجنا" مین ضرور چلونگی چاہے وہ کیسا ہی بے ادب ہو"
افسر" اب فرمایئے کہ آپ کو مجھ سے کس بارہ مین مشورہ کرنا ہے"
ورجنا" کل مین تمھارے وہان آؤنگی۔ تمھارے قیدی کو دیکھونگی اُس کے بعد وہ خیال ظاہر کرونگی جسکے لیے مین نے تمھین بُلایا ہو"

افسر نے یہ کہا اور خوب ادب سے سلام کرکے ورجنا سے رخصت ہوا اور خیمے سے نکل کے چلا گیا۔

جو روش اور ملائک فریب ورجنا کو کسی طرح چین نہین پڑتا تھا اسکے نازک ولپر وہ صدمہ تھا جسکو بڑے مستقل مزاج لوگ بھی برداشت نہین کرسکتے پلک جھپکنا دشوار ہو گیا۔ کروٹون پر کروٹین بدلتی تھی۔ اور گھبرا گھبرا کے خیمے کے چارون طرف دیکھنے لگتی تھی۔ وہ حقیقت مین فرشتہ یا پری تھی۔ کیونکہ ان دونون کی نسبت سُنا گیا ہو کہ رات بھر جاگا کرتے ہین۔ تنہائی نے بیتاب اور ہاتھ سے نکلے جاتے ہوے دلکو اور آزادی کا موقع دیدیا۔ جسکا خیال ستاتا تھا۔ اُسکی یاد مین آنسو نکل آئے دلمین کہنے لگی۔

"آہ! اب تو دل بالکل اختیار سے باہر ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ رات میری جان لے کے جائیگی۔ اس سے تو مسلمانون کی قید ہی مین اچھی تھی یہان ایک قسم کی اُمید کیا بندھی ہوش ٹھکانے نہین رہے۔ کیا کل تک مین سڑن ہو جاؤنگی؟ کیا صبح کو لوگ مجھے مردہ پائین گے؟ مگر خدا نہ کرے۔ صبح تو شاہزادے کی زیارت کی اُمید ہے اور جو شاہزادہ عزیز وہ نوجوان نہوا۔ جس نے میری جان بچائی تھی۔ خدانخواستہ کہین ایسا ہوا تو مین تڑپ کے مرجاؤنگی۔ اب صبح پر کون اُٹھا رکھے۔ اے دل چل مجھے اسی وقت کیون نہ زیارت کرالاؤن

اتنا کہہ کے اوٹھی۔ خیمہ سے نکلنے ہی کو تھی کہ ننگ و ناموس اور شاہ رچرڈ کی بہن کا
خیال آگیا مایوسی کے ساتھ لیٹ کے کروٹین بدلنے لگی"۔
اب وہ دلین کہہ رہی ہے یہ فرانسیسی افسر خوب ملا۔ اس سے مطلب برآری
بسہولت ہوجائیگی کہین دھوکا نہ دے لیکن جو زندگی سے بیزار ہو اُسکو کیا دھوکا دے گا
مین توجان پر کھیلنے والی ہون ہائے محبت نے بُرا پھانسا۔ بہت بُرا۔ یہ بھی ایک
شدنی امر ہے دل پر کسکا اختیار ہوا ہے۔ پیاری دلدادہ ورجنا اس رات خواب
ناز کی جگہ انھین خیالات مین ڈوبی رہی۔

چھٹا باب

میدان جنگ

آفتاب اُفق مشرق سے نکل رہا ہے اور اُسکے ساتھ ہی ساتھ انگریزی بیشمار
فوج خیمون سے نکل نکلکر صفین باندھتی جاتی ہے۔ کل کی شکست اسبات کی مقتضی
تھی کہ مسیحیون کے سپاہی آج افسردہ دل ہوتے اور اُنکی صورتون پر ایک اوداسی چھائی
ہوتی۔ مگر نہین وہ نہایت تازہ دم معلوم ہوتے ہین۔ بڑے جوش وخروش اور ذوق
وشوق سے میدان جنگ کیطرف دوڑے ہوے جاتے ہین۔ رات نے اُنکی سُستی
اور ماندگی بالکل رفع کردی۔ نہین رات نے نہین۔ اُس بیشمار فوج نے اُنکی افسردگی۔
ناامیدی مٹادی جو کمک کو آگئی ہے۔ اسوقت مسیحیونکی وضع اور حرکات وسکنات
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُنکے حوصلہ بڑھ گئے ہین اور بڑے دعوے اور ولولے کے
ساتھ عرصہ کارزار مین آئے ہین۔ گویا اُنکے ہر سپاہی کو جلدی پڑی ہو۔ کہ کسی طرح
مسلمان بھی میدان جنگ مین آکے صف بندی کرلین کہ لڑائی شروع ہو۔
مسلمانون کے لیے یہ بہت نازک موقع تھا۔ شاید اُنکی جگہ کوئی اور ہوتا تو رات ہی کو
صبح ظاہر ہونے سے پہلے عکہ کی قسمت دشمنون کے سپرد کرکے چلا جاتا مگر وہ اپنی
معمولی شجاعت اور استقلال کے ساتھ خیمون سے نکل کے صف بندی کرنے لگے
انکی صورت سے کسی قسم کا خوف بھی نہ ظاہر ہوتا تھا۔ اپنی مشہور شیرانہ اولوالعزمی

اور بسالت سے نکلے اور قطار باندھ کے عیسائیون کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ انکے عمامون اور عیسائیون کے خود ون پر آفتاب صبح کی روشنی چمک رہی تھی۔ خزان کی ہوا جو اسوقت کسیقدر اعتدال کے ساتھ چل رہی تھی۔ اُسکے جھونکے آتے تھے اور دونون طرف کے پھریرون اور مسلمانون کی لمبی لمبی داڑھیون اور کالی عباؤن کے لٹکے ہوے دامنون کو مغرب کی طرف اُڑائے جاتے تھے۔ جنھین تھوڑی دور بڑھکر خلیج عکہ کا پانی ملتا تھا اور اُسے ہلکورے دیتے اور اُنمین تلاطم پیدا کرتے ہوے جاتے۔ اور انگریزی جہازون کے جھنڈے کو لہرانے لگتے تھے۔

چڑیان خشکی سے اُڑ اُڑ کر جاتی تھین اور جی بھر کے سمندر کی کیفیت دیکھنے کی غرض سے مستولون پر بیٹھتی تھین۔ لڑائی کا ہنگامہ شروع ہونے سے پہلے آزاد صحرائی طیور کا شور و غل ریگستانی سین کے سکوت اور سناٹے کو دفع کر رہا تھا۔

آفتاب ذرا بلند ہوا اور اُجلی کرنون نے آسمان سے اوتر کے جنگ آزماؤن کے استقبال کے لیے دھوپ کا اُجلا فرش بچھا دیا۔ کل کا خون بالوںمین بخوبی جذب ہو گیا ہے اب آفتاب کی گرمی اور اُسکی نمی اور رطوبت بزدلون کے ہوش و حواس کی طرح بھاپ بنا بنا کے اُڑائے دیتی ہے۔ جگمگاتے ہوے نیزے اور جھلکتی ہوئی تلوارین شمال و جنوب کی طرف سے میدان جنگ کی حدبندی کر رہی ہین۔ قدرت نے اپنا دلچسپ اور آزادی پسند طبیعتون کو بہکا لینے والا سین بہت شگفتگی کے ساتھ آشکارا کر دیا ہے کہ جسے دیکھنا ہو دل کھول کے دیکھ لے۔ پھر خدا جانے یہ سمان دیکھنا نصیب ہو یا نہو۔

مسیحیون مین شوق جنگ آج بڑھا ہوا تھا۔ قبل اسکے کہ اہل اسلام مستعدی ظاہر کرین اُنکی طرف طبل جنگ بجادیا گیا۔ عیسائیون کی طبل جنگ کی آواز سنتے ہی ترکون مین صبر کی تاب نہ رہی۔ ادھر طبل بجا اور اُدھر فوج عرب سے تکبیر کی آواز آئی اور یہ آواز تمام دشت و جبل مین گونج گئی اور تھوڑی دیر کے لیے فوجی باجے کی آواز مسلمانون کی آواز مین غائب ہو گئی۔

اس پُرجوش آواز کا خاتمہ اُسوقت ہوا جب ایک مسلمان افسر اپنی فوج کے آگے کھڑا ہوا۔ یہ خود سلطان صلاح الدین تھا۔ اسکا بہادر بھائی گھوڑا بڑھا کے

آگے آیا اور اہل اسلام کی صف کے برابر ہی برابر مشرق کی طرف تیزی سے گھوڑا سرپٹ دوڑاتا چلا گیا۔ جب ادھر صف کی آخری حد تک پہونچ گیا تو باگ موڑی۔ اور اُسی طرح صف مسلمین سے ملا ہوا مغرب کی طرف چلا گیا ادھر بھی یونہی صف کے مغربی آخری حصہ تک دوڑتا چلا گیا۔ آخر اُدھر کا بھی دورہ پورا کر آیا اور سلطان صلاح الدین کے برابر کھڑا ہو گیا اس گرد اوری سے بہادران اسلام کی صفین بالکل سیدھی ہو گئین سلطان صلاح الدین نے ذرا میدان کی طرف ہٹ کے اپنی صفون کو دیکھا اور اُنھین بہت سیدھے متوازی خطوط مستقیم پر پا کے نہایت خوش ہوا پھر پلٹ کے اپنے سوارون کے قریب گیا اور پرجوش آواز مین کہنے لگا۔

"اے بہادران اسلام! اور اے اُمت خیر الانام! تم اس سے پریشان نہ ہونا کہ دشمن تعداد مین تم سے زیادہ ہین؟" آواز آئی "نہین نہین"۔ "ہم ہمیشہ اپنے سے دُگنی اور چوگنی فوج سے لڑتے اور فتح پاتے رہے ہین۔ تمھین فخر کرنا چاہیے کہ تم اُمت محمدی مین ہو۔ کون محمد صلعم؟ جنکی خدا نے بارہا فرشتون سے مدد کی۔ کیا تمھین واقعہ بدر نہین یاد ہے؟ ضرور یاد ہوگا۔ تم بخوبی جانتے ہوگے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ اکثر ملائکہ لڑا کیے۔ خدا نے کیون آنحضرت صلعم کی مدد کو فرشتے بھیجے؟ اس لیے کہ وہ دین کے لیے لڑتے تھے۔ اور کافرون سے لڑتے تھے۔ تم اپنی طرف دیکھو۔ کیا تم کسی اور غرض سے لڑتے ہو؟" آواز آئی "ہرگز نہین"۔

"بیشک تم بھی اسی لیے لڑتے ہو۔ دین ہی کے لیے لڑتے ہو اور کافرون سے لڑتے ہو۔ پھر جب وہی کام اور وہی غرض ہے تو کیا خدا تمھاری مدد نہ کرے گا"؟ آواز آئی "بیشک کرے گا"۔ "جب ہمارے دلمین اتنی بڑی اُمید موجود ہے تو ہمکو کیا پروا ہے۔ یہ تو صرف چار ہی لاکھ ہین اگر چار کرور ہوتے تو ہمین پروا نہ تھی عیسائی بھی کوئی ڈرنے کی چیز ہین؟ یہ وہی عیسائی ہین جنکی دس بارہ لاکھ فوج کو میدان یرموک مین تمھارے تیس ہزار بھائیون نے شکست دیدی تھی! یہ وہی عیسائی ہین کہ جنکے ساٹھ ہزار سوار تمھارے ساٹھ آدمیون سے بھاگ گئے تھے۔ کیا دین عیسوی اب اس سے زیادہ فوجین تمھارے مقابلہ مین لا سکے گا جسقدر ہرقل صحابۂ کبار کے وقت مین لایا تھا"؟

ادھر سلطان صلاح الدین نے یہ کلمات کہہ کے اہل اسلام کے دل ہلا دیے اور انکو مرنے پر تیار کر دیا۔

ادھر شاہ رچرڈ میدان مین نکلا اُسنے فوج کے چار حصے کیے ہر حصہ بنیش بنیش صفو نکا تھا۔ چار حصے آگے پیچھے کھڑے کیے۔ سب کے آگے جو فوج تھی اُسپر انگلستان کے ایک نامی سپہ گر موبرے عـ۱ کو سردار مقرر کیا۔ اسکے پیچھے دوسری فوج تھی اور اُسپر ینڈول نامی ایک تجربہ کار افسر کو حکمران کیا۔ تیسری فوج سب کے پیچھے تھی وہ ایک آزمودہ کار یورپین اسکروپ نامی کی کمان مین دی اور جو فوج سب کے پیچھے تھی قالبوٹ نامی ایک معتمد اور نو عمر سردار کے ماتحت کی یورپین فوج مین اسّی ہزار کے قریب سوار تھے اُنکو دو حصون مین تقسیم کیا۔ نصف پیدل فوج کے داہنی طرف اور نصف بائین طرف معین کیے گئے۔ دونون طرف دو فرانسیسی افسر سوارون کی کمان کرتے تھے۔ شاہ رچرڈ نے حکم دیا نصف فوج یعنے پیادون کی دو فوجین صلاح الدین پر مامور ہوئین یہ بھی حکم دیا کہ ہر طرف پہلے ایک فوج حملہ کرے۔ دو گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جب دوسرا طبل بجے دوسری فوج بھی حملہ کر دے"۔

فوج کو اس طرح ترتیب دے کے شاہ رچرڈ نے اپنی فوج کی صفون مین ایک چکر لگایا اور اس سے فراغت کر کے آگے جا کھڑا ہوا۔

شاہی نشان اُسکے برابر گاڑ دیا گیا۔ اور اُسنے تلوار نکال کے اوس سے اشارے کر کر کے یہ تقریر شروع کی۔

اے غریب الوطن اور پیارے بادشاہ کے خانمان برباد بھائیو! اپنے نجات دہندہ مسیح کے جان نثار عاشقو! خدا کے بیٹے ہولی ورجن عـ۲ کی پاک اور معصوم گود کے کھلائے ہوے مسیح کا خون اسی زمین پر گرایا گیا تھا۔ جبپر تم اپنا خون بہانے آئے ہو سو وہ

عـ۱ یہ سب افسر انگلستان کے نامی لوگون مین تھے اور اسی مقام پر اسی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے ۱۲

عـ۲ ہولی ورجن کے بیٹے ہین "مقدس کنواری" عیسائیون مین حضرت مریم کا مبارک اور پیارا لقب ہے ۱۲

خدا کے بیٹے کے خون کا دھویا ہوا مبارک تختہ زمین یہان سے تھوڑی ہی دور ہے اب تم وہانتک پہونچا ہی چاہتے ہو مسیح کا پاک خون بڑی برکت کا خون تھا اس خون کی برکت نے اس کراس (صلیب) کو یہ بزرگی دی کہ خدا کے سچے فرمانبردار مسیحی اپنے گلے مین لٹکاتے آنکھونپر رکھتے ہین۔ اور اس سے مدد مانگتے ہین۔ کون کراس؟ یہی جو میرے ہاتھ مین ہو تمھاری جانفروشیان آج اسکو عکہ کے منارون پر نصب کرینگی اور کل ترار تھ (ناصرہ) کے گنبدون پر چڑھائینگی۔ اب تمھین کوئی فکر نہین۔ اُمیدون کا میدان تمھارے سامنے کھلا ہوا ہے۔ یہ تھوڑے سے لوگ جو تمھارے سامنے دینی جوش روکنے کو آتے ہین۔ انھین اپنی تلوارون سے کاٹ کے ڈالدو۔ تمھاری ذاتی بہادری اور جرأت کو زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔ تمھاری اولوالعزمیون کو دُنیا مانے ہوے ہے کیا یونان سے زیادہ بہادری کبھی ایشیا والون کو بھی نصیب ہوئی تھی؟ کیا کوئی اسکندر مشرقی حصہ دنیا مین بھی پیدا ہوا تھا۔ کیا مسلمانون کو نہ معلوم ہوگا کہ رومی کیسے بہادر لوگ تھے؟ نہین ضرور معلوم ہوگا۔ تمھارا دین بھی سب دینون سے سچا اور اچھا ہے وہ خاص خدا کے بیٹے کا دین اور روح القدس کا پھیلایا ہوا آئین ہے۔ وہ خاص خدارسی اور حق شناسی کے لیے ہے۔

وہ دنیادی بادشاہت کو ذلیل سمجھتا ہی اُسنے اپنی اثر کرنے والی نصیحتون سے دلون کو فتح کیا۔ کچھ وہ تلوار سے نہین پھیلایا گیا ہے۔ اُسنے زبردستیان کرکے اور حورون کا لالچ دلاکے اور تلوارین بلند کرکے دنیا کو اپنا مطیع نہین کیا مسلمان ظالم ہین۔ ظلم وستم پر اُنکی اُمیدین منحصر ہین۔ یو دی قوتین روز بروز ان کی طمع بڑھاتی گئین اور وہ زبردست ہوتے گئے۔ اب وہ زمانہ آگیا کہ خدا اپنے سچے دین کو غالب کرے۔ ظالمونکی طمع خاک مین ملادے۔ اب تم بڑھو اور تلوارون سے دکھادو کہ مسیح کو وہ زبردستی کبھی نہ اسیر کرسکین گے"

یہ کہہ کے شیر دل رچرڈ نے صلیب کو حرکت دی۔ قومی نقارہ بجنے لگا۔ عیسائی نشان کو حرکت کرتے ہوے آگے بڑھے اور انکی فوج جوش اور ولولے کے ساتھ مسلمانون کی طرف سیدھ باندھے چلی۔ مسیحی پیادے اپنی رفتار کا اعتدال دکھاتے ہوے آگے بڑھے۔

مسلمانون کو کس بات کی دیر تھی ادھر طبل جنگ بجا اور جانپر کھیلنے والے اہل ترک وعرب نے حملہ کر دیا۔

اُنکے نشان زیادہ بلند تھے۔ اور اُنکی تکبیرونکی آواز پہاڑون مین گونج رہی تھی کھنچی ہوئی آبدار تلوارون پر اُنکے عمامون کے پاس آفتاب کا عکس تڑپ رہا ہے اُنکے نیزے، جو اُن کے سرون سے اونچے تھے اب حملہ کرتے وقت جھک کر آڑے ہو گئے۔

چشم زدن مین دونون فوجین ملگئین اور وہ صفین جو بڑی کوششون سے برابر کی گئین تھین اُنکا سلسلہ باہمی جنگ وجدال اور سپاہیون کے کٹ کٹ کے گرنے سے ٹوٹنے لگا۔ اسلحہ اپنی حیثیت کے موافق پورا کام کرنے لگے۔ تلوارین پاس والون کو۔ نیزے دوسری صف والون کو۔ اور تیر ہر طرف میدان مین پھیلے ہوے لوگون کو مار مار کے گرائے دیتے تھے۔ مسلمانون کا ایک خاص حصہ فوج ایک ریگستانی بلند ٹیلے پر ٹھہر گیا اور یورپین جانبازون پر تیر بازی کرنے لگا۔ یہ دو ہزار آدمی تھے اور آگے پیچھے دو صفین باندھے کھڑے ہوے تھے۔ ہر صف کے تیر ایک ساتھ چٹکی سے نکلتے تھے ہان دونون صفون نے باری باری تیر اندازی کا سلسلہ باندھ دیا انکے تیر ایک ساتھ چلتے تھے اور ٹڈی دل کی طرح آسمان کو گھیر لیتے تھے۔ انکے پاس سے روانہ ہوتے تھے اور غیب سے آنے والی چڑیونکی طرح پیام مرگ لیے ہوے مسیحیون کے پاس پہونچتے تھے ان تیر اندازون نے تھوڑی دیر کے لیے مسیحیونکا کھیل بگاڑ دیا۔

یہ عالم دیکھ کر ایک فرانسیسی افسر نے جو داہنی طرف کے سوارون پر کمان کرتا تھا مع اپنے چالیس ہزار سوارون کے اُس طرف حملہ کر دیا جدھر مسلمانون کے تیر انداز دور سے کھڑے موت کا جادو چلا رہے تھے۔ ان سوارون کو آتے دیکھکر سلطان صلاح الدین کے کوہ شکن بھائی نے دس ہزار ترکی سوارون کو لیکر مقابلہ کا ارادہ کیا ترکی افسر نے اگرچہ بڑی جانبازی سے مسیحیون کے حملے کو روکنا چاہا مگر اس کے سوار بہت دور تک پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ عین تیر اندازون کے ٹیلے کے نیچے پہونچکر انکا قدم جما۔ اور استقلال کے ساتھ سخت لڑائی ہونے لگی۔ ان سوارون کے ساتھ کل عیسائی فوج نے بھی اسی طرف کا رُخ کر دیا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے اپنی

پیادہ فوج اور تیر اپنے باقی سوارون سے اس قیامت کا مقابلہ کیا کہ یورپین لوگون کی اور فوجین ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکین۔ تیر انداز چالیس ہزار سوارون کے انبوہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر کسی قدر بدحواس ہونے لگے تھے مگر سلطان کے بھائی کی کارروائی نے اُنھین اطمینان دلا دیا۔ اُنکے پانون کے نیچے موت کا بازار لگا ہوا تھا وہ اپنے معمولی سکوت اور سنجیدگی سے تیر بازی کیے جاتے تھے عیسائیونکی فوجین اگرچہ شمار سے زیادہ تھین اور روکے نہین رکتی تھین مگر جس صورت سے لڑائی ہو رہی تھی اُس نے اُنھین بہت پریشان کر دیا۔

شاہ رچرڈ یہ حالت دیکھ دیکھ کے بدحواس ہوا جاتا تھا خود لپک کے حملہ کرتا تھا مگر بے سود لڑائی کو اس حالت مین ڈیڑھ گھنٹا گذر گیا۔ مسیحیونکی طرف سے پھر طبل جنگ بجا اور اُنکی باقی فوجون نے بھی حملہ کر دیا۔ پیادون نے سلطان صلاح الدین کے مقابلہ والونکی مدد کی سوار اُسکے بھائی کا قدم اوکھاڑنے کیلیے تیر اندازونکی طرف چلے عیسائی سوارونکی تعداد اسّی ہزار ہو گئی اور روکنے والے فقط دس ہزار تھے۔ گو بیشتر کی لڑائی مین عیسائیون کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ کم سے کم چالیس ہزار یورپین صرف ایک گھنٹہ بھر کی مدت مین نذر اجل ہو گئے۔

انکی طرف والونکو بالکل زک پا جانیکا یقین ہو گیا تھا۔ مگر اب دونون فریق برابر کی حیثیت پر ہو گئے۔ بلکہ سلطان صلاح الدین کے ساتھیون کو شکست ہو گئی اُنھون نے ہزار کوشش کی مگر اُنکا قدم نہ جم سکا۔ تیر انداز بھی پسپا ہو کے صلاح الدین کے گروہ مین آملے۔ اور اُنکی حمایت کرنیوالے سوار بھی ہٹ کے خود سلطان کے گروہ سے مل گئے۔

اب سلطان کے جھنڈے کے نیچے لڑائی کا پورا زور تھا اور نہایت سکوت کے ساتھ اسلحہ کام مین آرہے تھے۔ ہر شخص اس محویت کے ساتھ جنگ جوئی کے خیال مین ڈوبا ہوا تھا کہ گویا زبان ہلانا یا کلمات رجز پڑھنا بھول گیا تھا۔ اس حالت سکوت نے بہت طول کھینچا اور ہزارون پر یہ سمان ایسا کاری اثر کر گیا تھا کہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گئے یکایک ایک مسلمان سپاہی نے طیش مین آکر زور سے تکبیر کہی۔ اور سرود بہ مستان یاد دہانیدن کا مضمون ہو گیا۔ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ ہر مسلمان جہان تھا وہین سے

نعرۂ اللہ اکبر بلند کرنے لگا۔ تمام دشت وجبل اور مسیحیون کے دل کانپ گئے۔ اس تکبیر نے تھکے ہوؤن مین ایک تازہ جان ڈالدی۔ مسلمانون نے اس تکبیر کے ساتھ ہی بڑی سخت کوششون سے ارادہ کیا کہ مسیحیون کو مار کے ہٹا دین۔

ادھر تو یہ حشر برپا تھا ادھر شہر عکہ پر حملہ کرنیوالی فوج نے بڑی جانبازی سے کوشش کی کہ جس طرح ہو سکے شہر عکہ پر دخل ہوجائے شہر عکہ کے گنبدون پر اسلامی جھنڈا اُڑ رہا تھا اور مدتون کے محاصرہ کی مصیبت اُٹھائے ہوے مسلمان سپاہی شہرپناہ اور اونچی عمارتون سے کھڑے لڑائی کی سیر دیکھ رہے تھے انکے تیرانداز تیر برسا رہے تھے باقی فوج شہرپناہ کے اندر ہاتھ پاؤن توڑ بیٹھی تھی۔ عکہ والون کو آج کسی طرح جرأت نہ پڑی کہ عیسائیون کا مقابلہ کرین۔ انھون نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کرلیے تھے۔

یورپین چاہتے تھے کہ دیوار کے نیچے پہونچ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالین مگر اوپر سے تیر پتھر وانکا مینھ اس شدت سے برس رہا تھا کہ بڑھتے تھے اور پسپا ہوتے تھے عکہ والون نے اگرچہ مقابلہ سے کنارہ کشی کی مگر مسیحیون کو اسبات کا بھی موقعہ ندیا کہ دیوار شہرپناہ کے نیچے پہونچ جائین وہ برابر پتھرون اور تیرون سے ہر شخص کو پیچھے ہٹا دیتے تھے۔ جو اُنکی طرف بڑھنے کا قصد کرتا تھا۔

سلطان صلاح الدین نے صبح سے سہ پہر تک ایسا سخت مقابلہ کیا کہ عیسائی لوگون کے دانت کھٹے ہو گئے۔ آخر وقت یورپین لوگون مین کسی قدر سستی اور تھکن ظاہر ہونے لگی یہ موقعہ دیکھکر سلطان نے زور سے "نعرۂ اللہ اکبر" بلند کیا اور ہر مسلمان نے اس آواز مین سلطان کا ساتھ دیا۔ حتےٰ کہ عکہ والون نے بھی زور سے تکبیر کہی۔

قریب تھا کہ عیسائی پسپا ہوجاتے مگر شاہ رچرڈ اور یورپین افسرون نے بڑی حکمت عملیون سے اپنے ہم مذہبون کا قدم جما دیا۔ معرکہ کارزار کی گرمی اسوقت بہت تیزی سے بلند تھی۔ اب آؤ دیکھین وہ ترکی جوان کس حال مین ہے جو کل لڑائی کا جوش وخروش اور اپنی بے اختیاری کا خیال کرکے بیتاب ہوا جاتا تھا۔ وہ اسی طرح خیمے مین بیٹھا لڑائی کی سیر دیکھ رہا ہے۔

بلند کیا اور ہر طرف سے ایسا سخت حملہ کیا کہ مسیحی لوگون کے دلون کے ساتھ ان کے قدمون کو بھی لغزش ہو گئی۔

عیسائیون پر کچھ ایسی دہشت سوار ہو گئی کہ تمام خیمے اور خاص شاہی خیمہ کو چھوڑ کر عکہ مین داخل ہو گئے۔

مسلمانون نے تعاقب کیا اور چاہا کہ ریلے کے ساتھ خود بھی عکہ مین داخل ہو جائین۔ مگر مسیحیون نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کر لیے اور شہر عکہ مین متحصن ہو کے بیٹھ رہے۔

ساتوان باب

اطمینان کی ملاقات

شاہزادہ عزیز اور شاہزادی ورجنا معہ آسیہ یہودیہ کے اسلامی کیمپ مین پہونچتے ہی ایک مصری خیمہ مین داخل ہو گئے۔ یہ شاہی خیمہ تھا اور مشرقی تکلفات جنھون نے دولت عیسائیہ مین گھن لگا دیا اسکی ہر ہر چیز مین ظاہر ہوتا تھا۔ خوبصورت اور نازک مسہریان بچھی ہوئی تھین۔ کافوری شمعین روشن اور عود دانگیٹھیون مین سلگ رہا تھا مسہریون کے آس پاس خوشنما کرسیان رکھی تھین۔ مصری شاہزادہ اور انگلش شاہزادی دونون جاتے ہی کرسیون پر بیٹھ گئے آسیہ کھڑی ہوئی تھی شہزادی ورجنا نے اُسے بھی بیٹھنے کی اجازت دی۔

آسیہ "(ادب سے ہاتھ جوڑ کر) ہم لونڈیون کا یہ مرتبہ نہین ہے کہ شاہزادون کے برابر بیٹھ جائین"۔

عزیز "اے آسیہ قسمت نے ہمین اور تمھین ایک جگہ اور ایک حالت مین بٹھا دیا جہان تیرے سوا کوئی میرا انیس نتھا۔ تیرے احسان کو مین کبھی نہ بھولونگا"۔

ورجنا "اب تو مین بھی تیری ممنون ہون تو ہماری رازدار ہے۔ یہ کہہ کے بٹھا لیا (شاہزادہ عزیز سے) آپ نے قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہے مسہری پر لیٹ جائیے"۔

عزیز "پیاری ورجنا خوش قسمتی سے آج تمھارے پاس بیٹھنے کی تمنا بر آئی ہے اور تم چاہتی ہو کہ مین دور ہو جاؤن! نہین یہ نہوگا۔ باوجود اسقدر ہمدردی کے ابتک تم مین معشوقانہ جور کی ایک ادا باقی ہے"۔

ورجنا:۔ نہین نہین۔ مین یہ نہین کہتی۔ میرا مطلب یہ تھا کہ قید کی مصیبتون نے تم کو بہت بے چین کر دیا ہوگا۔"

عزیز:۔ اے میری دلربا! تمھاری صورت دیکھتے ہی وہ سب کلفتین رفع ہوگئین۔"

ورجنا:۔ ہان اس یک جائی نے ہمارے دلون کو زندہ کر دیا ہے۔"

عزیز:۔ مجھے اپنی زندگی مین کبھی کبھی ایسی مبارک گھڑی سے سابقہ نہین پڑا جیسا کہ آج ہے۔"

ورجنا:۔ ایک لڑکی اگر اس قسم کے خیالات ظاہر کرے تو لوگ اُسے بے شرم کہین گے مگر جسوقت مین نے ابتدا مین تمھاری صورت دیکھی اُسی وقت میرا جوش شرم پر غالب آیا جاتا تھا۔ اے شاہزادے اب تمھاری باتین مجھے بیتاب کرکے کچھ میری زبان سے کہلایا چاہتی ہین۔"

عزیز:۔ پیاری ورجنا تمھین کچھ کہنے کی ضرورت نہین۔ تم جابر کھیل کے دشمنون کے پنجے سے مجھے نکال لائین۔ یہ کیا کم ثبوت ہے۔"

ورجنا:۔ اے شاہزادے اگر تمھین مین اپنا دلربا یا پیارا کہہ کے یاد کرون تو تم مجھے بیحیا اور بیشرم تو کہوگے۔"

عزیز:۔ عاشق اپنے جوش والفت مین ہمیشہ بیحیا ہوتے ہین۔ اور اُنھین ایسا ہی ہونا چاہیے۔"

ورجنا:۔ مین بہت خوش ہون کہ بغیر میری درخواست کے تم نے مجھے اپنا عاشق مان لیا۔"

عزیز:۔ نہین نہین۔ غلط۔ عاشق مین ہون۔ تم میری جان و دل کی مالک پیاری معشوقہ ہو۔"

ورجنا:۔ نہین تم مجھے اپنا عاشق کہو۔"

عزیز:۔ یہ تو مین جب کہتا جب اپنا دل تمھارے سینے مین رکھ دیتا۔"

ورجنا:۔ پیارے عزیز دونون دل ایک ہی ہین۔"

عزیز:۔ تو ہم دونون عاشق ہین۔"

ورجنا:۔ پھر تمھین اپنے تئین معشوق بھی ماننا پڑے گا۔"

فرانسیسی افسر "اگر حضور کی اجازت ہو تو باہر جاکے دیکھ آؤن"
شہزادی "ضرور جاؤ مگر خوب اچھی طرح دریافت کرکے آنا"
افسر "بہت خوب"
یہ کہکے چلا گیا۔

عشاق کے لیے اس سے عمدہ کون موقع ہوسکتا ہے؟ اب دونون عاشق و معشوق ایک دوسرے کو حسرت، یاس۔ اُمید۔ آرزو۔ خوشی۔ جوش غرض ہزارون مختلف آثار ظاہر کرنیوالی نظرون سے دیکھنے لگے۔ کسی کی زبان سے کوئی لفظ نہین نکلتا تھا۔ پر شوق نظر اسکی اجازت ہی نہین دیتی تھی کہ کچھ کہین۔ آخر شہزادی اپنے دل مین کہنے لگی کیا یہ شوق بھی ہم لوگونکا رقیب ہے؟ کمبخت کچھ کہنے ہی نہین دیتا۔ مگر ہاے کیا کہون؟ شرم زبان پکڑ لیتی ہے" دیر تک شہزادی پس و پیش کرتی رہی پھر بولی "دیکھو وقت گذرا جاتا ہے پھر ایسا موقعہ نہ ملے گا۔ بس اتنا بتادو کہ یہانتک کیونکر پہونچے۔ صرف اسی قدر مین اور کچھ نہ پوچھون گی" شاہزادہ عزیز فقط شوق سے دیکھتا ہی رہا کچھ جواب نہ دے سکا۔

شہزادی "کیا نہ بتاؤگے؟ دیکھو پھر وقت ہاتھ سے نکل جائے گا"
شاہزادہ عزیز "(چونک کر) کیا مین بتاؤن؟ کیا بتاؤن؟"
شہزادی "افسوس! شوق نے تمھین سننے ندیا۔ سچ کہتی ہون شوق میرا اور تمھارا دونون کا دشمن ہے۔ پوچھتی ہون کیونکر آپہنسے"
شاہزادہ عزیز "پیاری ورجنا"
ورجنا "این میرا نام کسنے بتایا"
عزیز "میرے پر آرزو دل نے"
ورجنا "دل نے۔ تمھارا دل مجھے کیا جانے"
عزیز "لو اور سنو! تمھاری زلف گرہ گیر مین رہے گا اور تمھین نجانے گا"
ورجنا "(شرما کر) بس بہت باتین نہ بناؤ۔ افسوس تمھین وقت کی ذرا قدر نہین۔ سچ کہو میرا نام تمھین کسنے بتایا؟ ہان اس یہودیہ نے بتایا ہوگا۔ خیر اب کہو کیونکر قید مین کس وجہ سے گرفتار ہوئے"
عزیز "اس لیے کہ یہ تمھارا دین"

ورجنا:- (شرمندگی سے) مجھے تو تم اُس پرخوف مقام مین تنہا چھوڑ کے چلے آئے!"
عزیز:- ہاے! بس وہین چلا آنا ستم ہو گیا۔ اسے میری ورجنا! قسمت نے مجبور کر دیا چند عیسائیون سے مجھے لڑنا پڑا۔ مین نے چار مار لیے۔ اسکے بعد دس بارہ اور آ گئے مین زخمی ہو گیا تھا۔ میرا داہنا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔ انھون نے گرفتار کر لیا اور یہان قید کر کے بٹھا دیا۔ اے پیاری ورجنا اب تم اپنا حال بیان کرو۔
ورجنا:- شاید وہی لوگ آتے ہونگے کہ ٹاپونکی آواز سنکے مین بھاگی اور ایک غار مین چھپ رہی رات مین نے اُسی غار مین بسر کی۔ صبحکو ایک وحشی مسلمان گرفتار کر کے مجھے شوف عام مین لے گیا اور شاہزادہ عزیز کی خدمت مین پیش کرنا چاہا۔ سُنا گیا کہ شاہزادہ صاحب اپنے والد سلطان صلاح الدین کے پاس گئے ہین مگر مین شاہزادہ عزیز کی حرم سرا مین داخل کر دی گئی۔ دو تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ شاہزادہ عزیز کا کہین پتا نہین کوشش کر کے اور سفارش کر کے اور سفارشین اوٹھوا کے مین سلطان صلاح الدین کے پاس گئی وہ اپنے بیٹے کی مفارقت مین بہت پریشان تھے مجھے یقین ہو گیا کہ شاہزادہ عزیز آپ ہی ہین۔ آپکی رہائی کا وعدہ کر کے مین نے وہانسے رہائی حاصل کی اور انگریزی کیمپ مین داخل ہوئی خدا کا ہزار شکر کہ آپ کا پتہ لگا لیا۔ اے شاہزادے مین آپ کی لونڈی ہون۔ زرخرید لونڈی!"
عزیز:- (حیرت زدہ ہو کر) اے ورجنا تم سلطان کے پاس بھی ہو آئین۔ تم نے اپنے قیدی اپنی زلف کے قیدی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ پھر نکل چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہے؟"
ورجنا:- ہم تم آؤ انگریزی وضع بنا کے نکل چلین اور لڑ بھڑ کر مسلمانون کے لشکر مین داخل ہو جائین!"
عزیز:- یہ جلاد محافظ کیون چھوڑنے لگے اور تمھاری یہودیہ لونڈی کا بڑا احسان مند ہون یہ غریب کیونکر چلے گی!"
ورجنا:- (یہودیہ کی طرف دیکھکر) آسیہ کیا تو بھی چلے گی!"
آسیہ:- مین یہان رہ کے کیا کرونگی!"
ورجنا:- تو اچھا مین باہر نکل کے ایک اور کوشش کرونگی کہ مسلمان فوج زور کر کے

مسیحیون کو ہٹاتی ہوئی یہانتک پہونچ جائے - اسوقت بلوے مین ہم سب اچھی طرح نکل چلین گے "

عزیز "ہان یہ خوب تدبیر ہے - اب دیر نہ کرو - پیاری ورجنا تم نے یہ بڑا کام کیا کہ میری رہائی کی تدبیر بن سوچ کے آئین "

ورجنا "(یہودیہ کی طرف دیکھکر) آسیہ اس ترکیب سے تو بھی نکل چلے گی "

آسیہ "جب مجھے یہان رہنا منظور نہین ہے تو جا نبر کھل کر چلونگی "

عزیز "تو اب تم کو انتظار "

افسر آگیا اور کہنے لگا -

" اے شہزادی کسی مسلمان تیر انداز نے شاہی صلیب بردار کو تیر مارا صلیب اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی مسلمانون نے یورش کرکے صلیب پر قبضہ کر لیا "

ہمارے بادشاہ کو اور تمام عیسائیونکو اسپر طیش آگیا - انھون نے بڑے جوش وخروش سے ارادہ کیا کہ صلیب کو مسلمانون سے چھین لین مگر ابھی تک تو صلیب مسلمانون ہی کے قبضہ مین ہی - یہ مسلمان لوگ واقعی بلا کے ہین ہزار تدبیر کرو مگر انپر کچھ زور نہین چلتا -

ورجنا "تو کیا ابتک اُسی طرح شدت سے لڑائی ہو رہی ہے "

افسر "جی ہان ابتک لڑائی اُسی طرح قیامت کی ہو رہی ہے "

ورجنا "آج کسکی طرف فتح کے آثار ہین "

افسر "فتح تو خدا کے ہاتھ ہے - مگر ابھی تک دونون مین سے کوئی نہین دبتا معلوم ہوتا "

ورجنا "آج ہماری چار لاکھ فوج بھی مسلمانون کو پسپا نہ کر سکی - یہ ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہے "

افسر "آج تو غالبًا فتح ہماری ہو - مگر مسلمان حقیقت مین بڑے بہادر ہین - وہ ہماری زیادتی کو ذرا دھیان مین بھی نہین لاتے "

ورجنا "چلو مین بھی باہر کھڑی ہو کر لڑائی کی سیر دیکھونگی "

افسر "آپ یہین تشریف رکھیے وہان چلکے کیا کیجیے گا "

ورجنا "نہین مین ضرور چلونگی - یہ کہہ کے حوروش اور پری جمال ورجنا نازوادا سے

اپنی عبا کے دامن ہاتھ مین لیے ہوے خیمے سے باہر نکلی - دیر تک سیر دیکھتی رہی پھر اپنی عبا کے نیچے سے ایک زرد رومال نکالا - یہ مقام بلندی پر تھا - اور سارا عرصۂ جنگ نظر کے سامنے تھا مسلمانون کا رُخ اسی طرف تھا گو لڑائی ادھر دیکھنے کا انھین موقع کم دیتی تھی ورجنا نے اس زرد رومال سے کئی مرتبہ منھ پوچھا - نازک نازک گلابی رخسارے صاف کیے جنپر گھوڑون کے سمون اور پیادون کے پاؤن کی اُڑائی ہوئی گرد آ آکے جم گئی تھی یکایک خدا جانے کیا سمجھ کے پیاری ورجنا نے ہاتھ اونچا کیا - اور فوجی نشان کے پھریرے کیطرح کئی دفعہ رومال کو ہوا مین اُڑایا - ورجنا نے یہ رومال نہین اُڑایا گویا لڑنے والون خصوص مسلمانونپر ایک جادو ڈال دیا -

سلطان صلاح الدین کا شیر افگن بھائی یکبیک پیچھے ہٹا مصری نشان کو حرکت دی اور زور سے تکبیر کہہ کے حملہ کیا - ہر مسلمان نے اس امر مین اپنے بہادر افسر کا ساتھ دیا سبھون نے تکبیر کہی اور اس شدت سے لڑتے ہوے بڑھے کہ عیسائیون کو روکنا مشکل ہوگیا اس دفعہ کے حملہ مین مسلمانون نے عیسائیون کو ذرا بھی نہ مانا وہ سیدھے بڑھے چلے آئے -

عیسائیون نے ہزار طرح سے چاہا کہ مسلمانون کو آگے بڑھنے سے روک دین مگر اُنھون نے رُکنے کے لیے نہین حملہ کیا تھا - اکثر مقامات پر تو اس ریلے مین یورپین پسپا ہوگئے اور عموماً ہر طرف یہ ہوا کہ مسیحیونکی صفونکو چیر کے مسلمان آگے بڑھے - یہ پرخوف حالت دیکھکر فرانسیسی افسر نے ڈرتے ہوے کہا -

"اے شہزادی - اب ہم لوگون کو یہان سے ہٹ چلنا چاہیے مجھے خوف ہے کہ مسلمان یہانتک نہ پہونچ جائین - آپ دیکھتی ہین کس جوش اور زور سے ادھر بڑھے چلے آتے ہین -

ورجنا " وہ ہزار بڑھ آئین مگر اس ٹیلے پر نہ آئینگے "

افسر " نہین مین تو دیکھتا ہون کہ چند منٹ مین اب وہ یہین پر ہونگے - ابن یہ دو کون شخص ہین جو ہماری فوج سے نکلکر ادھر آرہے ہین "

ورجنا " اور ہان دیکھو وہ تیسرا شخص بھی ہمارے افسر کو قتل کرکے ادھر چلا آرہا ہے "

افسر " شہزادی صاحبہ خدا کے لیے بھاگنے کا ارادہ کیجیے مجھے اور آپ دونون کو

جان کا اندیشہ ہے۔ دیکھو ہمارے دو افسر ٹالبوٹ اور موبرے مار ڈالے گئے۔ اور تین مسلمان نہین نہین دیکھو بہت سے ادھر بڑھے چلے آتے ہین۔ ہاے اب کیا ہوگا؟ کیون مین اب کیا کرون؟ بھاگو! بھاگو!! آپ تو سنتی ہی نہین۔ اے لو وہ آگئے۔ مین تو جاتا ہون" ورجنا کا ہاتھ کھینچ کے" اے شاہزادی صاحبہ خدا کے لیے جلی چلیے"

ورجنا" مین اس بودے پن سے نہ بھاگونگی (ہاتھ چھڑا کر) اگر تم سے نہین ٹھہرا جاتا تو چلے جاؤ"

افسر" (جاتے ہوے پھر پھر کے) ہاے مین دیکھتا ہون شاہ رچرڈ کی بھانجی ظالمونکے ہاتھ سے قتل ہوگی۔ اے شہزادی ہٹ آئیے خدا کے لیے ہٹ آئیے۔ اے دیکھیے وہ آپ تک پہونچ گئے" زور سے بھاگا۔

جو شخص سب کے پہلے ورجنا کے پاس پہونچا وہ سلطان صلاح الدین کا بہادر بھائی تھا اُسنے آتے ہی کہا" اے وفادار ماہ جبین! کیا شاہزادے کا پتہ لگ گیا"

ورجنا" (اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کر کے) وہ اس خیمہ مین قید ہین"

خیمے کے محافظ مسلمانون کو آتے دیکھکر اپنے افسر سے پہلے ہی بھاگ چکے تھے مسلمان افسر بغیر کسی مزاحمت کے خیمہ مین داخل ہوا۔ اور جاتے ہی شاہزادہ عزیز سے بغلگیر ہوا اب بہت سے مسلمان بھی عیسائیونکو ہٹاتے ہوے اس خیمہ مین پہونچ گئے تھے شاہزادہ عزیز معہ ... اور اپنے چچا کے ایک ولایتی تلوار ہاتھ مین لیے ہوے خیمہ سے نکلا۔ اُسکی صورت دیکھتے ہی مسلمانون کے چہرے چمکنے لگے اور اُنکی ہمتین بڑھ گئین۔ پیاری ورجنا جو ابھی تک صرف تیر نظر ہی سے کام کر رہی تھی اُسنے بھی تلوار ہاتھ مین لی اور متعدد ... حملہ سے آگاہ اسکے ہو کر اپنی نظر کے گھائل شاہزادہ عزیز کے ساتھ ... کو قتل کرتی ہوئی میدان جنگ مین اُتری۔ یہ وہ شاہزادہ عزیز کے دوسرے پہلو پر تھی۔ ادھر بہادر شاہزادہ اپنے ساتھ اسکو بھی دشمنون کے حملون سے بچاتا مسلمانونکے کیمپ کی طرف روانہ ہوا۔

ڈی میتھ ول نامی انگریز افسر نے کہین دور سے شہزادی ورجنا کو میدان جنگ مین دیکھ لیا۔ بڑھ کے قریب آیا۔ اور کہنے لگا" اے شاہزادی صاحبہ

آپ سے بھی صبر نہو سکا؟ واقعی مسلمانونکی اسوقت یورش نے انگریزی خون کو بڑا جوش دلایا۔ صلیب کو اُنکے قبضہ مین جاتے دیکھکر آپ سے نہ رہا گیا ہوگا۔"

ورجنا "ہان مسلمانون ہی نے مجھے یہان میدان جنگ مین بلایا۔"

جسوقت ورجنا یہ کہہ رہی تھی ڈی بینڈول کی نظر شاہزادہ عزیز پر جا پڑی طیش مین آکر بولا "کیا مسلمانون نے اپنے قیدی کو چھڑا لیا؟" یہ کہا اور شاہزادہ عزیز پر حملہ کیا۔

ڈی بینڈول کی گستاخی دیکھکر ورجنا کو بھلا کب تاب رہ سکتی تھی بڑھ کے تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ ڈی بینڈول کے شانے پر گہرا زخم پڑ گیا۔ انگریز افسر شاہزادی ورجنا کی یہ کارروائی دیکھکر پہلے تو سناٹے مین آگیا۔ پھر حیرت کے لہجے مین کہنے لگا "اے شاہزادی صاحبہ میرے مقابلہ مین ایک مسلمان کی ہمدردی کرنا مین نہین سمجھ سکتا آپ کو کیونکر گوارا ہوا۔"

ورجنا "کیا تم نہین جانتے کہ یہ مسلمان میرا اور میری جان کا مالک ہے۔"

ڈی بینڈول "تو شاہ رچرڈ سے آپ کو بچنا مشکل ہوگا۔"

عزیز "قبل اسکے کہ تو شاہ رچرڈ کو اسواقعہ کی خبر پہونچائے مین تیرا کام نہ تمام کردونگا۔"

یہ کہکے ایک نیزہ مار کے گھوڑے سے گرا دیا۔ انگریزی افسر حسرت کی نگاہ سے شاہزادی ورجنا کی طرف دیکھنے لگا۔

عزیز "اور اگر شاہ رچرڈ ہمارے اس معاملے مین کوئی بات خلاف دست اندازی کرنا چاہے گا تو اُسکو بھی جلد تیرے پاس پہونچا دونگا۔"

یہ کہکے شاہزادہ عزیز نے دوسرا نیزہ مارا اور انگریزی افسر نے تین چار دفعہ بےچینی سے تڑپ کر دم توڑ دیا۔

ورجنا "اے شاہزادہ اب چلو جسطرح ہوسکے اپنے تئین مسلمانونکے کیمپ مین پہونچا دین۔"

عزیز "ہان ہان۔ میری بھی یہی رائے ہے۔"

شاہزادہ عزیز اوچک کے ڈی بینڈول کے گھوڑے پر سوار ہو لیا اور ایک اور مسیحی سوار کو قتل کرکے اُسکے گھوڑے پر بیہودیہ کو سوار کرایا۔ ورجنا کو پہلے ہی شہزادے کے چچا نے اپنا گھوڑا دیدیا تھا۔ گھوڑونکی باگ اوٹھادی گئی اور تینون گھوڑے ہوا مین فراٹے بھرتے ہوے اُڑے۔

بہادر ورجنا اور صف شکن شاہزادہ عزیز۔ عیسائیونکو مارتے گراتے ہوے اور سامنے سے ہٹاتے ایک ہی دوڑ مین مصری کیمپ تک پہونچ گئے۔ ورخاص شاہی خیمہ مین داخل ہوے۔ آسیہ بھی اُنکے ساتھ صحیح و سالم نکل آئی اور اطمینان سے اسلامی سلطان کے خیمہ مین داخل ہوئی۔

سلطان صلاح الدین کے بھائی نے شاہزادہ عزیز اور ورجنا کو تو ادھر روانہ کیا اور خود شاہی خیمہ کی طرف بڑھا۔ عیسائیون نے بڑی جانفروشی سے مقابلہ کرکے شاہی خیمے کو مسلمانونکے حملہ سے بچایا۔

اس طرف مسلمانونکا یہ جوش و خروش دیکھکر شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ فوج جو عکہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے جس طرح مسلمان ادھر جھکین وہ شہر عکہ پر یورش کرے۔ رچرڈ کی یہ تدبیر کارگر ہوگئی مسیحیون نے بڑی سختی سے ہجوم کرکے اپنے تئین شہر عکہ کے نیچے پہونچا دیا گو عکہ والون نے تیر باری و سنگ باری سے مسیحیون کو نقصان پہونچا دیا مگر جب تقریباً دو لاکھ فوج سیلاب کی طرح بڑھی تو وہ کہانتک روک سکتے تھے۔

یورپین سپاہیون نے بڑی کوشش کرکے عکہ کا وہ پھاٹک جو مشرق کی جانب تھا توڑ ڈالا۔ اور شہر کے اندر داخل ہوگئے۔

اسوقت گویا مسیحیونکو ایک قسم کی فتح حاصل ہوگئی تھی اُنکی طرف کامیابی کا طبل بجا عکہ کی مصری فوج جسنے بڑی جانبازیونسے اسوقت تک شہر عکہ کو عیسائیونکے ہاتھ سے بچایا تھا اُسے سوا ے کٹ مرنیکے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی وہ لوگ شہادت کے پاک صاف سمندر مین غوطہ مارنے کے لیے بڑھے اور عیسائیونپر بلائے ناگہانی کی طرح آپڑے اُنکا شمار اور اُنکی قوت اسقدر کم تھی کہ گویا اپنے زور مین آپ آرہے دشمنون کے دلونپر اپنی جرأت کا نقش بٹھانے کے لیے عکہ کے پھاٹک کی اندرونی سڑک پر اُنھون نے اپنی لاشین بچھادین عیسائی لوگ قتل عام کرتے بڑھے اور شہر عکہ کی سڑکونپر پھیل گئے۔

بدنصیب مسلمانان عکہ کے لیے یہ بڑی سخت مظلومیت کی گھڑی تھی۔ بوڑھے بچے اور علما فضلا و خادمان مساجد اور مقتدیان دین نصاریٰ کے ہاتھ سے قتل ہورہے تھے۔

ایک ایک سے پناہ مانگتے تھے۔ کوئی نہین سنتا تھا۔ عورتین بے عزتی

کے ساتھ کھینچ کھینچ کے زنانے مکانوں سے باہر نکالیجاتی تھین - اور بیشرم مسیحیونکو اپنے ناموس و پاکدامنی کا دشمن پاتی تھین - وہ ہر ہر یوروپین کے قدمونپر گرتی تھین اور رو رو کے اپنی مصیبت بیان کرتی تھین مگر گویا اُس گھڑی عکہ رحم دلون اور ترس کھانیوالون سے خالی ہو گیا تھا -

جب بوڑھے اور بچے قتل ہو لیے - عورتونکی پردہ دری ہو چکی - اور زمین عکہ کو شہداے اسلام کے خون نے دھو لیا تو یوروپین لوگ اُس عمارت پر چڑھے جہان مصری جھنڈا اُڑ رہا تھا یہ عمارت بلند تھی - اور اُسکے کنگرے صحراے زابلون سے صاف نظر آتے تھے مسیحیون کے ایک افسر نے چڑھ کے ارادہ کیا کہ مصری جھنڈا گرا کے صلیب اور مسیحی جھنڈا نصب کر دے -

ایک مسلمان تیر انداز نے صحراے زابلون سے یہ کارروائی دیکھکے ایک تیر مارا یہ تیر انگریزی افسر کے گلے پر پڑا اور پیوست ہو گیا - مسیحی شخص اُلٹ کے گر پڑا - اور اُسکو گرتے دیکھکر مسلمانون نے زور سے تکبیر کہی - صداے تکبیر سے مسیحی لوگ کچھ ایسے چڑھے کہ بہت سے آدمی طیش کھا کے اوپر چڑھ گئے - اور انگریزی جھنڈا عکہ پر فوراً چڑھا دیا گیا -

صلیب اور عیسوی جھنڈے کو عکہ کے کنگورونپر بلند دیکھکر سلطان صلاح الدین کا خون جوش کھا گیا - اُسنے ارادہ کیا کہ تن تنہا شہر عکہ مین گھس جائے مگر شاہی افسران فوج نے لپک کے گھوڑا پکڑ لیا اور کہا حضور تنہا قصد نہ کرین - ہم سب آپ کے ہمراہ چلنے کو حاضر ہین -

سلطان "میری آنکھین صلیب اور عیسوی جھنڈے کو عکہ کی عمارتونپر نہین دیکھ سکتین"

افسر "اور ہم کب دیکھ سکتے ہین - مگر حضور جان بوجھ کے ہلاکت مین پڑنے سے کیا فائدہ؟"

سلطان "اس موقع پر تو مجھے موت ہی آسان معلوم ہوتی ہے"

افسر "ہمارا بہادر بادشاہ موجود ہے تو ایک روز ہم مسیحیونکو مار کے نکالدین گے عکہ پر پھر ہمارا اسلامی پھریرا اُڑ رہا ہو گا"

اب اسوقت مسلمانونکا جوش و خروش بڑھا ہوا تھا اُنھون نے زور سے نعرۂ "اللہ اکبر"

بلند کیا اور ہر طرف سے ایسا سخت حملہ کیا کہ مسیحی لوگون کے دلوں کے ساتھ ان کے قدمون کو بھی لغزش ہو گئی۔

عیسائیو نپر کچھ ایسی دہشت سوار ہو گئی کہ تمام خیمے اور خاص شاہی خیمہ کو چھوڑکر عکہ مین داخل ہو گئے۔

مسلمانون نے تعاقب کیا اور چاہا کہ ریلے کے ساتھ خود بھی عکہ مین داخل ہو جائین۔ مگر مسیحیون نے پھاٹک خوب مضبوطی سے بند کر لیے اور شہر عکہ مین متحصن ہو کے بیٹھ رہے۔

ساتوان باب

اطمینان کی ملاقات

شاہزادہ عزیز اور شاہزادی ورجنا معہ آسیہ یہودیہ کے اسلامی کیمپ مین پہونچتے ہی ایک مصری خیمہ مین داخل ہو گئے۔ یہ شاہی خیمہ تھا اور مشرقی تکلفات جنھون نے دولت عیسائیہ مین گھن لگا دیا اسکی ہر ہر چیز مین ظاہر ہوتا تھا۔ خوبصورت اور نازک مسہریان بچھی ہوئی تھین۔ کافوری شمعین روشن اور عود انگیٹھیون مین سلگ رہا تھا مسہریون کے آس پاس خوشنما کرسیان رکھی تھین مصری شاہزادہ اور انگلش شاہزادی دونون جاتے ہی کرسیون پر بیٹھ گئے آسیہ کھڑی ہوئی تھی شہزادی ورجنا نے اُسے بھی بیٹھنے کی اجازت دی۔

آسیہ نے ادب سے ہاتھ جوڑ کر "ہم لونڈیون کا یہ مرتبہ نہین ہے کہ شاہزادون کے برابر بیٹھ جائین"

عزیز نے "اے آسیہ قسمت نے ہمین اور تمھین ایک جگہ اور ایک حالت مین بٹھا دیا جہان تیرے سوا کوئی میرا انیس تھا۔ تیرے احسان کو مین کبھی نہ بھولونگا"

ورجنا نے "اب تو مین بھی تیری ممنون ہون تو ہماری رازدار ہے۔ یہ کہہ کے بٹھا لیا (شاہزادہ عزیز سے) آپ نے قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہے مسہری پر لیٹ جائیے"

عزیز نے "پیاری ورجنا خوش قسمتی سے آج تمھارے پاس بیٹھنے کی تمنا بر آئی ہے اور تم چاہتی ہو کہ مین دور ہو جاؤن! نہین یہ نہوگا۔ باوجود اسقدر ہمدردی کے اب تک تم مین معشوقانہ جور کی ایک ادا باقی ہے"

ورجنا:۔ نہین نہین۔ مین یہ نہین کہتی۔ میرا مطلب یہ تھا کہ قید کی مصیبتون نے تم کو بہت بے چین کر دیا ہوگا۔"

عزیز:۔ اے میری دلربا تمھاری صورت دیکھتے ہی وہ سب کلفتین رفع ہوگئین۔"

ورجنا:۔ ہان اس یکجائی نے ہمارے دلون کو زندہ کر دیا ہے۔"

عزیز:۔ مجھے اپنی زندگی مین کبھی کبھی ایسی مبارک گھڑی سے سابقہ نہین پڑا جیسا کہ آج ہے۔"

ورجنا:۔ ایک لڑکی اگر اس قسم کے خیالات ظاہر کرے تو لوگ اُسے بے شرم کہین گے مگر جسوقت مین نے ابتدا مین تمھاری صورت دیکھی اُسی وقت میرا جوش شرم پر غالب آیا جاتا تھا۔ اے شاہزادے اب تمھاری باتین مجھے بیتاب کر کے کچھ میری زبان سے کہلایا چاہتی ہین۔"

عزیز:۔ پیاری ورجنا تمھین کچھ کہنے کی ضرورت نہین۔ تم جانبرکھیل کے دشمنون کے پنجے سے مجھے نکال لائین۔ یہ کیا کم ثبوت ہے۔"

ورجنا:۔ اے شاہزادے اگر تمھین مین اپنا دلربا یا پیارا کہہ کے یاد کرون تو تم مجھے بیحیا اور بیشرم تو نکہو گے۔"

عزیز:۔ عاشق اپنے جوش والفت مین ہمیشہ بیحیا ہوتے ہین۔ اور اُنھین ایسا ہی ہونا چاہیے۔"

ورجنا:۔ مین بہت خوش ہون کہ بغیر میری درخواست کے تم نے مجھے اپنا عاشق مان لیا۔"

عزیز:۔ نہین نہین۔ غلط۔ عاشق مین ہون۔ تم میری جان و دل کی مالک پیاری معشوقہ ہو۔"

ورجنا:۔ نہین تم مجھے اپنا عاشق کہو۔"

عزیز:۔ یہ تو مین جب کہتا جب اپنا دل تمھارے سینے مین رکھ دیتا۔"

ورجنا:۔ پیارے عزیز دونون دل ایک ہی ہین۔"

عزیز:۔ تو ہم دونون عاشق ہین۔"

ورجنا:۔ پھر تمھین اپنے تئین معشوق بھی ماننا پڑے گا۔"

عزیز ''ہائے ہماری عاشقی و معشوقی کا مزہ تو جب تھا جب یہ کمبخت منحوس لڑائی نہوتی''
ورجنا ''میرے دلربا تم برا نہ ماننا اگر مین التجا کرکے کہون کہ اس لڑائی کو برا نہ کہو یہ بڑی مبارک لڑائی ہے دو سچے عاشق اس پیاری لڑائی نے ملا دیے ہم اسی کے ذریعہ سے ملے ہین''
عزیز ''بیشک مجھسے خطا ہوئی مگر اب فیصلہ ہوجاتا تو اچھا تھا''
ورجنا ''مین یہ بھی نہین کہہ سکتی۔ ہان میرا جی چاہتا ہے جس طرح ہو میرے پیارے کی فتح ہو''
عزیز ''اے پیاری نازنین۔ اگر لڑائی ہوتی رہی تو مین جی بھر کے تمھاری زیارت نہ کرسکون گا''
ورجنا ''اے پیارے اپنے دل کے فتح کرنے والے عزیز کی تمنا پوری کرنے کے لیے مین چھاتی پر سل رکھ کے صبر کرونگی اور جو مصیبت پڑے گی سہ لونگی۔ مجھے یہ بھی گوارہ ہوگا''
عزیز ''پھر بھلا میرا عشق کب گوارا کرے گا کہ تمھارے ہموطن اس طرح میدان جنگ مین قتل کیے جائین۔ (ورجنا کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کر) پیاری ورجنا تمھارا عشق مجھے بودا اور بزدل کیے دیتا ہے خودبخود میرا دل کہتا ہے کہ لڑائی سے دست بردار ہون اور تمھین لے کے اپنے وطن مصر مین چلا چلون۔ لڑائی کے سوا یہان کی آب و ہوا تمھارے حسن کی دشمن ہے۔ افسوس! وہ تمھارے رخسارونکی تروتازگی۔ تمھارے چہرے کی رونق مٹائے دیتی ہے۔ اُس روز سے آج زیادہ افسردہ نظر آتی ہو''
ورجنا ''یہ ظلم تو مجھپر تمھارے فراق نے کیا۔ مجھے تمھارے دیدار سے مایوسی ہوگئی تھی اگر ذرا بھی اُمید ہوتی تو مین یہان کی آب و ہوا سے لڑتی۔ کامیاب ہوتی اور چہرے کی بحالی کو باقی رکھتی۔
عزیز ''کیون پیاری ورجنا۔ آج کا دن کیسا مبارک اور خوش نصیبی کا دن ہے سبحان اللہ! عاشق و معشوق ملے ہین''
ورجنا ''نہین پیارے۔ عاشق و معشوق نہ کہو دو عاشق کہو۔ کیا تمھین میرے عشق کا یقین نہین ہے''

عزیز "مجھے یقین ہے۔ مگر اسکو کیا کرون کہ میرا جوش عشق نہین مانتا وہ کہتا ہی کہ تمہین معشوق ہی کے پیارے خطاب سے یاد کرون۔ اے میری دلربا۔ مین اپنے آپ کو بہت بہادر اور صف شکن جانتا تھا۔ مگر تم نے میرے دلکو فتح کر لیا"

ورجنا " (آہ سرد کھینچکر) ہاے عشق کی گھڑیاں بہت اچھی ہوتی ہین۔ اسوقت گویا۔ آسمان۔ قسمت۔ زمانہ۔ شب ہجر۔ نامرادی۔ اپنے سب دشمنونکو خاک مین ملا کر ہمنے یہ کامیابی حاصل کی ہے"

عزیز " اے پیاری ورجنا پھر اس کامیابی کی ساعت مین تم آہ سرد کیون کھینچتی ہو"

ورجنا " آیندہ کے خوف سے۔ ہاے فراق کا کھٹکا عاشقون کے دل سے نہین نکلتا"

عزیز " پیاری ورجنا اب اسوقت فراق کا کھٹکا نہ دلاؤ کیا مہیب لفظ ہو "فراق" اُف اِنام نہ لو۔ میرا دل کانپا جاتا ہے"

ورجنا " ہاے! ہم اس ظالم کا نام لیتے ڈرتے ہین۔ اور خیال گذرتے ہی ہمارے رؤین کھڑے ہوجاتے ہین۔ کہین سچ مچ سابقہ پڑجائے تو کیا ہو"

عزیز " خدا نکرے ایسا منحوس کلمہ زبان سے نہ نکالو (کانپ کر) اُفوہ! تمنے تو ڈرا دیا"

ورجنا " اچھا میرے پیارے معاف کرو۔ اب یہ نام نہ لونگی۔ کوئی بندوبست کرو کہ یہ کھٹکا دل سے نکل جائے"

عزیز " آؤ ہم تم یہان سے ملک مصر کو چلین۔ اطمینان کی زندگی وہین نصیب ہوگی۔ لیکن مین بدنام ہونگا کہ اپنے ہم مذہبون کو جانبازی کرتے چھوڑ کر بھاگ گیا"

ورجنا " نہین تم بدنامی کی بات نہ کرو تمھاری بدنامی مجھے کیونکر گوارا ہوسکتی ہو مین بھی یہین رہونگی اور تم بھی یہین رہو"

عزیز " اے میری جان کی مالک ورجنا۔ ہاے یہ بھی تو نہین ہوسکتا کہ تمھارے ہم مذہب مسیحیون کو قتل ہوتے دیکھون۔ مین مسیحی مذہب کا دشمن تھا۔ مگر اب اس مذہب سے محبت بھی ہوگئی۔ ہاے عشق کو بت پرست بتاتے سنا تھا۔ مگر میرا

عشق مجھے عیسائی بنائے دیتا ہے کیونکر مسیحیوں کو قتل ہوتے دیکھوں - مین مسیحی مذہب کا سچا دشمن تھا"

ورجنا: "اے پیارے! مسیحیوں کو اب میرا ہم مذہب نہ کہو - میرے ہم مذہب تو بہادر مسلمان ہیں اے شاہزادے تمھارے ساتھ مین تمھاری قوم اور تمھارے مذہب پر بھی عاشق ہوں عیسائیوں سے ذرا ہمدردی نہین"

عزیز: "دین اسلام کے برحق ہونے مین کلام نہین - پیاری ورجنا اس بارے مین تمھین بھی اب شک نہین"

ورجنا: "ہان مین تو اب دین اسلام کی عاشق ہون - کیا مین چاہون تو مسلمان ہوسکتی ہون"

عزیز: "اسلام نے برکتون کا دروازہ سارے عالم کے لیے کھولدیا ہو - جو چاہے مسلمان ہو"

ورجنا: "صرف اپنے تئین مسلمان کہنے سے کیا مین مسلمان ہو گئی"

عزیز: "ہان بس اسیقدر کافی ہے کہ خدا کو ایک اور وحدہ لا شریک لہ جانو - اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی نبوت کا اقرار کرو - یہ ایک باوقعت اور باجلال کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلعم) ساری دنیا کو مسلمان کرسکتا ہے -

ورجنا: "واہ کیا اچھا دین ہو بڑی آسانی سے ہر شخص کو اپنا کر سکتا ہے - یہ کیسی اچھی بات ہے کہ عاشقون کو امید و آرزو کی رسیون مین زیادہ نہین اُلجھاتا مین ویسے اقرار کرتی ہون کہ آج سے مسلمان ہون"

یہ کہہ کے پیاری ملائک فریب ورجنا نے کلمۂ توحید پڑھا -

عزیز نے خوش ہوکر ورجنا کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: "اے نازنین ہمارے دل تو پہلے ہی ملگئے تھے اب دونون ایک ہوگئے"

ورجنا: "ہائے یہ خوف میرے دل سے نہین نکلتا کہ کل تم پھر بیدین مسیحیون سے لڑنے کو میدان جنگ مین نکلوگے"

عزیز: "نہین اب مین یہان تر ہونگا کل ہی ہم تم مصر کا ارادہ کرینگے"

ورجنا: "سلطان صلاح الدین کو یہ امر ناگوار ہوگا"

عزیز: "چاہے کچھ ہو - مگر مین یہان نہ ٹھہرونگا - کل دو گھوڑے ہین اور تمھین

مصر کی طرف لے چلین گے "

آسیہ :- (ادب سے کھڑی ہوکر) اے عالی مرتبہ شاہزادے کچھ مجھے بھی عرض کرنا ہے "

ورجنا :- (چونک کر) ہاے عشق نے اندھا اور بے ضبط کر دیا ہے مجھے کسی دوسرے شخص کا خیال بھی نہ تھا۔ ہم نے سب راز آشکارا کر دیے "

عزیز :- بیشک عشق نے آسیہ کو ہمارے دل سے بالکل بھلا دیا تھا۔ غنیمت ہے کہ کوئی اور نہ تھا۔ آسیہ ہماری رازدار ہے۔ میری مصیبتون کی شریک ہے۔ آسیہ تجھے جو کچھ کہنا ہے بلا تامل بیان کر "

آسیہ :- حضور نے جو رازداری کی عزت مجھے مرحمت فرمائی ہے پہلے تو اسپر مین اپنی مسرت ظاہر کرتی ہون۔ اُسکے بعد یہ تمنا ظاہر کرتی ہون کہ مین بھی مبارک دین اسلام مین شامل کی جاؤن "

عزیز :- آسیہ! تو بھی مسلمان ہونا پسند کرتی ہے! یہ دین تیری عزت بڑھا دیگا اچھا وہی مقدس کلمہ تو بھی صدق دل سے پڑھ ہمارے دین کی برکتین اور بزرگیان تجھے اپنے دامن مین لین گی "

آسیہ :- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بس؟ "

عزیز :- پیاری ورجنا! آسیہ سے ملو۔ ابتک یہ لونڈی تھی اب تمھاری بہن ہے "

آسیہ نے کچھ تامل کیا۔ مگر ورجنا اُٹھی اور آسیہ سے لپٹ گئی "

آسیہ :- شاہزادے صاحب آپ نے جانے کا تو بندوبست کیا۔ مگر مین یہان کیا کرونگی اب مین آپ کی خدمت سے جدا نہین ہوسکتی "

ورجنا :- ہان ہمارے عشق کی رازدار آسیہ ہمارے ساتھ چلے گی "

عزیز :- اے آسیہ تو فکرمند نہو مین تجھے اپنے ساتھ رکھونگا "

ورجنا :- اب تو ہماری بہن آسیہ کو دین اسلام نے ہماری بہن بنایا ہے۔ ہمارے ہمراہ رہے گی "

آسیہ نے شاہزادی ورجنا اور شاہزادہ عزیز کو اُٹھ کے سلام کیا اور اس عزت بخشی کا شکریہ ادا کیا۔

عزیز:۔ ا بتو کل کسی نہ کسی طرح ہم یہان سے روانہ ہونگے۔ مگر ابھی تک کوئی تدبیر اس بات کی ذہن مین نہین آئی کہ سلطان سے مجھے کیا عذر کرنا چاہیے (ذرا غور کرکے) اچھا رات کو سوچونگا۔"

"اتنے مین ایک خواجہ سرا نے عرض کیا" حضور سلطان نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔"

عزیز:۔ کیا میدان جنگ سے واپس آگئے۔"

خواجہ سرا:۔ لڑائی تو کب کی ختم ہو گئی۔ عیسائیون نے ادھر سے شکست کھا کر شہر عکہ پر قبضہ کرلیا۔ شہر ہی مین اُنھون نے پناہ لی اور متحصن ہو گئے۔ مسلمانون نے نصاریٰ کے خیمون اور خاص شاہی خیمہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ مگر شاہ رچرڈ نکل کے عکہ مین داخل ہو گیا۔"

عزیز:۔ (متفکر ہو کر) تو بہت برا ہوا۔ گو ہمنے شکست دیدی مگر ایک محفوظ مقام پر انکا قدم جم گیا۔ اور مجھے اس امر کی خبر ہی نہو ئی۔ اسنے کتنی دیر ہوئی۔"

خواجہ سرا:۔ "حضور بڑی دیر ہوئی۔ سلطان کو اپنے خیمہ مین آئے کوئی گھنٹہ بھر ہوا ہو گا۔ اُسوقت سے بیٹھے حضور کا انتظار کر رہے ہین آپ کو قدم رنجہ فرمانے مین زیادہ دیر ہوئی تو نرہا گیا مجھے روانہ کیا۔ اب حضور دیر نہ لگائین۔ وہ بڑی بیتابی سے انتظار کر رہے ہین۔

شاہزادہ عزیز نے ورجنا کی گوری پیشانی کا بوسہ لیا اور جلد واپس آنے کا وعدہ کرکے اُٹھ کھڑا ہوا۔ باہر نکل کے فوجی پہرے والون کو حکم دیا کہ خبردار اس خیمہ مین کوئی نجانے پائے۔ شاہزادۂ عزیز یہ حکم دے کے سلطانی خیمہ مین گیا۔ جھک کر باپ سے بغلگیر ہوا اور ادب سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

سلطان:۔ بیٹا تمھاری گرفتاری نے ہم سب لوگون کو تشویش مین ڈالدیا تھا یہ تم کیونکر عیسائیون کے ہاتھ مین پڑ گئے۔"

"عزیز:۔ باجان مین نے شوق عام مین عیسائیون کو پوری زک دی تھی اُن کے سردار کو خود مین نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غلطی یہ ہوئی کہ مسیحیون کے تعاقب مین تنہا دور تک گھاٹیون مین بڑھتا چلا گیا۔ وہان چار عیسائی سوار ملے۔ مین نے دو کو قتل کر ڈالا۔ تیسرے نے میرے گھوڑے کو نیزے سے زخمی کر دیا گھوڑا بھڑکا

مین اُسکی طرف متوجہ تھا کہ عیسائی نے میرے داہنے شانے پر وار کیا۔ گو مین کسیقدر زخمی ہوا تھا مگر مین نے اُس عیسائی کو فوراً قتل کر ڈالا۔ چوتھے کی تلوار میرے اُسی شانے پر کاری پڑی کہ ہاتھ لٹک پڑا اور ہاتھ حملہ کرنے کے قابل نہ رہا اتنے مین دس بارہ عیسائی اور آگئے اور اُنھون نے گرفتار کر کے عکہ مین پہونچا دیا میدان کے سامنے شاہی خیمہ کے برابر میرا خیمہ تھا کل کی اور آجکی دونون لڑائیان مینے اپنے دل پر جبر کر کے اپنی آنکھون سے دیکھین۔ ہر بار جی چاہتا تھا کہ میدان جنگ مین کود پڑون مگر قید نے بیدست و پا کر رکھا تھا"

سلطان "اور وہ عیسائی لڑکی کا کیا ماجرا تھا"

عزیز "(سر جھکا کر) جی ہان اوسکو یہودی قتل کیے ڈالتا تھا۔ مین نے وہان پہونچ کے بچا لیا"

سلطان "وہ لڑکی کون تھی؟ تمھین کچھ اُسکا حال معلوم ہے"

عزیز "ابا جان وہ شاہی خاندان کی لڑکی ہے شاہ رچرڈ کی بھانجی ہی۔ اُسی نے میری جان بچائی۔ وہی مجھے عیسائیون کے ہاتھ سے چھڑا لائی"

سلطان "لائی ہے! کیا وہ تمھارے ساتھ آئی ہے"

عزیز "جی ہان میرے ساتھ اُسنے میدان جنگ مین کود کر حملہ کیا۔ ایک بڑے افسر کو اور بہت سے عیسائیون کو قتل کر کے یہانتک پہونچی ہی۔ آپسے تو چچا جان نے سب حال بیان کیا ہوگا"

سلطان "نہین اسکی مجھے اصلا خبر نہ تھی (خوش ہوکر) تو اُسنے اپنے ہم مذہبون اور ہموطنون کو قتل کر ڈالا"

عزیز "ابا جان ابتو وہ مسلمان ہو گئی ہے اُسنے دین اسلام قبول کیا۔ بلکہ اُسکے ساتھ ایک یہودیہ لونڈی بھی آئی ہے۔ وہ بھی مسلمان ہو گئی"

سلطان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اور جوش مسرت کے لہجہ مین پوچھا۔ "اس لڑکی کا نام کیا ہے"؟

عزیز "ورجنا۔ اور اس لونڈی کا نام آسیہ ہے"

سلطان "مین نے ایکبار اُسے دیکھا ہے۔ جب وہ شوق عام سے یہان آئی تھی۔

مجھے بخوبی اسکی صورت بھی یاد نہین رہی - وہ پاکباز لڑکی کہان ہے؟ مین پھر اُسکی زیارت کرنا چاہتا ہون"

عزیز: "اباجان وہ اسی پاس والے خیمہ مین ہے جب چاہے تشریف لے چلیئے"

سلطان: "تمپر اُسنے بڑا احسان کیا - خاص تم سے اسکو اسقدر محبت کیون ہے"

شاہزادہ عزیز نے شرمندہ ہوکر گردن جھکالی -

سلطان: "اس احسان کے معاوضے مین اگر تم اُسے اپنی پیاری بی بی بنا؟ تو کیسا مجھے تو ایسی بہو پر ناز ہوگا"

عزیز: "یہ آپ کے اختیار اور مرضی پر منحصر ہے"

سلطان: "ضرور ایسا ہونا چاہیئے - تم آج ہی اُس سے نکاح پڑھوا لو"

اتنے مین سلطان کے بھائی نے آکے کہا -

"آج ہمنے عیسائیون کو شکست تو دیدی مگر یہ بُرا ہوا کہ عکہ پر اُنکا قبضہ ہوگیا - عکہ کے مسلمانون پر جو کچھ ظلم ہوا ہوگا وہ کم ہے غضب یہ ہوا کہ عیسائیون نے اپنے جنگی جہازون کے ذریعہ سے ساحل عکہ پر قبضہ کرلیا اُسطرف سے وہ رسد وغیرہ بخوبی لاسکینگے اور مدتون تک اس شہر مین انکا قدم جما رہیگا"

سلطان: "ہان ساحل پر تو وہ آسانی سے قبضہ رکھ سکتے ہین - اُنکے پاس جنگی جہاز بہت ہین"

برادر سلطان: "سُنا گیا ہے اب انکا قصد کسی طرف اور بڑھنے کا ہے - عکہ کی حفاظت کی نسبت اُنھین ایک قسم کا اطمینان ہے"

سلطان: "کوئی تشویش کی بات نہین - خدا ہمارا مددگار ہے - اپنی زندگی مین مین ہرگز اُنھین اُنکے اغراض مین کامیاب نہونے دونگا - (شاہزادہ عزیز کیطرف دیکھ کر) تو نکاح پر راضی ہو نہ"

عزیز: "(گردن نیچی کرکے) یہان لڑائی کے میدان مین تو کوئی ایسی کارروائی نامناسب ہوگی"

سلطان: "تو چند روز کے لیے مصر چلے جاؤ - قید نے تمھین تھکا دیا ہوگا - ذرا طبیعت بحال ہوجائے تو پھر چلے آنا"

عزیز۔ قید نے تو میری ہمت کو کچھ بھی نقصان نہین پہونچایا - ہان آپ کی تعمیل ارشاد کے لیے چلا جاؤنگا"۔

سلطان "مگر جانے سے پہلے مین چاہتا ہون کہ تمھارا عقد یہین ہو جائے"۔

عزیز "جو آپ کی خوشی ہو"۔

یہ جملہ شاہزادہ عزیز نے شرمندگی کے لہجہ مین ادا کیا - سلطان صلاح الدین اپنے بھائی کو ساتھ لیکر اُٹھا اور شاہزادہ عزیز کے اُس خیمہ مین داخل ہوا جسمین حور وش ورجنا بیٹھی شاہزادہ کا انتظار کر رہی تھی۔

سلطان کو آتے دیکھکر شاہزادی ورجنا اور آسیہ دونون ادب سے کھڑی ہوئین سلطان نے ورجنا کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرا اور کہا۔

"مجھے اس بات پر فخر ہوگا اگر تم سی پاکباز اور بہمہ صفت موصوف لڑکی میری بہو ہو تمھین یہ منظور رہے"۔

ورجنا نے نہایت شرم سے گردن جھکالی اور گورے گورے گلابی رخسارون پر پسینہ آگیا شرمندگی کی نہایت نازک آواز مین جواب دیا "مجھے آپ کے حکم سے انحراف نہین ہوسکتا"۔ اُسوقت سلطانی حکم سے علامہ ابو طاہر جو بہ حیثیت ایک مفتی کے عساکر اسلام کے ساتھ تھے بلائے گئے - حور وش ورجنا پہلے آزاد کی گئی کیونکہ اسلامی اصول پر فوجی قیدی جبتک آزاد نہ کیے جائین غلامی کی حیثیت رکھتے ہین - اسکے بعد علامہ ابو طاہر نے نکاح پڑھا اور شاہزادی ورجنا سلطان صلاح الدین کی بہو ہو گئی۔

آٹھوان باب

عاشقون کو ایسی ہی جگہ چاہیے

ورجنا "اے شہزادے مین بہت خوش ہون کہ زمانہ تمھاری خدمت گذاری کے لیے مجھے یورپ سے کھینچ کے یہان لے آیا - مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے"۔

عزیز "یہ ناز تو مجھکو ہونا چاہیے کہ میری پیاری ورجنا کی ایسی پاکدامن و عفت شعار پڑھی لکھی اور بہادر شاہزادی میری معشوقہ ہے اور فقط میری معشوقہ نہین وفادار معشوقہ جسنے میرا دل لیا اور اسکی قدر بھی کرتی ہے"۔

ورجنا:- ہاے یہی تو حسرت ہی کہ افسوس تمھارے دل کی قدر نہین کرسکتی - پیارے قدر کر سکنا کیسا مین اس شریف دل کے قابل ہی نہین جو قسمت کی فیاضی سے میرے ہاتھ لگ گیا ہی - آہ! اپنے آپ کو اسکی قدر کرنیکے قابل نہ پاکر مینے معاوضہ کے طور پر اپنا دل دے دیا - مگر شاہزادے مین دیکھتی ہون وہ دل بھی تمھارے ہدیہ کے قابل نہو گا"

عزیز:- اے میری پیاری دلربا ورجنا - مجھے زیادہ نادم نہ کرو - تمھاری وفاداریان تمھارا جوش محبت روز بروز مجھے شرمندہ کرتا جاتا ہے - اس لیکہ اے ورجنا تمھاری اس سچی اور پاک محبت کے عوض میرے پاس کچھ نہین ہی - (کسیقدر آبدیدہ ہوکر) میری پیاری اب اس ذکر کو جانے دو"

ورجنا:- یہی مین بھی چاہتی ہون - مگر شاہزادے دل سے یہ باتین نہین نکل سکتین - یہ تو عشق کا سبق ہے - عاشقون کو یہ سبق ہر وقت یاد رہتا ہی - مگر تمھارے کہنے سے اب زبان پر نہ لاؤنگی"

عزیز:- آجکل سواحل شام بہت مخدوش ہو رہے ہین عیسائی اکثر جہازون سے اُتر کے قصبون اور گاؤن کو تاخت وتاراج کیا کرتے ہین - ہمارے سوار بہت سے پیچھے رہ گئے ہین - یہان تنہا چلنا مصلحت کے خلاف ہے"

ورجنا:- ہان بیشک خوف کی بات ہے"

عزیز:- نہین مین ڈرتا نہین ہون - مگر پیاری تمھاری مفارقت کا خیال روز بروز میری جرأت مٹاتا جاتا ہے"

ورجنا:- نہین اب ہم دونون جدا نہین ہوسکتے - اے شاہزادے ہمارا تمھارا ساتھ معمولی قسم کا نہین ہے - اگر قید ہونگے تو دونون - آزاد رہین گے تو دونون - زندگی ہی تو دونونکی اور موت آئیگی تو دونون کی"

عزیز:- اور تمھارے اسلام قبول کرنے کی نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ جنت مین بھی ہم دونون ساتھ جائینگے"

یہ دونون گھوڑون پر سوار مغرب کی طرف سمندر کے کنارے باتین کرتے چلے جاتے تھے - اسوقت سمندر نے جنوب و مشرق کی طرف مڑکے انکا رُخ بھی پھیر دیا - یہ مقام نہایت سرسبز و شاداب تھا - وہی جانب بحرۂ روم لہرین لے رہا ہی

بائین طرف سبزی کی ہری چادر اوڑھے پہاڑ دور تک سلسلہ وار چلے گئے تھے یہان کی روئیدگیان بتارہی تھین کہ یہ تختہ باعتبار خوبی کے تمام سرزمین شام مین منتخب ہے پہاڑون کے دامنون مین کھجورون کے جھنڈ اور چارون طرف پھولدار درختو نکی تروتازگی ساری کلفت سفر دور کیے دیتی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سمندر سے پہاڑونکی طرف جاتے تھے اور رہ نوردون کو اپنے تھپیڑون سے ہوشیار کر کے شگفتہ اور رنگ رنگ کے پھولون کو ایک نازک اور لطیف حرکت دیتے تھے۔ آدمیون سے یہ دلفریب صحرا بالکل خالی تھا۔ اور سوائے خدا کی آزاد مخلوق چرند پرند کے کسی طرف سے انسان کی بو بھی نہین آتی۔ پیاری ملائک فریب ورجنا کے چاند کے ایسے چہرے پر ایک ریشمی نقاب پڑی تھی۔ یہ دونون صاف دل عاشق و معشوق سلطان صلاح الدین سے رخصت ہو کر مصر کے ارادہ سے چلے تھے اور مسافت طے کر رہے تھے۔ سو سوارونکا گروہ ہمراہ تھا۔ مگر دونون اپنے جوش کے جنون انگیز ولولون مین سوارون سے بہت دور نکل آئے تھے۔ اس صحرا کے دلفریب سبزے نے دونون محبت بھرے دلون کو اپنی دلبستگیون کی طرف متوجہ کر لیا۔ اور اپنے عاشقانہ ولولون کو بھول کر دونون قدرت کی بہار دیکھنے لگے۔ اسوقت تقریبًا آٹھ بجے ہونگے۔ آفتاب ہری ہری پہاڑیون کی چوٹیون سے دو چار گز اونچا ہو گیا ہے۔ اور زمردگون دامن صحرا پر میناکاری کر رہا ہے۔

آسمان پر سفید ابر کے پھٹے پھٹے ٹکڑون کا جال چارون طرف پھیلا ہوا ہے۔ اور جا بجا سیاہ ابر غلیظ کے ٹکڑے بھی ہین جو فراٹے بھرتے ہوئے ایک ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف اوڑتے چلے جاتے ہین۔

داہنی طرف اس منقش آسمان کا عکس بحیرۂ روم کے متلاطم پانی پر پڑ رہا ہے اور چلبلی لہرین اوسے چھیڑ چھیڑ کے گویا نامراد عاشقونکا بدلہ پیر فلک سے لے رہی ہین۔

یکایک ہوا ابر غلیظ کے ٹکڑونکو مشرق کی طرف سمیٹ لے گئی اور آفتاب کی تیز نظرون پر جنکی شعاعین گھور گھور کے پیاری ورجنا کے چہرے کو پریشان کیے دیتی تھین اندھیری ڈالدی۔ دھوپ غائب ہو گئی چھوٹے چھوٹے پودون اور پھولون نے اپنا بر تکلف جھلکتا ہوا زیور اوتار کے پھینکدیا۔ اور ایک دلربا بے تکلف وضع اور

سادے حسن سے ہمارے عاشق تن مسافرون کی دلفریبی کرنے لگے۔
ورجنا "کیا بہار کی جگہ ہے۔ اسوقت اس مقام کی مجموعی حالت بے اختیار کیے دیتی ہے"
عزیز "خدانے یہ سب لطف کی چیزین اور یہ دلفریب سین گویا صرف عشاق کے لیے پیدا کیے ہین۔ بس وہی انکے قدردان ہین (ٹھنڈی ہوا کے ایک تیز جھونکے کا لطف اُٹھاکر) اہا ہا! ہوا کی لطافت اور یہ آزادی دیکھ کے توجی چاہتا ہے کہ یہین کھڑے رہیے"
ورجنا "اے پیارے شاہزادے یہان توکوئی غیر نہین ہے۔ اگراسلام اجازت دیتا ہو تو نقاب اُلٹ دون۔ یہ ہوا عاشقون کے چہرے کو روشن کردیتی ہے"
نازنین اور پری چہرہ ورجنا نے نقاب اُلٹ کے ساحل شام کے اس صحرائی سین کو دیکھنا شروع کیا یک بیک بے تکلف حسن قدرت کو اور ترقی ہوگئی۔ اس سبزہ زار اس میدان کوہ۔ اس ساحل بحر۔ ان اُڑتی ہوئی آزاد چڑیون مین بھی وہی جذبات پیدا ہوگئے جو پیاری ورجنا کی ہر ادامین تھے۔ ہمارے دلدادہ شاہزادہ عزیز کو یہ سین اور اُسکی ہر چیز مین ایک معشوقیت اور دلکشی کا جلوہ نظر آنے لگا۔ کیونکہ یہ سب چیزین اسکی دلربا ورجنا کا دل بہلارہی تھین۔
اسلام اور اسلام کے دینی احکام نے اب ورجنا کی دلکش ادا ؤن مین ایک تغیر پیدا کردیا تھا اسکی نظر جو بچپن سے بہ آزادی سیر کرنے کی عادی ہورہی تھی۔ اب ان تمام چیزون کو ایک غیر مانوسی کی وضع سے دیکھ رہی تھی۔ اور گویا وہ بھی ایک وحشی ہرن تھی کہ محتسب اسلام کے شکاری کے خوف سے کسی جگہ قرار نہ پکڑتی تھی بلکہ ہر طرف دوڑی دوڑی پھرتی تھی۔
دونون عاشق مزاج یونہی ہوا کے جھونکو اور سبزہ زارونکا لطف اُٹھاتے چلے جاتے تھے۔ ورجنا کو اس جوش مسرت مین تروتازہ اور صاف ہوا کے تھپیڑے بہت بھلے معلوم ہوتے تھے اور سمندر کی طرف پھر پھر کے ان تھپیڑون کو اپنے نازک رخسارون پر روکتی تھی۔ شاہزادہ عزیز سے صبر نہوسکا اور شوق کے لہجے مین کہنے لگا۔
"اے میری پیاری نازنین ہوا تمھارے ساتھ شوخیان کرتی ہے یہ گستاخی مجھسے نہ دیکھی جائے گی۔ تم ادھر دیکھو"

ورجنا "یہ عشق کے تھپیڑے ہین - مجھے انمین بہت مزہ آتا ہے - مگر شاہزادے تمھارے حکم کی مین مخالفت نہین کر سکتی (شاہزادہ عزیز کی طرف منھ کرکے) لو مین اسی طرف دیکھتی ہون - اب اُدھر نہ دیکھونگی"

اب پہاڑی کا سلسلہ تمام ہو گیا تھا - ایک چھوٹا سا گانون بائین ہاتھ کی طرف نظر آیا یہ گانون دامن کوہ سے ذرا علیحدہ ہٹ کے واقع ہوا تھا - پُرانے سنگین مکانونکی میلی میلی دیوارین دھوئین مین دھندلی نظر آتی تھین - کچھ لوگ گانون کی طرف سڑک سے قریب ہی نظر آئے انکو دیکھتے ہی پیاری ورجنا نے ایک پھرتی کی دلربا ادا سے نقاب مُنھ پر ڈال لی اور پوچھنے لگی "یہ کیا یہ کوئی گانون ہے"

عزیز "ہان یہ بہت پُرانا گانون ہے - اسے اطلیری کہتے ہین اور اُسکے گرد و نواح کی زمین تر و تازگی اور سرسبزی کے لحاظ سے ملک شام بھر مین مشہور ہے"

تھوڑی دیر تک پیاری ورجنا اطلیری کی وضع اور آبادی کو غور سے دیکھتی رہی پھر سامنے جنوب کی طرف دیکھا تو دور پر کچھ گنبد اور مینار نظر آئے - وحشت نے اسکے زبان سے پھر وہی سوال کرا دیا جو اطلیری کی نسبت کیا گیا تھا "پوچھا" اور یہ کون مقام ہے"

عزیز "یہ شہر اثلیط کی عمارتین - اثلیط شام کا قدیم شہر ہے اور اسکی شکستہ عمارتین ذرا امت کو بہت کچھ یاد دلاتی ہین - تم چلکے دیکھ ہی لوگی"

دونون یونہین برابر جنوب کی طرف بڑھتے چلے گئے - ورجنا سرزمین شام کی عمارت وضع - چال - ڈھال - اور آبادی کو حیرت کی نظر سے دیکھتی اور اپنے عاشق شاہزادہ عزیز کی باتون سے دل بہلاتی چلی جاتی تھی - کہ پھر کوہستانی سلسلہ شروع ہوا یہ پہاڑ زیادہ اونچے نہ تھے - صرف چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے ابتدا ًیہ پہاڑ دور دور نظر آئے - مگر تدریجًا اسکے راستے سے قریب ہوتے گئے - آخر راستہ بالکل تنگ ہو گیا اور ہر طرف سے سنگستانی ٹیلون نے گھیر لیا -

سمندر بھی داہنی طرف ذرا فاصلہ پر ہو گیا - اس طرف بھی اونچے اونچے ٹیلے حائل ہو گئے - اور راستہ بالکل اس قسم کا رہ گیا کہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ کو کاٹ کے سڑک نکالی گئی ہے -

دونون طرف پتھر کی چٹانین جھک آئی تھین جنکی ٹکر کے خوف سے بچ بچ کے چلنا پڑتا تھا مقام اپنی وضع سے اور نیز چارون طرف کی پہاڑیون کی وجہ سے نہایت وحشتناک اور خوفناک معلوم ہوتا تھا۔

ورجنا "یہ مقام تو نہایت خوف کی جگہ ہے۔ کالے کالے پہاڑ نہایت بھیانک معلوم ہوتے ہین ۔ یہان تو شاید ڈاکو اور قزاق انسان کو لوٹ بھی لیا کرتے ہون"

عزیز "نہین پیاری ورجنا! یہ کوئی خوف کی جگہ نہین ہے۔ ہان ذرا راستہ خراب ہے"

ورجنا "ذرا خراب ہے! اور زیادہ خراب ہوتا تو خدا جانے کیسا ہوتا"

عزیز "میرا مطلب یہ تھا کہ یہان کھٹکا تو کسی بات کا نہین۔ ہان راستہ البتہ دشوار گذار ہے۔ اور یہ مقام تو مشہور ہے۔ تم نے اس جگہ کا نام نہین سُنا؟۔ اسے وادی الاجل کہتے ہین۔ یعنے موت کا میدان۔ نام ہی سے سمجھ جاؤ کہ کسقدر خراب اور مصیبتناک جگہ ہے"

ورجنا۔ (ہنسکر) نام رکھنے والا حقیقت مین شوخ طبع شخص تھا۔ خوب نام رکھا"

دیر کے بعد یہ دونون وادی الاجل کی تنگ اور دشوار گذار راہ سے نکلے اور تقریبًا گھنٹہ بھر مین شہر اُثلیط مین پہونچ گئے۔ قریب سے اُثلیط کے دروازے اور محرابین نہایت خوشنما اور بھلی معلوم ہوتی تھین۔ پہاڑیون اور گھاٹیون سے نکلکر یہ آباد شہر نہایت غنیمت معلوم ہوا۔ شہر اُثلیط بالکل ساحل پر آباد تھا۔ اور جس راستہ سے یہ لوگ گذرے وہ ساحل سے تین میل اور شہر سے دو میل مشرق کی طرف ہٹ کے گذرا تھا۔ ورجنا اور شاہزادہ عزیز نے گھڑی بھر سستانے کی غرض سے داہنی طرف باگ موڑی اور شہر اُثلیط مین داخل ہونیکا ارادہ کیا۔ شہر اُثلیط بالکل منہدم آثار سے مملو ہی اسکی حالت دیکھ کر نازک مزاج ورجنا پر بڑی حسرت طاری ہوگئی۔ اُسکا دل بھر آیا اور غم واندوہ کے لہجے مین کہنے لگی۔ "ہائے یہ مکانات کن ارمانون سے بنائے گئے ہونگے۔ مگر افسوس اب حسرت کے سوا کوئی اُنکا پوچھنے والا نہین"

عزیز "دنیا بھر مین ہر جگہ یہی حالت نظر آتی ہے۔ کوئی کسے کسے روئے"

شاہزادہ عزیز نے شہر اثلیط مین اپنے تئین بالکل پوشیدہ رکھا - وہانکی "خان" یعنے سرامین تقریباً نصف گھنٹہ توقف کرکے روانہ ہوا - تھوڑی دیر مین دونون بیرطرقون مین پہونچے یہ ایک مشہور کنواں ہے اور آبادی بھی اسی کنوین کیطرف منسوب ہے شاہزادے اور شاہزادی ورجنا نے طرقون کے کنوین پر اپنے گھوڑون کو پانی پلایا اور آگے روانہ ہوے -

اب دن آخر ہونے کے قریب پہونچ گیا - دھوپ زردی مارنے لگی تھی - آفتاب کا داہنی طرف سمندر کی موجون مین ڈوبنا کچھ ایسا بھلا معلوم ہوا کہ دونون عاشق مزاج مسافر مغرب کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوگئے -

آخر روز کی ہوا پیاری ورجنا کے نازک رخسارون کی طرف بوسے لینے کے لیے بڑھنے لگی آفتاب کا زرد رو چہرہ متلاطم موجون مین ڈوبنے کے خوف سے زیادہ زرد پڑتا جاتا تھا آسمان کا وہ کنارہ جسے بحر روم کی لہرین تھپیڑے دے رہی تھین سورج اُسکے قریب پہونچ چکا تھا - اور گویا چاہتا تھا کہ جھک کے آسمان کو موجون کی دست درازی سے بچائے -

اُسکی مچلتی ہوئی کرنین لہرونکو جوش دیتی اور مہ جبین نازک بدنون کی طرح سونیکا زیور پہناتی ہوئی آتی تھین - اور ملائک فریب ورجنا کی سنہری زلفون کے ساتھ شوخیان کرنے لگتی تھین - ورجنا کو یہ سین بہت خوشگوار معلوم ہوا بے اختیاری کے لہجے مین کہنے لگی -

"ہاے کیا فضا کا مقام ہے! عاشقون کی زندگی ایسی ہی جگہ گذرتی تو کیا اچھا ہوتا"

عزیز "عاشقون کے لیے تو یہ مقام مناسب ہے - مگر معشوقون کو ہرگز ایسی جگہ نہونا چاہیے"

ورجنا "(حیرت سے) کیون"

عزیز "کیا تمھین نہین معلوم ہوتا کہ یہان ہر طرف میرے رقیب موجود ہین؟ نہین پیاری ورجنا یہان نہ ٹھہرو تم میری معشوقہ ہو - چلو آگے چلین"

ورجنا "آخر یہان تمھین کون رقیب نظر آتا ہے"

عزیز "ہوا تمھارے رخسارون کے بوسے لے رہی ہے آفتاب کی کرنین تمھاری زلفون کو چھیڑ رہی ہین"

ورجنا "حقیقت مین تم بڑے بدگمان ہو"

عزیز "اسی سے کہتا ہون کہ تم معشوق ہو۔ہاے۔عشق ست و ہزار بدگمانی۔تم حال کیا جانو"

بہت سے گھوڑون کے دوڑنے کی آواز کان مین آئی اور دونون پلٹ کے شمال کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ مصری سوار جو شاہزادہ عزیز کے ہمراہ روانہ ہوے تھے سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلے آتے تھے۔گرد سمون سے اُڑتی تھی اور جب گھوڑے آگے نکل آتے تھے تب ہوا بلند ہوتی تھی۔نیزے جنبش کر رہے تھے اور آفتاب کے جانب والے پہلو پر چمکتے جاتے تھے یہ سوار قریب آئے اور فوجی ادب سے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔افسر آگے بڑھ کے آیا اور ہاتھ جوڑ کے عرض کرنے لگا۔حضور ہم کو ابھی ایک سرکاری سوار کی زبانی معلوم ہوا جسے خود سلطان نے اطلاع دہی کی غرض سے روانہ کیا ہو کہ افرنجیون نے عکہ پر قبضہ کر لینے کے بعد ارادہ کیا ہو کہ عسقلان کی طرف بڑھین اور راستے مین سواحل پر جو شہر پڑین اُن پر قبضہ کرتے جائین۔یہ بھی معلوم ہوا کہ عکہ کے مسلمانون پر ظالم افرنجیون نے بڑا ظلم کیا سلطان اس خبر کو سنکر بہت برہم ہوے اور قسم کھالی ہو کہ جہانتک ممکن ہوگا مسلمانان عکہ کے خون کا بدلہ ضرور لین گے[ع]۔ہمارے شاہزادے کو اب ان سواحل پر احتیاط اور ہوشیاری سے گذرنا چاہیے۔ہم لوگ دیر سے حضور کی تلاش کر رہے ہین شہر انطیط اور راستے مین جو گانون پڑا اُسمین ہمنے حضور کو بہت ڈھونڈھا۔بہت عرصے کے بعد اب یہان ہمین یہ امر عرض کرنے عزت حاصل ہوئی"

شاہزادہ عزیز "اوہ! وہ لوگ کیا کر لین گے۔مجھے کچھ پروا نہین مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ کسی مقام پر مین ہون اور افرنجی وہان آجائین"

افسر "حضور اُنھون نے کیفہ پر بھی قبضہ کر لیا"

عزیز "کیفہ پر وہان تو مسلمانون کا کیمپ تھا"

ع سلطان صلاح الدین نے قسم کھائی تھی کہ اب جو عیسائی بچہ جوان یا بوڑھا ملے گا اُسے قتل کر ڈالونگا سلطان کی اسی قسم نے آگ لگادی اور ہزارہا افرنجی قتل کر ڈالے گئے۔اسکے بعد ہر شہر اور ہر گانون مین سلطان صلاح الدین اور اُسکے ساتھیون نے عیسائیون کو بے پرسشش تہ تیغ کیا۔دیکھو ابن اثیر وغیرہ ۱۲

افسر:۔ سلطان اپنا کیمپ وہان سے ہٹاکر شوف عامر مین لے گئے تھے۔ کیونکہ خیال تھا نصاریٰ ناصرہ کی طرف بڑھین۔ مگر ناصرہ کا اُنھون نے رخ بھی نہ کیا بلکہ جنوب کی طرف بڑھے کیفہ پر قبضہ کرلیا۔ اور چاہتے ہین کہ عسقلان کو بھی مسلمانون سے چھین لین "

عزیز:۔ یہ ہوچکا اُنکے روکنے کا کچھ بندوبست بھی کیا گیا"

افسر:۔ خود سلطان اس طرف آتے ہین۔ میری راے مین حضور کو یہ راستہ چھوڑ دینا چاہیے"

عزیز:۔ نہین مجھے اس راستہ کے چھوڑدینے کی کچھ ضرورت نہین۔ مین بھی اپنے والد ماجد کی قسم پوری کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور وہ کوشش اسی راستہ مین ہوسکتی ہی اچھا تم لوگ ہمارے ساتھ رہو۔ مین جو کہون اس کی تعمیل کرو افرنجیون کا کچھ خوف نہین خدا ہمارا مددگار رہے"

ورجنا:۔ (جو نقاب مین اپنا نازک چہرہ چھپا چکی تھی بات کاٹ کر کہنے لگی) اور یہ سامنے کیسی آبادی نظر آتی ہے۔ کوئی آباد مقام معلوم ہوتا ہے۔ عمارتون کی وضع ہی کہے دیتی ہے کہ یہ شہر نہایت آباد ہے"

عزیز:۔ (سامنے دیکھکر) پیاری۔ یہ شہر طورہ ہو۔ کسی زمانہ مین شہر تھا اب شہر تو کیا گانون ہے جسمین ایک مسجد تک نہین"

ورجنا:۔ کچھ اسی شہر پر منحصر نہین۔ مین تو یہی جانتی ہون کسی زمانہ مین اس گرد و نواح کے تمام مقامات نہایت آباد تھے۔ یہ ٹوٹی پھوٹی عمارتین بہت کچھ بتاتی ہین"

عزیز:۔ اے میری دلربا۔ یہ عمارتین نہین۔ تاریخ کے ورق ہین۔ کسی ملک کی اگلی تاریخ کا اسقدر حال نہ کھلتا ہوگا۔ جس قدر ملک شام کے حالات معلوم ہوتے ہین بنی اسرائیل پر خدا کی رحمت تھی۔ اُن کے زمانے مین اللہ نے سب قومون پر فضیلت دی تھی۔ دینی و دنیاوی دونون ترقیون مین اُن سے بڑھکر کوئی نہ تھا۔ مگر اُن کی نافرمانیان خدا کو بُری معلوم ہوئین۔ اُن کی ترقی کا ورق یک بیک اُلٹ گیا۔ یہ سب عمارتین خدا کے غضب کی مار کھائے ہوئے ہین سلو اب ہم طورہ مین پہونچ گئے۔

آج رات یہین بسر کرین گے"

ورجنا "مگر جبتک شام ہو یہین باہر ٹھہرو آفتاب ڈوب لے تو اندر کا قصد کرنا یہ بہار اور یہ لطف شہر کے اندر نہ نصیب ہوگا - دیکھو سمندر کے کنارے آفتاب غروب ہو رہا ہے سنہری کرنین لہراتے ہوے پانی پر مچل رہی ہین - چڑیان بسیرا ڈھونڈھتی پھرتی ہین اور آسمان شفق گون ہو رہا ہے - ہوا مین خنکی زیادہ پیدا ہوتی جاتی ہو انگلستان مین ٹھنڈی ہوا سے ہم ڈرتے تھے اور یہان کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے"

عزیز "پیاری ورجنا - اگرچہ تمھاری شیرین آواز تمھاری دلربا ادائین - اور سب سے زیادہ یہ کہ تمھارا اشوق یہان ٹھہرنے کا آرزومند ہے - مگر افسوس اسوقت مین تمھارے حکم کو نہین مان سکتا - ہمین اپنے لیے کچھ بندوبست کرنا ہے - یہ مقام ساحل پر واقع ہے تم کیا جانو کہ سواحل شام آج کل کسقدر مخدوش ہو رہے ہین - دشمن ہمارے پیچھے ہین اور اس طرف کا قصد کر چکے ہین - آج ہی رات کو طرطوره پر آپڑین تو کوئی تعجب نہین"

یہ سنتے ہی ورجنا کی آواز مین ایک اداسی پیدا ہو گئی - خوف سے کانپنے لگی اور تھرتھراتی ہوئی شیرین آواز سے بولی -

"تو کیا آج رات کو ہمین جدا ہونا پڑے گا"

عزیز "پیاری ورجنا کوئی ڈرنے کی بات نہین - خدا نے ہمین ملایا تو اب کون جدا کر سکتا ہے - نہین مین ہر حال مین اپنی معشوقہ ورجنا کے ساتھ رہونگا"

ورجنا "تو یہان سے کسی اور طرف ہٹ چلو - نہین ابھی چلو - یہ سمندر کا کنارہ - یہ لہراتا ہوا پانی - یہ ڈوبتا ہوا آفتاب - یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اگرچہ نہایت خوشگوار ہین مگر اپنی جان سے زیادہ پیارے شاہزادہ عزیز کے لیے مین سب کو چھوڑ دون گی"

عزیز "تم خوف نہ کرو - اور یقین رکھو کہ مسلمان افرنجیون پر ہمیشہ غالب رہین گے وہ ہرگز مغلوب نہون گے - چاہے سب کے سب مر جائین - مگر اپنی زندگی مین کافرون کو غالب ہونیکا موقع نہ دین گے"

ورجنا "تو کیا رات ہم کو یہین بسر کرنا ہوگی"

عزیز:۔ (ایک شکستہ عمارت کی طرف اشارہ کرکے) یہ سامنے جو قلعۃ العتیق خالی پڑا ہے کس لیے؟ ہم آج رات اسی قلعہ مین رہین گے"۔

ورجنا:۔ (قلعہ کو غور سے دیکھ کر) جگہ تو اچھی تھی کاش اطمینان سے رہنا نصیب ہوتا اچھا چلو شام کا سمان وہان کچھ اس جگہ سے بھی زیادہ دلفریب ہوگا"۔

عزیز:۔ مگر وہان جانے سے پہلے مجھے شہر طرطورہ مین جاکے لوگونکو ہوشیار کردینا ہے کہ افرنجی لوگ آج ہی رات کو آپڑین تو کچھ عجب نہین اگر وہ لوگ غافل رہین گے تو بہت مسلمانونکی جانین مفت جائینگی۔ اے پیاری ورجنا یہ جانین اللہ کو بہت پیاری ہین اُس سے زیادہ جتنی تجھے پیاری معلوم ہوتی ہو"۔

ورجنا:۔ یہان نہ تو کچھ فوج ہے نہ ایسی کوئی حفاظت کی جگہ ہے۔ آخر تم کیا تدبیر کروگے اور یہ لوگ کیونکر اپنی جانین بچاسکین گے"۔

عزیز:۔ کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور ہوگی۔ کچھ بن نہ پڑیگا تو شہر خالی کرکے اسیوقت نکل جائین گے اور مین تو کسی اور فکر مین ہون۔ انشاء اللہ دیکھا جائیگا افرنجی بھی یاد کرینگے کہ کسی سے پالا پڑا تھا"۔

یہ کہہ کے شاہزادہ عزیز تن تنہا شہر طرطورہ مین گیا۔ ورجنا اپنی ہموطن خادمہ آسیہ کے ساتھ دریا کے کنارے ٹھہری۔ اور ترکی سوار ادب سے حلقہ باندھے فاصلہ پر کھڑے رہے۔

اندازاً آدھ گھنٹہ کے بعد شاہزادہ عزیز واپس آیا اور اپنی دلربا معشوق ورجنا کو لے کے قلعۃ العتیق کے شکستہ پھاٹک کیطرف روانہ ہوا ترکی سوار بھی شاہزادہ کے ہمراہ ہوے اور چند منٹ مین یہ گروہ اس سین مین غائب ہوگیا۔ آفتاب گویا پیاری ورجنا ہی کی صورت دیکھنے کے شوق مین ٹھہرا ہوا تھا۔ ادھر ورجنا اپنے دلدادہ شاہزادہ عزیز کے ساتھ اس منظر سے

ع۵ شہر طرطورہ کے شمالی جانب زمین کا ایک مسطح تختہ سمندر کے اندر نکلگیا ہے اس تختہ زمین کی وضع بالکل جزیرہ نما کی ایسی ہے۔ اسی تختہ پر ایک پرانا عظیم الشان قلعہ واقع ہے۔ نہ یہ معلوم کہ قلعہ کب بنا تھا اور نہ یہ خبر ہو کہ کس نے بنایا تھا۔ اب قلعۃ العتیق کے نام سے یہ قلعہ ملک شام مین مشہور ہے اور غیر آباد پڑا ہے۔ غالباً بنی اسرائیل ہی اس قلعہ کے بانی تھے۔ گو اس کے آثار منہدم ہین مگر نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے شمال وجنوب اور مغرب کی جانب سمندر کی موجین اسکی پشتون سے ٹکراتی رہتی ہین۔ اور مشرق کی جانب نہایت عمدہ سبزہ زار ہے ۱۲

زرد اور حسرت نصیب چہرہ لیے ہوے سمندر کی متلاطم موجون مین روپوش ہوا

نوان باب

ارے! یہ کدھر سے نکل پڑے

رات کا وقت ہے اور دو بجا چاہتے ہین۔ قمری مہینے کی پہلی تاریخ ہونیسے آسمان پر چاند کا کسی طرف پتا نہین۔ تارے خوب کھلے ہوے ہین۔ نسر طائر افق جنوبی کے قریب پہونچ چکا ہے شام کے نکلے ہوے تارے چپکے ہی چپکے آسمان کا بہت زیادہ دور سطے کر گئے ہین۔ ہر طرف سناٹا ہے اور اندھیرا کسی کی زلفون کی طرح عالم عناصر کو ڈھانکے ہوے ہے دنیا والے خواب غفلت مین ہین۔ وقت کی دلچسپیون نے چڑیون تک پر قیامت کی خموشی طاری کر دی ہے۔

ہوا تیزی کیساتھ چل رہی ہے اور بحیرۂ روم کا پانی زور زور سے موجین لے رہا ہے سناٹے کے عالم مین موجون کے تلاطم کی آواز اندھیرے کے دامن مین چھپی چھپی دور دور تک چلی جاتی ہے اور جہان سننے والا ملجاتا ہے اسپر ایک خوفناک اثر ڈالدیتی ہے۔ خصوصاً جس مقام کا حال ہم بیان کر رہے ہین تلاطم زیادہ اور لہرون کی آواز معمول سے زیادہ کرخت اور مہیب سنی جاتی ہے۔

جو کوئی اسکی وجہ دریافت کرنے کیلئے اُس مقام پر کھڑا تاریکی مین ڈرتی ہوئی نظر کو چارون طرف دوڑاتا ہے اسے تارون کی کم کم روشنی مین کوئی بلند اور سیاہ عمارت نظر پڑتی ہے اس عمارت کی سیاہی رات کی تیرگی مین ملکر اور زیادہ مہیب سین پیدا کر دیتی ہے۔ سمندر کی سطح آبسے بہت زیادہ بلندی پر آسمان سے سر گڑے ہوئے یہ سیاہ عمارت ایک قوی ہیکل دیو کی طرح کھڑی ہے بلندی پر آسمان سے ملے ہوے بے ترتیب کنگرے نظر آتے ہین بے ترتیبی کی بیوجہ کہ بہت سے گر پڑے ہین اور انکی جگہ پر حسرت یاد دلانے والے رخنے پڑ گئے ہین جنکی راہ سے آسمان کی تھوڑی سی سیاہی رہنوالی سطح اور دو ایک جھلملاتے ہوے تارے دکھلائی دیتے ہین۔

متلاطم پانی پر چھوٹے بڑے تارون کا عکس بہار دکھا رہا ہے مگر وحشی مزاج موجین ان موہوم تارون کو جھٹکے دے دے کے اپنی گود سے پھینکتی ہین۔ اور کمبخت ہمدردان قوم اسلام کی طرح عمارت کے پشتون سے جا بجا اپنا سر

ٹکرانے لگتی ہین۔ عمارت کے تینون طرف کے پشتے بڑے تحمل کے ساتھ جسطرح آجکل کے مسلمان جور زمانہ سہتے ہین سمندر کی بیباک لہرون کی مار کھا رہے ہین سوا اسطرف خوف دلانیوالی آواز کے جو سمندر سے آرہی ہے۔ اور کسی طرف سے کوئی آواز نہین آتی۔ ہر جگہ بالکل خاموشی ہے اور گویا سکوت نے پوری سطح زمین پر قبضہ کر لیا ہو۔ اسی عالم مین یکایک سمندر مین گویا قریب ہی چند چراغ روشن ہوگئے۔ یہ چراغ یا تو عالم خیالات کی بنا پر کسی مچھلی کی آنکھین تھین یا کسی نے قریب آکر روشن کر دیے تھے۔ کیونکہ یک بیک پیدا ہو گئے۔ چند منٹ مین چراغ قریب پہنچے اور معلوم ہوا کہ پندرہ بیس جہاز ہین جنپر کسی مصلحت سے ابھی ابھی روشنی کی گئی ہو ان جہازون نے آتے ہی اس قدیم اور شکستہ عمارت کے جنوبی جانب ساحل شام پر لنگر ڈالا چھوٹی چھوٹی کشتیان فوراً جہاز کے اوپر سے اُتاری گئین اور فوجی سپاہی اُن کشتیون کی مدد سے جہاز سے اُتر اُتر کے خشکی پر آنے لگے۔

کنارے پر لنگر ڈالنے کے بعد پھر ان جہازون کے چراغ گل کر دیے گئے اور رات کی تاریکی مین یہ فوج خشکی مین اُترکر فوجی اصول سے مرتب ہو گئی۔ مرتب ہو چکنے کے بعد ایک شخص نے دوسرے سے کہا۔

مسیح نے ہماری مدد کی اور گویا کامیاب کر دیا کہ ہم بخیر و خوبی خشکی پر پہنچ گئے اب طرطورہ ہمارا ہی ہے صلاح الدین اگر ہمارے مقابلہ کو روانہ ہوا ہو تو کیا کر سکتا ہو اب صبح کو آفتاب قلعۃ العقیق کو ہمارے قبضہ مین دیکھے گا۔ اور اسکے چارون طرف ہماری مورچہ بندی ہو گی"۔

"دوسرا بیشک ہمنے طرطورہ پر قبضہ کرنیکا بہت اچھا موقعہ پایا۔ ہمارے نشان اب بلند کیے جائین اور ہمارا مذہبی معرکہ صلیب ہمارے سر و نپر ہو"۔

یہ شخص اس فوج کا افسر تھا جو قلعۃ العقیق کے جنوبی پہلو پر تاریکی مین اُتر آئی تھی۔

فوراً فرنگی نشان جنکی بلندی پر صلیبین لگی ہوئی تھین آگے کیے گئے۔ اور افسر نے آگے بڑھ کے کہا "ہمارے ساتھ پندرہ ہزار فوج ہو دس ہزار طرطورہ پر قبضہ کرے اور پانچہزار قلعۃ العقیق مین جاکے ٹھہرے مجھے معلوم ہو کہ قلعہ خالی پڑا ہو۔ لہذا بشرط ضرورت اس فوج کو بھی تھوڑی دیر کے بعد اپنے ان بھائیون کی مدد کو جانا چاہیے جو طرطورہ پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھتے ہین۔

یہ حکم سنتے ہی فوج کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ طرطورہ کی طرف بڑھا اور دوسرے نے قلعۃ العتیق کا رُخ کیا۔

مسیحی بہادر بڑے زور شور سے یورش کر کے طرطورہ مین داخل ہوئے مگر وہان کوئی انسان نظر نہ آیا۔ تمام مکانات خالی پڑے تھے۔ سڑکون پر آدمیونکا نام کہین نہ تھا اور بازارون مین ہر طرف سناٹا تھا۔ عورت و مرد۔ بوڑھا و رنبچے سب شہر خالی کر کے خدا جانے کہان چلے گئے تھے۔ یورپین سپاہی بڑی حیرت کے ساتھ طرطورہ کی گلی کوچون مین پھرے۔ اور جب کسی طرف انسان کا پتہ نہ لگا تو جو کچھ مال اسباب نظر آیا اسکو اپنے قبضہ مین کر کے شہر سے باہر نکلے اور سبھون نے قلعۃ العتیق کا ارادہ کیا۔

قلعۃ العتیق مین یورپین خیمے نصب ہو چکے تھے اور سپاہیون کے ٹھہرنیکا پورا سامان کر لیا گیا تھا۔ چونکہ رات تھوڑی باقی رہ گئی تھی اور صبح تک سلطان صلاح الدین کے پہنچ جانیکا یقینی خوف تھا اسلیے کل سپاہی قلعہ بندی اور مورچہ بندی مین مشغول ہو گئے بعجلت تمام قلعہ کا پھاٹک درست کیا گیا اور تمام برجون پر یورپین تیر انداز خوب احتیاط سے چھپ چھپ کے بیٹھ گئے افرنجی نشان بلندی پر نصب کیا گیا اور تمام برجون پہ صلیبین لگا دی گئین ہر طرف روشنی کی گئی۔ اور عیسائی لوگون نے اپنی حفاظت اور قلعہ کی مضبوطی کی نسبت پورا سامان کر لیا۔

مسیحی ہنوز قلعہ بندی ہی مین مشغول تھے کہ تارے جھلملانے لگے۔ آسمان پر رات کی جو سیاہ چادر پڑی تھی وہ کسی کی چولی کیطرح مسک گئی۔ اور کسی کے کندنی رنگ کیطرح آفتاب کی اُجلی روشنی سفیدۂ صبح کی درزون سے جھلک دکھانے لگی۔ سناٹے اور سکوت کا دامن قدرت کی نقیب چڑیون نے اپنی نازک منقارون سے چاک کر دیا۔ سیاہ پردہ جو رات بھر عالم کے اسٹیج کو چھپائے رہا مشرق کیجانب سے ہٹنا شروع ہوا۔ اور کارخانہ قدرت کی سینری اور بزم فطرت کے ایکٹر اپنا پارٹ دکھاتے ہوے نظر آنے لگے صبح کے وہ تمام آثار جنسے اسوقت کا سمان مؤثر ہو جایا کرتا ہے موجود ہین۔

تارے جھلملا رہے ہے۔ چراغون پر زردی چھا گئی۔ شبنم ہری ہری پتیون پر تارونکی چھان مین جھلک رہی ہے۔ باد سحر کے جھونکے آہستہ آہستہ چل رہے ہین۔ صرف کمی ہے تو اس بات کی کہ اذان کی آواز کسی طرف سے نہین آتی۔

یہ کہی یون پوری ہوئی کہ ناگہان شمال کیطرف سے زور سے تکبیر کی آواز آئی اور وادی ایمن کی پہاڑیان اس دل ہلا دینیوالی آواز سے گونج اُٹھین ادھر پہاڑیان گونجین اُدھر مسیحیون کے دل ہلگئے ۔ یہ معلوم تھا کہ سلمان شمال کیطرف سے آئینگے اور یورپین احتیاطاً قلعۃ العتیق کے برجون پر بیٹھے نظر دوڑا رہے تھے کہ کوئی مسلمان نظر آئے اور لڑنے پر طیار ہو جائین ۔ مگر مسلمان لوگ پہاڑیونکی گھاٹیون مین اسطرح چھپے ہوے آئے کہ عیسائیون کو خبر بھی نہوئی اور وہ قلعۃ العتیق کی دیوارون کے نیچے پہونچ گئے ۔

یہ خود سلطان صلاح الدین تھا ۔ سلطان نے بلا تامل حملہ کر دیا ۔ اور بخصوص جب قلعۃ العتیق پر افرنجی پھریرا اور صلیبین نظر پڑین تو اوسکی آتش غضب اور بھڑک اوٹھی ۔

مسلمان لوگ جوش وخروش سے تکبیرین کہتے ہوے بڑھے ۔ عیسائیون نے قلعہ کی دیوار سے تیراندازی شروع کی ۔ شیردل سلطان صلاح الدین اور اوسکے جانفروش سپاہیون نے حملہ تو قیامت کا کیا مگر کچھ فائدہ نہوا ۔ بلکہ بیکار بہت سی جانین گئین ۔ انھون نے بہت کوشش کی کہ یا تو مسیحیون کو اپنے مقابلہ پر قلعہ سے باہر نکال لین یا قلعہ کا پھاٹک توڑ کے اندر داخل ہو جائین ۔ مگر کسی امر مین کامیابی نہوئی ۔ مسلمانون کو مسیحیون کے تیرون کی بوچھار نے کئی بار پسپا کر دیا وہ بڑھ کے پسپا ہوتے تھے ۔ آخر مصلحت سمجھ کے سلطان نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیا اور ارادہ کیا کہ بہت سختی سے قلعۃ العتیق کا محاصرہ کیا جائے ۔

مسلمانون کو دور سے انگریزی جہاز نظر آئے ۔ سلطان نے قصد کیا کہ جہازون پر قبضہ کرلے ۔ محاصرہ پر مستعد فوج رکھی گئی ۔ اور دو ہزار عربون نے کشتیون پر چڑھ چڑھ کے جہازون کو گھیر لیا ۔ جہازون پر تھوڑے سے عیسائی تھے وہ کسی طرح اپنی حفاظت نہ کر سکے جہاز مسلمانون کے تصرف مین آگئے ۔ عیسائیون نے قلعہ کے برجون سے بڑی سخت تیر اندازی کی ۔ اور مسلمانون کو بہت نقصان پہونچانا چاہا مگر کچھ نہو سکا ۔ چند مسلمان تو البتہ کام آئے ۔ باقی ڈھالون کی آڑ مین بچتے رہے جہازون پر جتنے عیسائی تھے سب قید کر لیے گئے ۔ اور سلطان صلاح الدین نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے کل افرنجی قیدی قلعہ والے مسیحیون کو

دکھا دکھا کے قتل کر ڈالے یہ کارروائی دیکھ کے عیسائیون کو نہایت غصہ آیا۔ اونھین ضبط کی تاب نہین رہی سبھون نے باہم مارنے اور مرنے کا عہد کیا۔ پانچہزار مسیحی تو قلعہ کے برجون اور متفرق مقامات پر ٹھہرے رہے باقی مسلمانون کے مقابلہ کی غرض سے باہر نکل پڑے۔

وہ وقت البتہ دونون جانب کا جوش دکھاتا تھا۔ جب قلعہ کا پھاٹک کھلا اور دس ہزار یوروپین آبدار تلوارین اور چمکتے ہوے نیزے ہاتھون مین لیے نکلے اور مسلمانون نے باواز بلند تکبیر کہہ کے اور بڑھ کے اونکا خیر مقدم ادا کیا۔ دراصل یہ خیر مقدم ہی تھا کیونکہ مسلمان مسیحیون کے باہر نکلنے کے متمنی تھے۔

دونون فوجون کے ملتے ہی قتل وخون کا بازار گرم ہوگیا۔ قلعۃ العتیق کا پھاٹک مغرب کی جانب تھا اور یہ محشر خیز واقعہ پھاٹک کے سامنے ہی ہورہا تھا۔ قلعہ کے اونچے ہونے کی وجہ سے آفتاب کی شعاعین رزمگاہ تک بخوبی نہین پہونچ سکتی تھین اور یہ ٹھیک تھا دھوپ کی وجہ سے شاید حرارت جانبازون کو کسیقدر پریشان کرتی اور یون اپنے اطمینان سے سائے مین لڑ رہے تھے۔

اس لڑائی مین مسیحیونکی کوشش تو صرف اسیقدر تھی کہ اپنے ہم مذہب مقتولون کے خون کا بدلہ لین اور سلطان صلاح الدین کا ارادہ تھا کہ مسیحیون کو ہٹا کے قلعۃ العتیق مین داخل ہوجائے۔ سلطان نے کئی مرتبہ حملہ کیا اور ہر حملہ مین گویا ٹھان ٹھہرائی تھی کہ قلعہ کے اندر جاکے دم لونگا مگر عیسائی بھی بلاے بے درمان تھے سلطان کو کسی طرح اس امر کا موقع ندیتے تھے کہ اونکی صفون کو چیر کے قلعہ کا رُخ کرے۔

مگر دونون کا جوش وہ عبرت انگیز نتیجہ بعجلت حاصل کراتا جاتا تھا جو جنگ وجدال سے معمولاً حاصل ہوا کرتا ہے۔ خون زمین پر بہتا تھا سر کٹ کٹ کے گرتے تھے دھڑ تڑپ تڑپ کے ٹھنڈے ہوتے تھے۔ لاشین پاؤن کے نیچے کچل رہی تھین۔

اس لڑائی نے اسی جوش وخروش کے ساتھ دو گھنٹہ تک طول کھینچا۔ اب دن بہت چڑھ آیا تھا اور آفتاب کی شعاعین قلعۃ العتیق کی مرتفع عمارت کے روکے نہین رکتی تھین دھوپ جابجا پھیلنے لگی اور چمکتے ہوے آلحہ خصوصاً خون آلودہ تلوارین آفتاب کی کرنون کی تڑپ دکھانے لگین۔ یہ سب کچھ تھا مگر لڑائی کا ہنگامہ اسطرح زور وشور

پر تھا کہ ناگہان شہر طوہ کے جنوب مشرق کیجانب واقع ہونیوالی پہاڑی سے آواز آئی۔
"یا نصر اللہ انزل" اس غیر معمولی آواز سے سب کی نظر اُسی طرف اُٹھگئی۔ گویا جوش کے ساتھ تلوارین بلند کرنے والے ہاتھ دم بھر رُک گئے۔ ایک گرد نمودار ہوئی اور اوس گرد مین چند مسلمانون کی صورتین نظر آئین۔ جو کہ بظاہر فوجی وضع مین نہ تھے۔ آنًا فانًا مین یہ لوگ آگئے۔ تلوارین ان سب کے ہاتھون مین تھین۔ ان لوگون نے اتنا بھی توقف نہ کیا کہ سلطان صلاح الدین کو انکے حالات دریافت کرنیکا موقع ملے۔ خدا کے بھیجے ہوے فرشتون کی طرح آئے اور بلا تامل عیسائیون پر چھاپہ پڑے۔
اس غیبی کمک سے مسلمانونکے حوصلے بڑھ گئے۔ اونکے چہرے چمکنے لگے اور بازون مین جان آگئی۔
انکو حملہ کرتے دیکھکر سلطان نے زور سے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا۔ عیسائیون کے دلون مین اسوقت ایک خوف پیدا ہو گیا تھا۔ مگر ثابت قدمی سے لڑے جاتے تھے۔
اب وہ اس تجویز مین تھے کہ جسطرح ہو سکے مسلمانون سے کسی ایسی حکمت سے پیچھا چھڑا کر خود قلعہ مین داخل ہو جائین اور مسلمان لوگ نہ داخل ہو سکین بہ ظاہر اسباب یہ امر انھین دشوار معلوم ہوتا تھا۔
اب مسیحی صرف اپنی جان بچانے کے لیے لڑ رہے تھے۔ سوا لڑنے کے کسی بات مین اُنھین مزہ نہین معلوم ہوتا تھا مسلمانون کی اس کمک نے قلعہ کے اندر والے مسیحیوں پر یہ اثر ڈالا کہ سب طرف سے سمٹ کے پھاٹک کے ادھر آگئے۔ اور وہ تمام ہتھیار بند عیسائی جو قلعہ مین باقی تھے سبھون نے پھاٹک پر جمع ہوکے اوپر سے تیر اور پتھر برسانا شروع کیے۔ اپنے بھائیون کی ہوشیاری دیکھکر نیچے والے عیسائیون کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ بہادری کے ساتھ خوب مضبوطی سے قدم جما کے مسلمانون کا مقابلہ کرنے لگے۔
قلعہ کے دروازے پر یہ قیامت بپا تھی کہ ناگہان قلعہ کے اندر سے تکبیر کی آواز آئی اور اس زور سے کہ سارا قلعہ ہلگیا یہ آواز سنتے ہی مسیحیون کے حواس بگڑ گئے۔ اور اسوقت اپنی موت کا یقین ہو گیا جو عیسائی پھاٹک کی چھت پر تھے انھون نے تیر باری موقوف کی اور ادھر دیکھنے لگے نیچے والون نے بھی پیٹھ پھیری اور قلعہ کا رخ کیا کہ دیکھین اندر کیا ہوا۔ تو ہوا مسیحیون کا پیٹھ پھیرنا تھا کہ سلطان صلاح الدین نے زور سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا

اور ریلا کر کے معہ تمام مسلمانون کے قلعہ مین داخل ہوگیا۔"
یورپین لوگون نے قلعہ مین پہونچکے دیکھا تو حیرت ہوگئی سردار فوج نے گھبرا کے کہا۔ ارے یہ کدھر سے آگئے"۔ ایک یورپین سپاہی "صاحب ہمکو خود حیرت ہی پھاٹک تک آپنے کسی کو بڑھنے نہ دیا۔ اور کسی طرف سے راستہ نہین ہی۔ یہ لوگ زمین سے نکل پڑے یا آسمان سے اُتر آئے۔
سردار "اب کیا ہوگا؟ بڑا غضب ہوگیا ہمارے خیمون پر ان لوگون نے قبضہ کرلیا اپنی کوئی چیز ہمین اپنے اختیار مین نظر"
یہ جملہ پورا نہونے پایا تھا کہ ایک سوار نے پشت کی طرف سے آکے نیزہ مارا یورپین سوار گھوڑے کی پیٹھ پر سے گر پڑا اور گرنے کے ساتھ ہی اسکی زبان سے نکلا "ہائے آرزو پوری نہونے پائی تھی کہ قضا نے میرا کام تمام کردیا۔ افسوس ابھی تک بیت المقدس کی زیارت بھی نہین نصیب ہوئی تھی۔ کاش معلوم ہوتا کہ مین کس کے ہاتھ سے مارا گیا"
ایک نازک اندام اور پیچیدہ سوار نے گھوڑا قریب لا کے شیرین اور مہین آواز مین کہا "خوب پہچان لے" "تو میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہے اس تیزی کو بھی دیکھ اسی نے تیری جان لی۔ ابھی تجھے افسوس کرنا باقی ہی۔ سن مین ایک مسلمان عورت ہون جسمین عرب کا خون نہین۔ صرف اسلام اور توحید نے بہادری پیدا کردی ہی"
افسر "مین کیا کسی عورت کے ہاتھ سے مارا گیا؟ شرم! شرم!! اے سچے مسیحی دل تھم ہاہاہا ابھی تو مجھ مین کسیقدر جان باقی ہی۔ اچھا اے عورت مین تیرا مارا نہ مرون گا۔ مجھے یہ گوارا ہے کہ خودکشی کرلون۔ اے تلوار۔ پیاری آرزو پوری کرنے والی آ۔ (ایک کراہنے کی آواز کے ساتھ تلوار ہاتھ مین لے کر) اتنا بتا دے کہ تو کون عورت ہے۔ اور تیرا نام اے عورت کیا ہے"
عورت "اے بے دین نصرانی تو مجھے نہین جانتا! کیا تو شاہ حمد کی بھاوجی کو نہین پہچانتا؟ سلطان صلاح الدین کی بہو کو نہین جانتا"
افسر۔ "(حیرت سے) شاہزادی صاحبہ۔ یہ آپ ہین؟ کیا آپ نے دین عیسوی چھوڑ دیا"

ورجنا" بیشک اب مین برحق دین محمدی کی پیرو ہون"

افسر" (آہ سرد بھر کر) کیا ہماری شاہزادی اب صلاح الدین کے بیٹے کے گھر مین ہی"

ورجنا۔ "ہان۔ مجھے یہ فخر حاصل ہی"

افسر" افسوس اب مجھے ایک عورت کے ہاتھ سے مارا جانا کبھی گوارا نہوگا۔ چاہے وہ شاہزادی ہو۔

یہ کہہ کے چاہتا تھا کہ تلوار سینے مین بھونکے کہ ورجنا بولی" تو عورت ہی کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ تیری قسمت مین یونہی ہو" یہ کہکے دوسرا نیزہ مارا اور عیسائی افسر نے آخر ورجنا کی ضرب کاری سے جان دی یہ کہکے ورجنا ایک خوشرو اور بلند بالا جوان کی طرف بڑھی اور کہنے لگی" میرے پیارے شہزادے تمھاری کارگذاریون سے اسوقت مسلمانون کو پوری فتح حاصل ہوئی"

عزیز" میری نازنین۔ میری کارگذاریون سے کیا ہوسکتا تھا۔ خدا نے مدد کی۔ اور اپنے پاک بندون کو کامیاب کیا۔ یہ یقین جانو کہ کوئی کچھ نہین کرسکتا جو کچھ کرتا ہی وہ خدا ہی کرتا ہی"

سلطان صلاح الدین کی نظر شاہزادہ عزیز پر پڑگئی دیکھتے ہی نہایت متعجب ہوا۔ اور پاس آکے پوچھا" اے فرزند تم یہان کیونکر آگئے"

عزیز" ابا جان مجھے مصر جانے کی بہ نسبت کفار کا قتل کرنا اچھا معلوم ہوا"

سلطان" اسوقت تو خدا ہی نے مدد کی مین اسوقت تک حیرت مین ہون کہ اس قلعہ مین مسلمان کہانسے پہنچ گئے تھے۔ جنھون نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور وہ کون تھے جو عین لڑائی مین وقت پر بڑے گروہ سے ہماری مدد کو آگئے۔ وہ فوجی لوگ بھی نہین معلوم ہوتے تھے۔ خود مین نے اپنی آنکھون سے انھین نصرانیون پر حملہ کرتے دیکھا"

عزیز" ابا جان کل شام کو مین جسوقت اس قلعہ پر پہنچا مجھے معلوم ہوا کہ فرنگی طرطوس کی طرف بڑھے ہین اور رات کو آجائینگے۔ یہ بھی خبر ہوگئی کہ صبح تک آپ بھی پہنچ جائینگے اسوقت مین نے یہ تدبیر کی کہ طرطوس والون کو مطلع کردیا اور حکم دیدیا کہ شہر خالی کرکے سرشام ہی یہان سے چلے جائین۔ اور اُن سے وعدہ لیلیا کہ صبح کو آپ کی تشریف آوری کے بعد وہ بھی آکے مسیحیون سے لڑین

ہین خود قلعتہ العتیق کے متفرق تہ خانون مین چھپ رہا۔ اس قلعہ مین مخفی بہت سے تہ خانے ہین مجھے اُنکا حال خوب معلوم تھا مین اپنے سو سوارون کو لے کے بیٹھ رہا رات کو عیسائی لوگ آئے اور اس قلعہ پر قابض ہو گئے۔ مین بالکل خاموش بیٹھا رہا صبح کو آپ آئے اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی بعد ازان طبورہ والون نے یا نصر اللہ نزل کہہ کے حملہ کیا۔

یہ رجز مین ہی نے اُنکو بتا دیا تھا کیونکہ قصد تھا کہ اُنکے حملہ کے بعد مین بھی حملہ کر دونگا۔

بس اُنکی تکبیر کی آواز سنتے ہی معہ اپنے سوارون کے تہ خانون سے نکل پڑا اور عیسائیون کے خیمون وغیرہ پر حملہ کر دیا۔ الحمد للہ کہ اللہ نے ہماری تدبیر کارگر کی۔

سلطان "اے فرزند خدا تجھے جزاے خیر دے۔ نہایت عمدہ ترکیب کی۔ اب کوشش کرنا کہ عیسائیون کا سردار قتل کیا جائے۔ وہ مار ڈالا گیا تو ہم سب کو مار لین گے مین نے قلعہ کا پھاٹک خوب مضبوط بند کروا دیا ہے۔ اب مسیحی یہان سے نکل کے نہین جا سکتے گھیر کے سب کو اسی قلعہ مین مار ڈالو"

عزیز "ابا جان افرنجیونکا سردار تو ابھی مار ڈالا گیا"

سلطان "(خوش ہو کر) اُسکو کس نے قتل کیا"

عزیز "وہی افرنجیہ شریف لڑکی جسنے اپنی جان اسلام کے نذر کر دی ہے"

سلطان "کون ہماری پیاری بہو"

عزیز "(ندامت سے) جی ہان"

سلطان "میری پیاری بہو۔ میری نور نظر کہان ہے۔ اُسے میرے سامنے لاؤ مین اُسکو دیکھ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگا"

شاہزادی ورجنا بڑھ کے آگے آئی اور سر جھکا کے ادب سے کھڑی ہو گئی سلطان علاء الدین نے جوش مسرت سے اپنی بہادر اور پریچہرہ بہو کو چھاتی سے لگا لیا اور کہا۔

"اے شاہزادی تو نے اسلام کی سچے دل سے خدمت کی۔ خدا ان خدمتونکو قبول کرے انگلستان پھر ایسی لائق شایستہ طور وش اور پاکباز عورت نہ پیدا کر سکے گا"

ورجنا "خدا میری جانفشانیون کو قبول کرے۔ مین نئی نئی اس مقدس برگزیدہ

اور برحق دین مین داخل ہوئی ہون بہ نسبت تمام مسلمانون کے مین نے ابھی کیا کیا ہے جو مقبولیت کی اُمیدوار ہون۔

سلطان ” بیٹی تمنے بڑا کام کیا۔ تمھاری یہ کارگذاری ہمیشہ یادگار رہیگی تاریخین تمھارے نام کو ہمیشہ یاد دلائینگی۔ (عزیز کیطرف دیکھ کر) بیٹا عزیز تمنے اور تمھاری بی بی نے شب کو بہت تکلیف اوٹھائی ہے اور کفار کے مقابلے مین تم دونون جانبازی بھی اچھی طرح کرچکے ہو۔ اب جاکے آرام کرو۔“

عزیز ” آبا جان جبتک یہ سب افرنجی قتل نہولین گے اور جبتک قلعۃ العتیق کے کنگرون سے صلیبین اور عیسائی نشان گرا کے اسلامی جھنڈا نہ نصب کرلیا جائیگا مجھے چین نہ آئیگا مین چاہتا ہون کہ یہ سب ظالم افرنجی میرے سامنے قتل کرڈالے جائین اُنھون نے عکہ کے دیندار اور گوشہ نشین مسلمانون پر بڑا ظلم کیا ہے۔ بڑی بیرحمی سے اُن بیچارون کو قتل کیا ہے۔“

سلطان ” اس امر مین مطمئن رہو۔ جبتک ایک بھی نصرانی قلعۃ العتیق مین زندہ ہے مین دم نہ لونگا مین نے تو اُنکے قتل کرنے کی قسم کھائی ہے۔“

عزیز۔ مین چاہتا ہون کہ آپ کی قسم میرے سامنے پوری ہو۔“

سلطان ” اچھا یہ بھی ہوا جاتا ہے۔“

یورپین لوگ اسوقت بڑی بیدست پائی سے قتل ہو رہے تھے۔ گویا زمین و آسمان مین اُنکے لیے کہین پناہ کی جگہ نہ تھی۔ قلعہ کا پھاٹک بالکل بند کرلیا گیا تھا۔ اُن کے تمام سردار اور اعلیٰ افسر سب نذر اجل ہو چکے غرض جب کچھ نہ بن پڑی تو مسیحیون نے اسلحے رکھدیے اور ایک ایک کے قدمون پر گر کے پناہ مانگنی شروع کی۔

مگر اصل مین اپنی ظالمانہ کارروائیون سے اُنھون نے خود اپنے اوپر امان کا دروازہ بند کرلیا۔ آفتاب ہنوز آسمان کا نصف دورہ بھی نہین طے کرنے پایا تھا کہ پورے پندرہ ہزار یورپین سپاہی قتل ہو چکے تھے۔ سلطان صلاح الدین نے جہان جہان صلیبین اور مسیحی نشان نصب کیے گئے تھے وہان سے اوتروائے اور اسلامی جھنڈا قلعۃ العتیق کے پھاٹک کے اوپر والے اونچے کنگرے پر نصب کردیا۔

ان کامون سے فراغت ہو چکنے کے بعد پھر سلطان صلاح الدین کے ذہن مین ایک جوش پیدا ہوگیا

اپنی نازنین اور حور خصال بہو کو پھر گلے سے لگایا اور خیمے مین لے گیا تاکہ پیاری ورجنا نقاب اُلٹ سکے آزادی سے بیٹھ سکے شاہزادۂ عزیز کو بُلا کے کہا۔

"اے میرے سعادتمند بیٹے یہ بی بی تمکو خوش قسمتی سے ملی ہے۔ ایسی معشوقہ پر تم ساری دنیا کے محسود ہو گویا اسی کو ہدیۂ خاص خدا نے تمھارے لیے بھیجا تمھارا فرض ہو کہ ہمیشہ اسکی قدر و عزت کرو۔ افسوس تم جیسی چاہیے ویسی قدر نہ کرسکوگے۔ ایک نوجوان سے ایسی ماہ طلعت وفادار اور لایق و فایق نازنین کی پوری قدر نہین ہوسکتی۔ یہ جملہ مسلمانونکی زبانون سے کم نکلیگا۔ مگر مین سچ کہتا ہون کہ اگر اگلے زمانہ جاہلیت مین کوئی ایسی حور وش عورت ہوتی تو لوگ اُسکی پرستش کرتے۔ وہ انسان نہین ایک دیوی خیال کی جاتی۔ مگر تم خدا کے شکر گذار ہو کہ وہی عورت جو کسی زمانہ کی دیوی ہوسکتی تھی تمھاری لڑ بیاری بی بی ہو صرف اسیقدر نہین وفادار بھی ہو۔ بہت بڑی وفادار جسکا معاوضہ تمسے کبھی نہو سکے گا۔ خیر اب مین اپنے خیمہ مین جاتا ہون مجھے بھی افرنجیون کے متعلق بہت کچھ کہنا ہے"

یہ کہہ کے سلطان صلاح الدین چلا گیا۔

دسوان باب

قیساریہ

رات کا وقت ہو اور آٹھ بجا چاہتے ہین۔ شب کے سیاہ آسمان مین تارون کی گلکاری قدرتی بہار کا سمان دکھا رہی ہو۔

سواحل شام کی ٹھنڈی خوشگوار ہوا کے نازک جھونکے آہستہ آہستہ ادھر اُدھر چل رہے ہین۔ قدرت کے معمولی بے تکلف سین پر تو حسرت نصیبونکی طرح خموشی چھا گئی مگر چارون طرف کے بے انتہا خیمون سے آوازین آرہی ہین اور آزادی پسند فوجی لوگون کے ہجوم نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔

شہر عکہ کی عمارات اور اسکے مینار اور اونیر دین مسیحی کا پھریرا اندھیری رات کے تارون کی روشنی مین مٹا مٹا موہوم سا نظر آرہا ہے۔

ایک شاندار خیمے مین شاہ رچرڈ اپنے کوچ پر لیٹا ہوا ہے

ظاہر ہو رہا ہے کہ ناتوانی بہت زیادہ غالب ہو گئی ہو اور مرض اور ترقی کر گیا ہو افسران فوج اور اعیان دولت گرد جمع ہین اور موجودہ لڑائی کے متعلق باتین ہو رہی ہین۔

رچرڈ "ہمنے عکہ کو فتح کر لیا۔ اور یہان کے تمام مسلمانون کو قتل کرکے اپنا رعب بھی عربون اور مسلمانون کے دلون پر بٹھادیا"

افسر "حضور جان کی امان پاؤن تو عرض کرون میرے نزدیک یہ کارروائی اچھی نہین ہوئی۔ عرب لوگون پر ہمنے اپنا رعب نہین بٹھایا بلکہ اُنکے آتش غضب کو اور بھڑکا دیا اب جہان کہین انھین موقعہ ملے گا۔ ہمارے لوگون کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرینگے جیسا کہ ہمنے اُنکے ساتھ کیا ہے"

رچرڈ "وہ ہمارا کیا کرلین گے مین چند روز مین اُنکی ساری جرأت کو خاک مین ملا دونگا"

افسر "خدا ایسا ہی کرے۔ مگر مسلمان بھی بلا کے لڑنے والے ہین"

رچرڈ "(طیش مین آکر) مسلمان کیا لڑینگے۔ ہماری فوج نے آج رات کو طرطوره پر قبضہ کیا ہوگا اور کل قیساریہ کی طرف بڑھے گی۔ اور کیا عجب کہ آج ہی وہ بڑھ گئی ہو۔ مین عنقریب ملک بھر مین اپنی فتحمندی کے ساتھ مسیحی کا جھنڈا اگاڑ دونگا اب بہتر ہوگا کہ ان مسیحیونکی مدد کو جو قیساریہ کیطرف بڑھے ہین کمک روانہ کیجائے"

افسر "حضور مسیحیون کو اپنے بھائیونکی مدد پر ضرور جانا چاہیے معمولی دشمن سے مقابلہ نہین ہو ایک تو عرب و ترک دونون قومین یونہین بڑی بہادر ہین اب اُنھین صلاح الدین کا ایسا افسر ملگیا ہے۔ صلاح الدین کو آپ تھوڑا نہ تصور فرمائین"

رچرڈ "صلاح الدین بیشک ایسا بھر مین اب ایک شخص ہو مین خود اپنی فوج کے ساتھ قیساریہ کا ارادہ کرونگا"

---

[1] شہر قیساریہ ملک شام مین رومیونکی یادگار ہی اصل مین یہ نام قیصر روم کے نام پر قیصریہ رکھا گیا تھا اب قیساریہ ہو گیا۔ اس شہر مین رومیون نے بڑی عظیم الشان عمارتین بنائی تھین جو اب قیساریہ کے گرد اور سمندر کے کنارے کوسون چلی گئی ہین جس کثرت سے منہدم آثار قیساریہ مین ہین اسقدر ملک شام مین اور کہین نہین ابتدائے اسلام کے زمانہ مین قیساریہ تباہ ہو گیا تھا ورنہ پیشتر ملک شام کا بہت بڑا مشہور و معروف بندرگاہ تھا ہرقل قیصر روم کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار فوج سے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین خالد ابن ولیدؓ سے لڑا تھا اور آخر باپ کے بھاگنے کی خبر سنکر خود بھی بھاگ گیا۔ اس طرح یہ شہر مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

افسر:- "اگر ہمارا شیردل بادشاہ چلےگا تو ذرا بھی دیر نہ لگےگی اور قیساریہ پر ہمارا قبضہ ہو جائیگا حضور نے یہ قصد کیا ہے تو دیر نہ کیجیے"

فوراً جہازون کی تیاری کا حکم دیا گیا - پچاس جہازونکا ایک بیڑا تیار ہوا شاہ رچرڈ معہ اپنے پرجوش مسیحی نوجوانون کی فوج کے بحیرہ روم کے جنوبی جانب روانہ ہوا شاہی خاندان کی عورتین بھی شاہ رچرڈ کے ساتھ روانہ ہوئین - اس لیے کہ بادشاہ بیمار تھا اور سوا عورتونکے اور کوئی عمدہ طور پر تیمارداری نہین کر سکتا تھا -

جہازون نے چند ہی منٹ مین سواحل شام کو چھوڑ دیا اور رات کی تاریکی مین غائب ہو گئے - اگرچہ سواحل شام زیادہ فاصلے پر نہ تھے مگر اندھیری رات نظر کے سامنے نہین آنے دیتی تھی تارے کھلے ہوے تھے اور وہی اس ناپیداکنار سمندر مین جہازون کی رہبری کر رہے تھے کسی وقت بائین ہاتھ کی طرف دور پر کوئی روشنی نظر آجاتی تھی جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ خشکی زیادہ فاصلے پر نہین ہے -

کپتانون نے صحیح اندازہ کر کے صبح ہونے سے پہلے ہی جہاز قیساریہ مین پہونچا دیے - مسیحی فوج نے قیساریہ کے قدیم اور منہدم قلعہ کے جنوبی پہلو پر لنگر اندازی کی فوج اُتر اُتر کے کنارے پر جمع ہونے لگی -

ملک شام کے چند عیسائی روانہ کیے گئے کہ شہر والون سے عیسائیونکی اور سلطان صلاح الدین کی خبر دریافت کرین اور تمام فوج سکوت اور اطمینان کے ساتھ ساحل پر مرتب ہوتی رہی - جو لوگ جاسوسی کی خدمت سرانجام دینے کو گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور شاہ رچرڈ سے حسرت واندوہ کے ساتھ عرض کرنے لگے کہ حضور بڑا غضب ہوا ہمکو خبر بھی نہوئی اور ہمارے مسیحی بھائی سب کے سب قتل ہو گئے -

رچرڈ:- "قتل ہو گئے! کیونکر"

جاسوس:- "اے بادشاہ کل ان لوگون نے طرطورہ پر قبضہ کر لیا تھا اور قلعۃ العتیق مین مضبوطی سے قیام پذیر ہو گئے تھے - صبح کو صلاح الدین نے پہونچ کے ایسا سخت حملہ کیا کہ دو ہی تین گھنٹے مین قلعہ مین داخل ہو گیا - اور جتنے مسیحی حضور نے اُس طرف روانہ کیے تھے سب کو چُن چُن کے قتل کر ڈالا - کوئی نہین بچا - عکہ مین جو مسلمان ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے تھے مسلمان اُنکے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہین اور طرطورہ مین اُنھون نے

بہت کچھ اپنا دل خوش کرلیا۔

رچرڈ:۔ (غصے سے) ممکن ہے کہ قیساریہ مین جتنے مسلمان ہون سب کو قتل کرڈالون اور صبح تک ایک بھی زندہ نہ بچے۔ کیا مسلمانونکا ظلم اب مجھسے ایسی ہی کارروائی چاہتا ہے"۔

افسر:۔ رعایا کو قتل کرکے ہمین اپنے بھائیون کے خون کا بدلہ نہین ملسکتا صلاح الدین نے ہمارے سپاہیون کو قتل کیا ہے"۔

جاسوس:۔ مگر عکہ کے مسلمانون کو اپنے سامنے ہی قتل ہوتے دیکھکر سلطان نے قسم کھائی ہے کہ جو عیسائی ملجائیگا اُسکو زندہ نچھوڑونگا"۔

رچرڈ:۔ تو بیشک قیساریہ کے مسلمانون کا خون ہم پر حلال ہوگیا اچھا اسوقت قلعہ کو درست کردکہ صبح تک خوب مضبوط ہوجائے۔ اسوقت قیساریہ والون کے چھیڑنے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ صبح کو ادھر آفتاب نکلیگا اور اُدھر ہماری تلوارین قیساریہ کو گھیر کے ہر مسلمان کا کام کردینگی۔ چالیس ہزار فوج ہمارے ساتھ ہے۔ اگر صلاح الدین بھی آجائیگا تو کچھ نہ کرسکے گا"۔

فوج نے قیساریہ کے قدیم[1] قلعہ کا رخ کیا اور چار دنطرف خوب عمدگی اور ہوشیاری سے قلعہ کی درستی کیجانے لگی۔ قلعہ کے گرد کھائی پہلے ہی سے دی ہوئی تھی وہ صاف کرکے اور بڑھائی گئی اور محرابدار پھاٹک جا بجا سے بوسیدہ ہونے کے علاوہ اس قابل نرہا تھا کہ دشمن کی تھوڑی قوت کا بھی متحمل ہوسکے۔ وہ بہت کوششون سے حد سے زیادہ مضبوط کیا گیا۔ لو۔ کے تین پل تختے لگائے گئے کہ غنیم ایک کوٹے کرآئے تو دوسرے پر رُکے برجون پر چھپ کے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اسلیے جلد جلد محنت کرکے جا بجا قنا (؟) دلو ر بنائی گئی تھی۔ تاکہ تیرانداز سہولیت اور اطمینان سے اپنا کام کرسکین ادھر اُدھر کنگرون پر صلیبین نصب کی گئین اور

---

[1] قلعہ بہت بڑا ہی اور اُسکی عظمت ان لوگون کے دلون مین بہت بیٹھی ہوئی ہی جنھون نے اُسکو دیکھا ہی یہ قلعہ رومیون ہی کا بنایا ہوا ہی مگر گرویسڈ کی لڑائی مین مسیحیون نے ایسی مرمت کی کہ گویا نیا کردیا اور مسیحون کی صناعی سے اسکی عمر زیادہ ہوگئی ورنہ ابتک شاید اسکا نام بھی نہوتا۔ فی الحال اگرچہ غیرآباد پڑا ہی مگر اسقدر منہدم نہین ہی جسقدر قلعتہ العتیق منہدم ہی اس قلعہ کے گرد میدان بھی نہایت عمدہ ہے ایک جانب سمندر اور تین جانب خشکی ہے۔

قلعہ کے اندر ایک بلند مقام پر بہت بڑا جھنڈا قائم کیا گیا جسپر صلیب لگی ہوئی تھی۔
مغرب کی طرف جدھر سمندر تھا اودھر تیر اندازی کے زیادہ موقعہ پیدا کیے گئے اور جہاز خاص قلعہ کی دیوار کے نیچے لاکے کھڑے کر دیے گئے کہ دشمن اُنپر قبضہ نہ کرسکے اندر جا بجا موقعہ دیکھ کر خیمے نصب کیے گئے اور شاہی پر تکلف خیمہ قلعہ کے خاص صدر مقام مین اور اُسکے قریب شاہی خاندان کے اور آس پاس بڑے بڑے افسران فوج کے خیمے نصب ہوے ایک نہایت بلند اور محفوظ برج اس غرض سے منتخب کیا گیا کہ بیمار بادشاہ خود بیٹھ کے لڑائی اور قتل وخون کا تماشہ دیکھ سکے۔
یہ سامان ہوتے ہی ہوتے صبح ہوگئی۔ مرغان سحر نے قیساریہ والون کے ہوشیار کرنے کے لیے زبان کھولی تھی کہ مسیحی فوج کے دس ہزار سپاہیون نے شہر قیساریہ کا محاصرہ کرلیا قیساریہ والے اسدرجہ پریشان تھے کہ اُنسے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا۔ دینداروں نے صبر سے کام لیا اور مسجدون مین جاکے صبح کی اذانین دین کہ خدا کا فرض تو ادا کرلین پھر دیکھا جائیگا جلدی مین بس اسقدر ہوسکا کہ شہر پناہ کے پھاٹک بند کرلیے اور گویا اپنی حفاظت کا کام قسمت پر چھوڑ کے بیٹھ رہے۔
مسیحیون کے خیالات بالکل قیساریہ والون کیطرف مصروف تھے۔ ناگہان تکبیر کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا تو مصری جھنڈا قریب ہی تھا سلطانی فوج کے اگلے حصہ پر ایاز الطویل[۱] سلطان صلاح الدین کا غلام حکمران تھا۔ علاوہ شہزادہ عزیز کے شہزادہ افضل سلطان کا دوسرا بیٹا بھی اب فوج اسلام مین آکے ملگیا تھا وہ بھی اسی پہلی فوج مین تھا مسلمانون نے بلا تامل حملہ کر دیا اور عیسائیون کو قتل کرنے لگے۔ عیسائیون نے بھی قیساریہ چھوڑ کے سلطانی فوج کا رخ کیا اور بہادری سے لڑنے لگے۔ لڑائی استقلال اور پامردی کے ساتھ ہونے لگی۔ اور قیساریہ کے خوف زدہ مسلمان اونچی چھتون پر چڑھ کر سر دیکھنے لگے کہ دیکھین خدا ہماری قسمت کا کیا فیصلہ کرتا ہے عین اثنا ے جنگ مین دوسرا مصری نشان ظاہر ہوا اور خود سلطان صلاح الدین اپنی باقی جرار فوج کیساتھ آیا اور اپنے جانفروش عربی ترکی اور مصری

---

[۱] ایاز الطویل اپنے زمانہ مین بڑا بہادر تھا اور اُسکی جرأت کا دور دور شہرہ تھا اسی لڑائی مین شہید ہوا اور سلطان کو عرصہ تک اُسکے قتل ہونیکا افسوس رہا۔ دیکھو کامل ابن اثیر ۱۲

سپاہیون میں ملگیا قریب تھا کہ مسلمانون کی یہ جدید قوت عیسائیون کو منتشر کر دے۔ شاہ رچرڈ اُس مقام سے جو اسکے لیے مقرر کیا گیا تھا لڑائی کی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے پریشان ہونے لگا۔

مسیحیون کے حق میں بہت غنیمت ہوا کہ اُنکے منتشر ہونے سے پہلے اُسکے دل مین انتشار پیدا ہو گیا فوراً اُسکے حکم سے قلعہ مین حملہ کا طبل بجا اور مسیحیون کی باقی ماندہ فوج ایک سیلاب عظیم کی طرح قلعہ کے پھاٹک سے نکل پڑی عیسائی اس جوش وخروش سے اور اس کثرت سے امیدان جنگ مین نکلے کہ مسلمانون پر بہت بڑا اثر پڑ گیا۔ خود سلطان نے معہ اپنے ہمراہیون کے قلعہ سے نکلنے والے مسیحیون پر حملہ کیا اور اُنکی رفتار کو روک کے نہایت جانبازی اور بہادری کے ساتھ جنگ آزمائی کرنے لگا۔

افرنجیون کو قلعہ سے نکلتے دیکھ کر اُن عیسائیون کے دل بڑھ گئے جو قیساریہ کی دیوارون کے نیچے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھا جائین جوش مین آکر اُنھون نے بڑا سخت حملہ کیا اور ایاز الطویل اور اسکے ہمراہیون پر ایسی یورش کی کہ انھین نقصان اُٹھا کر کسیقدر پسپا ہونا پڑا اسی دار وگیر مین ایاز کے سینے پر کسی افرنجی کا تیر پڑ گیا اور فوراً گھوڑے سے گر کر اُسنے جان دیدی شاہزادہ عزیز نے دور سے ایاز کو گرتے دیکھکر فوراً طیش مین آکر گھوڑیکو ایڑ بتائی ایاز کے ہمراہیون کو للکارتا ہوا بڑھا اور مسیحیونکی فوج مین گھس پڑا بہتسے فرنجی شاہزادہ عزیز کی تلوار کے نذر ہوے آخر مسیحیون کے ایک مشہور سردار نامی شہسوار کندکبیر[۱] کا سامنا ہو گیا یہ جہاندیدہ تجربہ کار یورپین بہادر شاہزادہ عزیز کی نوجوانی اور اُسے عنفوان شباب کے دلفریب حسن کو غور سے دیکھ کر لنگوا فرنیکا زبان مین کہنے لگا۔

"صاحبزادے تمھارا کام عیش وعشرت مین زندگی گذرانا اور دنیا کے مزے اُڑانا ہی جاؤ بزم عشرت مین مصروف ہو کہان آئے ہو؟ انسان کو اپنی حیثیت اور اپنی حالت سے زیادہ نہ تجاوز کرنا چاہیے"

شاہزادہ عزیز نے نہین ایک مسلمان نوجوان ہون۔ میرے نزدیک یہی عرصۂ رزم

۱؎ ہم نہین جانتے یورپ والون کے نزدیک اس نام کا کیا ملا ہی عربی مورخین عموماً اس بہادر افرنجی کا نام بہت نرودرد دے دے کے لیتے ہین۔ یہ بہت بڑا شہسوار تھا اور قیساریہ کی دیوار کے نیچے مارا گیا۔

بزم عشرت ہی ہم لوگ عموماً جنگ وجدال کو ایک دلچسپ کھیل سمجھتے ہین۔ اس کھیل مین بہت سی بازیان جیت چکا ہون۔ اے کافر نصرانی۔ تجھے شاید معلوم نہ ہوگا شاہ رچرڈ کی بھانجی ورجنا کو مین ہی جیت سکا۔"

کند کبیر نے (حیرت سے دیکھکر) اے گستاخ مسلمان تو نے ہمارے بادشاہ کو بہت رنج دیا اُسکی بیماری اس غم سے زیادہ ہوگئی۔ اب مین جانتا ہون کہ مین ہی ورجنا کو بیوہ کرونگا۔

عزیز نے شاہ رچرڈ کو تو اس غم سے صدمہ ہونا چاہیے تھا۔ اپنی بہن کو وہ خود میرے بچا کی نذر کیے دیتا تھا۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہو۔ مسلمانون کے محل ہمیشہ مختلف قومون کی پری جمال شہزادیون سے رونق پایا کیے ہین۔ خیر اب زیادہ باتون کا وقت نہین ہی۔"

یہ کہہ کے شاہزادہ عزیز نے نیزہ مارا۔ کند کبیر نے نیزہ خالی دیا شاہزادے کا وار بچا کے آگے بڑھا اور تلوار کھینچ کے چاہتا تھا کہ گردن پر وار کرے شاہزادے نے تلوار کو ڈھال پر لیا اور پیچھے سے ایک ایسی تلوار کاری ماری کہ افرنجی افسر کی کمر آدھی کے قریب کٹ گئی۔ کند کبیر متحیر رہ گیا اور شاہزادے نے فوراً نیزہ سینے مین پیوست کر دیا۔ یون ین سردار دونون ایسے جانستان وار پڑے تھے کہ قبل اسکے کہ زمین تک پہونچے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

شاہزادہ عزیز تو ادھر اس کام مین مصروف تھا ادھر ہمراہیان ایاز الطویل کو اپنے سردار کے مارے جانیکا حال معلوم ہوا تو اُنکے قدم اُٹھ گئے۔ قدم اُٹھنا تھا کہ مسیحیون نے طبل بجا کے حملہ کر دیا۔

اس حملہ نے وہ کام کیا جو شاید اور کبھی کم کیا ہوگا۔ مسلمانون کو ہر طرف سے شکست ہوگئی سلطان نے بہت روکا اور شاہزادہ افضل نے بھی بڑے کارنمایان دکھائے مگر مسلمان سپاہی اس قابل نہ رہے تھے کہ اپنے افسرون اور سردارون کے روکنے سے رُک سکین سلطان صلاح الدین نے جب اپنی فوج کسی طرح سنبھلتے نہ دیکھی تو خود بھی اُنکے ساتھ اس جنگل کیطرف روانہ ہوا جو قیسار یہ[1] کی مغربی جانب واقع تھا۔ شاہزادہ عزیز نے کند کبیر کا سر کاٹ کے

---

[1] آجکل جن لوگون نے قیساریہ کا سفر کیا ہی وہ سوا ایک طرف کے جدھر سمندر ہی تینون طرف ریگستان اور میدان بتاتے ہین۔ مگر مورخین کی زبانی معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین مشرق کیطرف جنگل تھا دیکھو ابن اثیر

تیز ست پر رکھا اور پلٹ کے چاہتا تھا کہ عیسائیون کو دکھا کے پسپا کر دے مگر معاملہ دگرگون نظر آیا - اسے بھی مجبوراً جنگل کا رُخ کیا -

عیسائی لوگ چاہتے تھے کہ شکست خوردہ مسلمانون کا تعاقب کرین مگر شاہ رچرڈ نے اُنھین فوجی باجے کے اشارے سے رکوا دیا مسلمانون کی بہادری اور جرأت شاہ رچرڈ کے دل پر اسقدر نقش ہوگئی تھی کہ اس شکست کو وہ شکست نہ سمجھا اُسکے خیال مین آیا کہ مسلمانون نے جان بوجھ کے شکست اُٹھائی - افرنجیون کو قلعہ سے دور لے جا کے پلٹ پڑینگے اور جنگل مین کاٹ کے ڈالدینگے - حالانکہ یہ اُسکی غلطی تھی - مسلمانون نے حقیقت مین شکست کھائی تھی - اور اگر عیسائی تعاقب کرتے تو اُنکا ادبھرنا دشوار ہوجاتا اور آخر اسی غلطی نے عیسائیون کو بہت بڑی زک دلوادی -

سلطان صلاح الدین نے جنگل مین جا کے اپنے سپاہیون کو جمع کیا - لڑائی کا جوش دلایا اور شیرانہ جرأت کے ساتھ تھوڑی ہی دیر مین پلٹ پڑا اور بین ہنوز قلعہ مین داخل نہونے پائے تھے کہ مسلمان بلائے بے درمان کیطرح اُنپر آپڑے - پہلی شکست کی شرم اور اسلامی حمیت نے اُسوقت اُنکے خون مین کچھ ایسی حرارت پیدا کر دی تھی کہ گھنٹہ ہی ڈیڑھ گھنٹہ مین عیسائیون کے قدم اُکھڑ گئے -

عیسائی ایسے بدحواس ہو کے بھاگے کہ بہتون نے سمندر مین ڈوب کے جان دی اور بہت سے جنگل مین غائب ہوگئے - شاہ رچرڈ نے جب دیکھا کہ مسلمان قلعہ مین داخل ہوگئے - تو اس سے سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑا کہ سمندر کی طرف قلعہ کی دیوار توڑ کے نکل گیا اور جو لوگ جا سکے اُنکو لے کے سوار ہوا اور جنوب کی جانب روانہ ہوا -

مسلمانون نے شاہی خیمو نیر اور تمام سامان جنگ پر قبضہ کر لیا قلعة العتیق کی طرح یہان بھی اسلامی جھنڈا اُڑایا اور صلیبین گرادی گئین -

گیارھوان باب

مناظرہ

شاہ رچرڈ قلعہ قیساریہ سے اسقدر بدحواس ہو کے بھاگا کہ بمشکل صرف اپنی ملکہ ہی کو نکال لے جا سکا باقی عورتین اُنھین خیمون مین رہ گئین جنکو چند منٹ کے بعد مسلمانون نے

لوٹ لیا۔ شاہی خاندان کی لیڈیان مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہوگئین۔ ترکون اور مصریون نے
ہزارون افرنجیون اور ممالک شام کے عیسائیونکو گھیر گھیر کے قتل کر ڈالا۔ اُن لوگون کے
سوا جو معرکہ جنگ مین بہادری دکھا کے مرے یا بھاگ گئے مین مارے گئے پندرہ ہزار کے قریب
عیسائی گرفتار ہوے جو مسیحی گرفتار ہوے تھے۔ وہ سلطانی قسم پورا کرانے کے لیے قلعہ کے
برجون سے کاٹ کاٹ کے دریا مین پھینکدیے گئے۔ افرنجی عورتین اور لڑکیان لونڈیان بنائی
گئیں۔ اور عیسائی عورتین کیلیے اس امر کا ذریعہ ہوئین کہ قیامت تک دین اسلام کو طعنہ دین۔

جسوقت یہ عورتین افسرون اور سپاہیون مین تقسیم ہو رہی تھین سلطان صلاح الدین
خود کھڑا ہوا تھا اُنکی بیکسی دیکھ کے اُسکا دل بھر آیا آبدیدہ ہوکر کہنے لگا "افسوس ان
عورتون کے ساتھ مین کچھ بھی ہمدردی نہین کرسکتا۔ خود عیسائی قوم نے اپنے لیے اس امر کا
سامان کر رکھا تھا جس نے مجھے سنگدل بنا دیا۔ جی چاہتا ہے کہ اُنکے ساتھ بھی وہی ہمدردی کرون
جیسی ہمدردی بیت المقدس فتح کرکے مینے وہان کے عیسائی عورتون سے کی تھی[۱] لیکن نہین کرسکتا

[۱] سلطان صلاح الدین نے جسوقت بیت المقدس کو نصاریٰ کے ہاتھ سے نکالا وہانکی عیسائی رعایا پر
کوئی زیادتی نہین کی عیسائیون نے پہلی کروسید کی لڑائی مین جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تھا شہر کے
کل مسلمانونکو قتل کر ڈالا ابن اثیر لکھتا ہے کہ صرف مسجد اقصےٰ مین ستر ہزار مسلمان قتل ہوے تھے جن مین بہت سے
علما و قت عباد و زہاد تھے۔ جو بغرض ثواب یہان سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ اور ابو الفدا لکھتا ہے کہ ایک ہفتہ
تک قتل عام ہوا اسکے بعد جب صلاح الدین نے قبضہ کیا تو نہ کسی کو قتل کیا نہ کسی کو جانی مالی ضرر پہنچایا جو کچھ کیا وہ اگر تفصیل سے
لکھا جائے تو زیادہ قابل استناد ہوگا وہ لکھتا ہے کہ صلاح الدین نے یونانی اور شامی باشندونکو رہنے کی اجازت
دیدی اور رومی اور فرانسیسیونکو اجازت دی گئی کہ چالیس دن کے اندر بیت المقدس سے نکلجائین۔
اور سواحل شام و مصر تک بہ آرام صحیح و سالم پہونچا دیے جائینگے۔ مگر اس شرط سے کہ ہر جوان مرد کی
طرف سے دس۔ ہر عورت کی طرف سے پانچ اور ہر بچے کیطرف سے ایک اشرفی ادا کیجائے اور جو لوگ ادا نکرسکینگے
وہ غلام بنائے جائینگے جس روز یہ لوگ جانے لگے سلطان نے خود جاکے دیکھا اور اُنکی بیکسی و
بیتابی دیکھ کے خود بھی بیتاب ہوگیا اور کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو انھون نے جواب دیا ہمارے
ساتھ والے جو مفلسی سے رہ گئے ہیں اُنکو بھی آزادی دیجائے سلطان کے دل پر اسوقت
ایسا اثر پڑا کہ انکو بھی چھوڑ دیا۔ جو وہ پندرہ ہزار غلام یون آزاد کر دیے گئے۔

اگر ایسا کرون تو اصول جنگ کو نقصان پہونچے۔

ان عورتون مین ایک جوان عورت نکلی جو بہت نازک اندام اور حور وش تھی۔ یہ پریجمال نازنین عورت نہایت پرتکلف اور بہاری لباس پہنے تھی سر سے پانون تک جواہرات مین لدی ہوئی تھی۔ باوجود اسکے کہ اسکے قسم قسم کے بیش قیمت جواہرات اسکی ٹوپی اور کپڑون مین جگمگارہے تھے سکی آب وتاب اُس نور کے آگے ماند پڑی جاتی تھی جو اسکی پیشانی سے عیان تھا اس نازنین کا حسن وجمال معمولی درجہ سے بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا تھا۔

یہ نازنین اور پری چہرہ عورت جسوقت سامنے لائی گئی سب لوگ للچائی ہوئی نظرون سے دیکھنے لگے کہ دیکھین کسے ملتی ہے۔

سلطان صلاح الدین کو بھی اسکے حسن وجمال پر حیرت ہوگئی۔

شاہزادہ عزیز نے بڑھکے فرانسیسی زبان مین پوچھا۔

"اے نازنین بتاؤ تم کون ہو؟"

نازنین "کیا کہون کہ کون ہون قسمت کی ستائی اور زمانے کے ہاتھ کی ظلم رسیدہ ایک ذلیل عورت ہون اور لونڈی ہونے کے لیے تمھارے پاس آئی ہون!"

عزیز "یہ تو ہم جانتے ہین مگر یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کسکی نسل سے ہو کس سرزمین کی رہنے والی"

نازنین "اب مجھے زیادہ نہ چھیڑو۔ مجھے اسوقت کچھ نہین یاد ہے"

سلطان صلاح الدین نے شاہزادہ عزیز سے کہا۔ بیٹا اگر یہ نہین بتاتی تو تمھین کیا فکر ہے اپنی بی بی کے سامنے لیجاؤ وہ پہچان جائیگی۔ میرا گمان ہو کہ یہ بھی شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہے کسی نہ کسی بادشاہ کی بہو بیٹی ہے۔ غالبًا میرا خیال صحیح ہے۔

اسوقت جدھر نظر جاتی تھی قلعہ مین اسلامی جھنڈے اُڑتے نظر آتے تھے اور عربی رعب وداب ہر طرف سے ظاہر ہوتا تھا مصری خیمے جنکی اسلامی سادگی پر دولت صلاحیہ کی شان وشوکت کا روغن پھرا ہوا تھا نصب ہو چکے تھے شاہزادے نے اس افرنجیہ نازنین کا ہاتھ پکڑا اور اپنے خیمہ مین لے گیا۔ ہماری حور وش اور پری جمال دلربا بہادر ورجنا پرتکلف لباس پہنے بیٹھی شاہزادہ عزیز کے انتظار کی بے چینی کو آسیہ کی باتون مین بھلا رہی تھی۔ پانون کی چاپ پاتے ہی ہمہ تن گوش ہوگئی اور صورت دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر اپنے نازبردار شوہر شاہزادہ عزیز کے ساتھ کسی اور عورت کو دیکھا

تو سوچ مین آگئی۔

اس عورت نے پہلے اسپر ایک برہمی کا اثر ڈالا۔ پھر غور سے دیکھکر متعجب ہوئی اور آخر پہچانکر بڑھی اور دوڑکے لپٹ گئی (گھبراہٹ کے لہجہ مین) "تم کہان خالہ۔ یہ تم کیونکر چلی آئین"

نازنین "اور تم یہان کب سے ہو۔ مجھے یہ خبر نہ تھی کہ تم اس طرح عزت بیچ کے یہان آئی ہو"

ورجنا "(ہاتھ جوڑکے) خالہ جان تم خفا نہو۔ مین نے عزت نہین بیچی بلکہ مول لی"

شاہزادہ عزیز کو یورپین لیڈی کی یہ گستاخی اور خصوص اسکی دلربا معشوقہ کیساتھ بُری معلوم ہوئی اگرچہ سمجھ گیا تھا کہ بزرگی کی نسبت نے اُسے یہ جرأت دلائی ہو مگر خاموش رہا گیا ورجنا کی طرف دیکھکر کہنے لگا "اے میری مہ لقا نازنین ایسی گستاخ عورتون سے زیادہ باتین کرنے کی ضرورت نہین۔ تم صرف اسقدر بتادو کہ یہ کون عورت ہے"

ورجنا "تم کو نہین معلوم یہ میری خالہ ہین۔ میرے ماموں شاہ رچرڈ کی بہن ہین مین انھین انسے زیادہ سمجھتی ہون تمھین بتاؤ یہ کیونکر آئین۔

شاہزادہ عزیز "ہماری قید مین ہین۔ خود نہین آئین۔ ہمنے قید کیا ہو قیساریہ کی لڑائی مین بہت سی عورتین گرفتار ہوئین۔ انہین ایک یہ بھی ہین۔ انسے انکا نام پوچھا گیا انھون نے نہ بتایا۔ سلطان کے حکم سے مین تمھارے پاس لایا کہ پہچان کے بتادو کون ہین"

ورجنا "تو کیا یہ یہان سے چلی جائینگی"

عزیز "خواہ مخواہ سلطان کے سامنے انھین حاضر ہونا پڑیگا"

ورجنا "نہین مین انہین نجانے دونگی۔ میرے شاہزادے تم سلطان کے سامنے بستہ میری طرف سے عرض کرو کہ اگر تکلیف نہو تو گھڑی بھر کو یہان ہوجائین۔ مین کہہ لونگی"

شاہزادہ عزیز خیمہ سے باہر نکلا۔ خیمہ کے گرد حراست کے لیے پہرہ کر دیا۔ اور فوراً سلطان سے جاکے عرض کیا۔ اگر تکلیف نہو تو میرے خیمہ تک چلے چلیے۔

سلطان صلاح الدین فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادہ عزیز کے خیمہ مین داخل ہوا آتے ہی اپنی بہو کو چھاتی سے لگایا اور ایک کرسی پر بیٹھ کے پوچھنے لگا "تمنے مجھے بلایا ہے"

ورجنا:- (دست بستہ) جی ہاں میں نے ہی تکلیف دی۔ عرض یہ کرنا تھا کہ یہ میری خالہ ہیں شاہ رچرڈ کی بہن کا حال آپ نے سُنا ہوگا۔ یہ وہی ہیں"

سلطان:- (حیرت سے) وہی ہیں (غور سے دیکھنے لگا)"

ورجنا:- جی ہاں یہ وہی ہیں قسمت نے آخر انھیں اسجگہ پہونچا دیا۔ جہاں آنیسے انھیں انکار تھا۔

سلطان:- یہاں قیسار یہ میں کیونکر آگئیں"

ورجنا:- میں نے ابھی انسے پوچھا تھا۔ معلوم ہوا کہ خود شاہ رچرڈ نے قیساریہ پر قبضہ کیا تھا اُسکی بیماری کی وجہ سے شاہی خاندان کی عورتیں بھی ہمراہ آئی تھیں جب مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تو وہ دریا کی طرف دیوار توڑ کے جہازوں پر سوار ہوا جن لوگوں سے جا یا گیا وہ بھی اسکے ہمراہ نکل گئے۔ یہ بیچاری نہ نکل سکیں" شاہ رچرڈ معہ اور شاہی خاندان کی عورتوں کے چلا گیا اور یہ گرفتار ہو گئیں"

سلطان:- بیشک انکی حالت نہایت افسوس ناک ہے"

ورجنا:- میں چاہتی ہوں کہ آپ انھیں میرے حوالہ کر دیجیے (ہاتھ جوڑ کر) اور مجھے امید ہے کہ اپنی اس ذلیل لونڈی کی التجا کو آپ قبول کرینگے"

سلطان:- (ورجنا کی پیٹھ پر دست شفقت پھیر کے) بیٹی ممکن ہو کہ تو سفارش کرے اور نہ قبول کیجائے۔ اگر تیری مرضی ہو تو میں انھیں نہایت عزت و آبرو سے خود شاہ رچرڈ کے پاس بھیجدوں"

ورجنا:- اگر انکا یہی ارادہ ہو گا تو شاید میں کبھی اس امر کی بھی آرزومند ہوں مگر ابھی تو اسی قدر چاہتی ہوں کہ آپ انھیں میرے پاس چھوڑ دیجیے"

سلطان:- ان کے بارے میں تمکو اختیار ہے۔ چاہو چھوڑ دو۔ چاہو ہمیشہ اپنے پاس رکھو"

یہ کہہ کے سلطان شاہزادہ عزیز کا ہاتھ پکڑے ہوئے خیمہ سے باہر چلا گیا۔

لہ سلطان صلاح الدین نے بھائی ملک العادل کے ساتھ اسی بہن کو رچرڈ منسوب کرنا چاہتا تھا مگر اطراف شام اور یورپ کے عیسائیوں نے اسے بہکا دیا اسنے بڑی شد و مد سے انکار کیا اسکے کانوں میں بھر دیا گیا تھا کہ مسلمان لوگ چار چار نکاح کرتے ہیں اور سیکڑوں لونڈیاں رکھتے ہیں۔ علاوہ اسکے آئین میں عیسوی کی بڑی بیعزتی ہے۔ عیسائیوں کی اس شورش نے اُسے باز رکھا اور رچرڈ کے کہنے میں نہ آئی۔

ورجنا " خالہ جان آپ کا مزاج تو اچھا ہے "

یورپین لیڈی " ورجنا تو نے اگرچہ یہاں عزت پیدا کی۔ مگر یہ جھوٹی عزت ہے تو نے انگلستان کے شاہی خاندان ہی کا نہیں بلکہ سارے انگلستان کا نام ڈبو دیا ہاے عزت تو نے ڈبوئی۔ نام کو تو نے داغ لگایا۔ آبرو کو تو نے مٹایا۔ سچے دین عیسوی کو تو نے اپنے ہاتھ سے کھویا۔ اب تجھ میں کون بات ہے۔ جس کی وجہ سے مین تجھے اپنی بھانجی سمجھون "

ورجنا " خالہ جان "

یورپین لیڈی " نہین مجھے خالہ نہ کہو "

ورجنا " (مسکرا کر) سچی عزت وہی ہے جو خدا نے مجھے دی۔ مین گمراہ تھی۔ اب ایک برحق اور سچے دین کی پابند ہون "

یورپین لیڈی " ظالم اور جابر مسلمانون کے دین مین بھی کوئی خوبی ہے؟ ہاے تیری آنکھون پر یہ کیسے پردے پڑ گئے کہ دین عیسوی کے مقابل مین اسلام کو سچا اور اچھا کہتی ہے "

ورجنا " آپ کو ابھی معلوم نہین کہ اسلام مین کیا خوبیان ہین مین بھی اپنے دین والونکو ہمیشہ توحید کا دعوی کرتے سنا کرتی تھی مگر سمجھ مین نہین آیا تھا کہ جب ہم تین خدا کو مانتے (معاذ اللہ) خدا کے لیے بیٹا تجویز کرتے ہین۔ اور باپ بیٹے روح القدس کو ایسے خدائی کے درجے پر پہونچائے دیتے ہین تو پھر کیسے خدا ایک ہے میرا یہ خیال صحیح تھا بیشک عیسائی دھوکے مین پڑے ہوئے ہین خدا ایک ہے نہ اسکے بیٹا ہے نہ باپ نہ بھائی نہ بہن ہے۔ نہ جورو ہے نہ اور کوئی ہے جو سب اسکا پیدا کیا ہوا اور مخلوق ہے۔ ہمارے ہان ہولی ورجن (حضرت مریم) کی پرستش کی جاتی ہے۔ توحید کا دعوی کرکے بت پوجے جاتے ہین اب اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ خالہ تمھین انصاف کرو تمہین بائبل سے بھی تو مسیح خدا کا بیٹا ہونا نہیں ثابت ہوتا خدا نے اگر کسی جگہ مسیح کو بیٹا کہا بھی ہے تو دوسری جگہ سب آدمیونکو اپنا بیٹا کہدیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہان بیٹے سے مراد مخلوق ہے "

یورپین لیڈی " لڑکی مسلمانون نے تجھے باتین بنانا خوب سکھا دین۔ تو جنکے غارت ہو گئی وہ سب جانے دے تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا کیونکر یقین آ گیا۔

ورجنا ”اسلیے کہ اُنھون نے جو کچھ بتایا وہ سب سچ اور قرین قیاس ہی۔ اس سے زیادہ کیا سچائی ہو سکتی ہے۔ کہ خدا سکے آگے سب کا سر جھکوا دیا۔ بت پرستی چھڑا دی جو بات بتائی اگر انصاف کیجیے تو اسکے خلاف کوئی عقلمند نہین کر سکتا“

یورپین لیڈی ”اور یہ جو تمام دنیا پر ظلم کیا۔ تلوار ہاتھ مین لے کے خونریزی شروع کر دی یہ اچھا کام تھا“

ورجنا ”خالہ جان میرے نزدیک تو خدا کی نافرمانی کرنے والونکا قتل کرنا بُرا نہین موسٰی ہی نے بہت سی قومون پر جہاد کیا۔ آپ نے توریت پڑھی ہی۔ اور خفا نہو جیے تو عرض کرون یہ رسم تو خدا کی نکالی ہوئی ہی۔ جنھون نے نوحؑ کا کہنا نہ مانا اُنکو یکبارگی طوفان مین ڈبو دیا جنھون نے لوط کا کہنا نہ مانا اُنکا ملک اُلٹ دیا۔ اور عرصے تک اُنپر پتھر برسائے پھر ہمارے پیغمبر محمد صلعم نے ایسا کیا تو کیا بُرا کیا۔ فرق اتنا ہے کہ وہان خدا نے خود اپنے فرشتون کے ذریعہ سے کیا۔ اور یہان اپنے رسول صلعم کو حکم دیا کہ جو خدا کا کہنا نہ مانے اُنسے یہ جزیہ لے اور نہ دین تو قتل کرے“

یورپین لیڈی ”مسلمانون نے تجھے خوب سکھا پڑھا رکھا ہے۔ لوگ تیرے ذہن کی تعریف کیا کرتے تھے اب مجھے تجربہ ہو گیا ہو کہ تو حقیقت مین بڑی ذہین ہی“

ورجنا ”نہین مین اسے نہ مانونگی اب آپ کو بتانا ہوگا۔ کہ جو مین نے حاصل کی وہ عزت ہے یا وہ عزت ہے جو عیسائیون کو نصیب ہی“

یورپین لیڈی ”ورجنا کیون گمراہی کی باتین کرتی ہو۔ اے مسیحؑ کی ذریانی سے جن لوگون کی نجات ہو گئی تو اُنسے نکلی جاتی ہے۔ اور جو تیرے دلمین آئے وہ کر مگر اپنے دین سے نہ باز آ“

ورجنا ”خالہ جان محمد صلعم نے وہی بتلایا جو حضرت عیسٰیؑ اور حضرت موسٰیؑ نے کہا تھا۔ مگر بعد والون نے تثلیث کا مسئلہ نکال کے دین عیسوی کو خراب کر ڈالا۔ مسیح خدا کے پیدا کیے ہوے اور اُسکے پیغمبر تھے۔ اُنھون نے کبھی اپنی زبان سے نہین نکالا کہ مین خدا کا بیٹا ہون“

یورپین لیڈی ”ورجنا۔ تجھے مسیح کے اللّٰہ ہونے مین شک ہی اچھا وہ خدا کے بیٹے نہ تھے تو کس کے بیٹے تھے۔ یہ تو تجھے بھی معلوم ہوگا کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے“

ورجنا "خالہ جان یہ تو بہت آسان بات ہی اسکا سمجھنا ذرا دشوار نہین - مگر خدا جانے کیا بات ہی کہ عیسائی آجتک نہ سمجھ سکے - جو خدا کے قائل نہ ہون اُنکی سمجھ مین البتہ نہین آسکتا مگر ایک دیندار آدمی جو خدا کو مانتا ہی اسکی قدرت کا قائل ہی وہ کسی طرح انکار نہین کرسکتا کہ خدا سب کا پیدا کرنیوالا ہی - جسکو جسطرح چاہتا ہی پیدا کرتا ہی کسی کو ماں باپ کے ذریعے سے پیدا کرتا ہے - کسی کو صرف ماں سے پیدا کردیا - اور جسکو چاہا بغیر ماں باپ دونون کے پیدا کردیا - مسیح کو تو صرف بے باپ کے پیدا کردیا اور حضرت آدم کو اس طرح پیدا کیا کہ نہ باپ تھے اور نہ ماں تھین اُنکے بارے مین تم کیا جواب دو گی"

یورپین لیڈی "حضرت آدمؑ کو بے ماں باپ کے پیدا کرنے کی ضرورت تھی مسیحؑ کیلیے کیا ضرورت تھی کہ بے باپ کے پیدا کیے جائین"

ورجنا "ضرورت کیسی - سیکڑون پیغمبرون نے جو ہزارون معجزے دکھائے انکی کیا ضرورت تھی صرف یہی کہ کافر اور نافرمان ایمان لائین - اسی طرح خداے تعالی نے حضرت عیسیٰؑ کو یہ معجزہ دیا - حضرت صالحؑ کی اونٹنی بھی تو بے ماں باپ کے پہاڑ سے پیدا ہوتے ہی بچہ جنی تھی - وہان کیا ضرورت تھی"

یورپین لیڈی "مجھے معلوم ہوا کہ ابتو راہ راست پر نہ آئے گی مسلمانون نے تجھے بالکل بہکا دیا"

ورجنا - شاید ایسا ہی ہو - مگر خالہ جان یا تو تم مجھے سمجھا دو - یا مین تمھین سمجھا دون -

یورپین لیڈی "نہ مین سمجھا سکتی ہون نہ تو میرے سمجھائے سمجھے گی"

ورجنا "(مسکرا کر) آئیے مین آپ کو سمجھا دون کہ مذہب اسلام کیون برحق ہے"

یورپین لیڈی "نہین مین سمجھنے سے باز آئی - ورجنا دین کے بارے مین تو نے جو کچھ کیا وہ تو کیا ہی - اب یہ بتا کہ تو مسلمانون مین کیون آئی - کیا اپنے عزیز و اقارب سب کو چھوڑ دیا -

ورجنا "ٹھنڈی سانس لیکر، خالہ جان اب مین اُنسے ملنے کے قابل ہی نہ رہی اسلام کا قاعدہ ہی کہ پرانے عزیزون سے چھڑا کے نئے عزیزون سے ملا دیتا ہے دوسرے اُن لوگون مین جا کے میری زندگی دشوار ہو گی - وہ سچائی کے دشمن ہین میرے بھی دشمن ہو جائین گے"

یورپین لیڈی "نہین کوئی خوف کی جگہ نہین - مین ذمہ داری کرتی ہون"
ورجنا "اب تو یہ نہین ہو سکتا - پھر یہ بھی تو فرض ہو کہ دین اسلام کو فائدہ پہونچاؤن - اب آپ تشریف لائی ہین - میری بڑی خوش نصیبی ہے مین تو یہ رائے دونگی کہ دین اسلام قبول کر لیجیے اور اگر نہین تب بھی کچھ پروا نہین اپنے مذہب پر قائم رہیے اور یہین میرے پاس آپ تشریف رکھیے - مین آپکی ویسی ہی فرمانبردار خادمہ رہونگی جیسی وہان تھی"
یورپین لیڈی نے دل مین خیال کیا کہ جانے کا زیادہ اصرار کرنے مین اندیشہ ہے کہ جنا کہین خلاف نہو جائے - سخن سازی کے طریقے پر کہنے لگی -
"بیٹا اگر تجھے اصرار ہے تو مین انکار نہین کر سکتی - جب تو یہان موجود ہو تو مجھے کیا اندیشہ ہو سکتا ہے - اگر تو کہے گی تو مین یہین رہونگی ہان اپنا دین البتہ مجھسے چھوڑا جائیگا"
ورجنا "آپ کو اختیار ہے"

۱۲ بارھوان باب

گرفتاری

جاڑے کا موسم ہے ابر گھرا ہوا ہے - ابھی چند منٹ ہوے کہ پانی کا ایک چھینٹا پڑ چکا ہے خفیف سردی اور ترشح ہو رہی ہے - سردی خوب شدت پکڑ گئی ہے اور ہاتھ پانون شدت برودت سے صرف سن ہی نہین ہو گئے بلکہ جکڑے جاتے ہین - آسمان پر چھٹا چھٹا ابر چارون طرف پھیلا ہوا ہے بعض بعض جگہ آسمان کے سفیدی مائل نیلگونی ٹکڑے ابر کی آڑ سے نمودار ہین -
آفتاب کا کہین پتہ نہین - جاڑون کے بیروپ پتون پر مینہ کے پانی مین ڈھل جانے سے ایک کیفیت پیدا ہو گئی - مگر دیکھنے والے خیمون اور مکانون مین سمٹے اور دبے ہوے بیٹھے ہین - جنھین ہوا کے جھونکے آکے اس گوشۂ عافیت مین بھی ستاتے ہین - کہ بیچارے کانپ اٹھتے ہین اور لرزجاتے ہین اسلامی فوج کے بہادر سپاہی قیساریہ کے قلعہ اور شہر مین جا بجا اترے ہوئے ہین

اگرچہ سلطان صلاح الدین بہت سی فوج کو اپنے ہمراہ لے کے بڑھ گیا تھا مگر تھوڑے سے لوگ بھی اُس مقام کے آباد رکھنے کے لیے کافی تھے۔ جو اکثر اوقات ادھر اودھر پھرتے اور ٹہلتے نظر آیا کرتے تھے۔ لیکن سردی نے سب کو افسردہ کر کے خیمون مین بٹھا دیا اور یہ مقام بالکل خالی اور سنسان نظر آنے لگا ہے۔

اسی عالم مین قیسار یہ کے پھاٹک سے تین سوار نمودار ہوے دور سے معلوم ہوتا ہے کہ دو عورتین ہین اور ایک مرد ہے کیونکہ دو کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی ہے اور ایک کا چہرہ کھلا ہوا ہے یہ سوار خرامان خرامان آپس مین باتین کرتے چلے آتے ہین اور اُنکے چہرون سے یہ عجیب بات ظاہر ہوتی ہو کہ اس موسمی برودت کا اثر کوئی اثر نہین پایا جاتا۔ آتے آتے سوار وہ میدان طے کر آئے جو قیساریہ اور اُسکے جنوبی جانب کی پہاڑیون کے درمیان مین واقع ہے اب دیکھا تو معلوم ہوا وہ تیسرا شخص بھی مرد نہین بلکہ ایک پریجمال نازنین عورت ہے۔

یہ عورتین پہاڑیون کے دامنون اور گھاٹیون مین سیر کرنے لگین اس صحرائی اور کوہستانی منظر کا دلربا سمان دیر سے اپنی بہار اور تر و تازگی دکھا رہا تھا مگر دیکھنے والی اب یہ عورتین پیدا ہوئین جو اپنی اسوقت کی سیر کے لحاظ سے حسن قدرت کی عاشق معلوم ہوتی ہین۔ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور سردی سے متاثر ہو کر اس بے نقاب عورت نے کہا۔

”اگرچہ سردی اسوقت زیادہ ہے مگر ہم لوگون کو کچھ ایسی ناگوار نہین گذرتی“

دوسری ”خفیف سی سردی ہمپر کیا اثر کر سکتی ہے۔ جبکہ ہم شالی ممالک کی سردی کے عادی ہو رہے ہین“

بے نقاب عورت ”ورجنا چاہے ہم کو نہ معلوم ہو مگر یہان کے باشندون کو یہ سردی بہت ستاتی ہو گی“

ورجنا ”ہان خالہ اسوقت تو یہان بڑی سردی ہے۔ ہاتھ پانون ٹھٹھرے جاتے ہین (تیسری نقاب والی عورت کی طرف متوجہ ہو کر) آنسیہ مجھے نہین معلوم ہوتی ہے“

آنسیمہ ”شہزادی صاحبہ بیشک اسوقت بڑی سردی ہے“

ورجنا۔ خالہ جان اب پھر یے کہانتک بڑھی چلیے گا۔ شام کے پہاڑ مشہور ہین۔ اور ان پہاڑون مین جو قوم رہتی ہے وہ مشہور ہے۔ بدویون کا نام سن کے ہم انگلستان مین ڈرا کرتے تھے۔ اب قلعہ کو پھر چلیے۔ ایسا نہو کوئی پہاڑی سے عرب نکل کے ہمین گرفتار کرلے۔

یورپین لیڈی۔ کل ہی ان مقامات سے ہمکو کوچ کرنا ہوگا۔ خدا جانے پھر ایسی بہا ... دیکھنا نصیب ہو یا نہو۔ جہانتک ہوسکے سیر کرلو"۔

ورجنا۔ مگر راستہ بھول جانے کا بھی اندیشہ ہے۔ نہین خالہ جان اب چلو"۔

یورپین لیڈی۔ "تم گھبراتی کیون ہو"۔

یورپین لیڈی کے اصرار سے ورجنا اور آسیہ پہاڑیون مین دور تک بڑھتی چلی گئین اب آسمان کھل گیا اور آفتاب کسی قدر مغرب کیطرف جھکا نظر آنے لگا سنہری نکھری ہوئی دھوپ ہری اور دھوئی ہوئی پتیون پر بہار دکھانے لگی۔

تینون نازنین عورتین برابر پہاڑیون کے دامن مین چلی جاتی تھین۔ اس سیر کا زیادہ حصہ تو صرف حسن قدرت کے ملاحظہ مین صرف ہو رہا تھا مگر جسوقت فرصت ہوتی تھی تو دو چار باتین بھی تفریحاً ہوجاتی تھین۔ جاتے جاتے ورجنا نے اپنی خالہ سے پوچھا۔

"خالہ جان الیوبا کہان ہے۔ کل سے مین نے اُسے نہین دیکھا۔ آپ کی وجہ سے مین نے اُسے بھی آزادی دلوادی تھی۔ ایسا نہو آپ کو چھوڑ کے بھاگ گئی ہو"۔

یورپین لیڈی۔ "مجھے چھوڑ کے کہان جاسکتی ہے۔ وہین قلعہ مین ہوگی"۔

ورجنا۔ "اگرچہ آپکی خادمہ ہے مگر مجھے اُسکا اعتبار نہین۔ آپ ذرا حفاظت رکھیے ورنہ وہ موقعہ پاکے انگریزی کیمپ مین چلدیگی۔ اب ہم بہت دور نکل آئے پلٹنا چاہیے۔

آسیہ۔ ہان صحرائی عربونکا کوئی اعتبار نہین اور آج کل لڑائی کیوجہ سے یہ مقام نہایت پرخطر ہو رہا ہے"۔

یورپین لیڈی۔ "اچھا"۔ سامنے سے دو سوار آتے نظر پڑے یہ گھوڑا بڑھائے چلے آتے تھے اور انکی تیزی سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا انھین عورتون کیطرف آرہے ہین ان سوارون کی صورت دیکھ کے یورپین لیڈی نہایت درجہ متفکر ہوئی۔ وہ گھبرا کے بار بار سوارونکی صورت دیکھتی تھی اور پریشان ہوجاتی تھی۔ ورجنا صرف خوف کے وقت

بعض اوقات کے لیے بہادر نہ تھی بلکہ ہر وقت اور ہر گھڑی جرأت وبہادری کا امتحان دینے پر تیار رہتی تھی۔

ان سواروں کو دیکھتے ہی اُسنے تلوار میان سے کھینچ لی۔ اور اپنی خالہ سے کہا۔ "آپ گھبرائیے نہین کسی کی مجال نہین کہ ضرر پہونچانے کی غرض سے ایک قدم بھی ہماری طرف آگے بڑھا سکے آپ ان سوارون کو آنے دیجیے"

یہ سوار قریب پہونچے اور پہچان لیا کہ عورتین ہین تو انکی رفتار مین سستی پیدا ہو گئی گو اب بھی یہ لوگ آگے بڑھے چلے آتے تھے مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ بار بار پیچھے پھر کے دیکھ لیتے تھے۔ ان سوارون نے عورتون کے بالکل قریب پہونچ کے گھبرائی ہوئی آواز سے عربی مین پوچھا "تم کون ہو؟ اور یہان تنہا کیون پھر رہی ہو"

ورجنا "(جو کسیقدر عربی سمجھنے لگی تھی) ہم شاہزادہ عزیز کے کیمپ اور قلعہ قیساریہ سے آتے ہین تم لوگ کون ہو اور کس غرض سے آئے ہو"

ایک سوار "ہمکو سلطان صلاح الدین نے یافہ سے شاہزادہ عزیز کے پاس بھیجا ہے"

ورجنا "سلطان یافہ پہونچ گئے"

سوار "ہان پہونچگئے۔ اور نصاریٰ سے کئی لڑائیاں بھی ہوئین یہ راستہ تو فرنگیون سے بالکل صاف کر گئے تھے مگر ابھی ابھی تھوڑی دور پر ہمین ایک فوج نصاریٰ کی ملی تھی۔ ہماری صورت دیکھتے ہی ان لوگون نے تعاقب کیا ہم بھاگے ہوے آتے ہین تم بھی یہان سے بھاگو ورنہ وہ دم بھر مین یہین ہونگے۔ یہ کہہ کے منھ پھیر کے پشت کیطرف دیکھا اور خوف زدہ ہو کے کہنے لگا "دیکھو وہ آتے ہین جلدی بھاگو ورنہ تم بھی گرفتار ہو جاؤ گی"

ورجنا عیسائی کی فوج کو اپنی طرف آتے دیکھ کر نہایت پریشان ہوئی اور ساتھ والون سے پوچھنے لگی "اب اسوقت کیا کیا جائے"

سوار "پوچھنے کا وقت نہین ہے ہمارے ساتھ آئیے اور جلدی سے قیساریہ مین ہو رہیے ہمتو جاتے ہین"

آسیہ "ہان شہزادی صاحب اب سوچنے کا وقت نہین ہو چلنا ہی مناسب ہے"

یورپین لیڈی "میری رائے مین تو ہم لوگون کو ابھی اُنھون نے دیکھا نہین ہے۔ ان سوارون کو جانے دو اور ہم سب یہان دوسری گھاٹی مین ہو رہین یا کسی پہاڑی

بن چھپ جائین کسی کو پتہ نہین معلوم ہوگا بلکہ بھاگنے مین اندیشہ ہوگا“
ورجنا ”بیشک یہی مناسب ہے۔ یہ کہہ کے تینون عورتون نے دوسری طرف منھ موڑا اور اس مقام کے قریب ہی ایک آڑ کے مقام مین چھپ کے کھڑی ہوئین“
افرنجی سوار اون دونون سوارون کا تعاقب کرتے چلے ۔ اُنکی اسلحہ کی آوازون اور گھوڑون کے ہنہنانے سے معلوم ہوگیا کہ اب قریب آگئے۔
ورجنا کی خالہ نے اپنے ملک اور اپنے ہم مذہب سوارونکی زیارت کا بشدت اشتیاق ظاہر کیا کہ گو خلاف تھا مگر ورجنا نے اجازت دیدی کہ کسی مخفی مقام سے کھڑی ہو کے دیکھ آئے لیکن خوب تاکید کردی کہ اپنے چھپانے مین خوب احتیاط کرے۔
یورپین لیڈی اجازت پاتے ہی اپنے مقام سے چلی اور آناً فاناً مین نظر سے غائب ہو گئی۔
اُسکے چلے جانے کے بعد آسیہ نے کہا ”شاہزادی صاحبہ آپنے یہ غلطی کی جو اپنی خالہ جان کو جانے کی اجازت دیدی اُنکا کوئی اعتبار نہین“
ورجنا ”ہان مین بھی سوچ رہی ہون مگر کیا کرون اُنکے اصرار پر مجھ سے بے مروتی کرتے نہ بن پڑا“
آسیہ ”یہ مروت کا موقعہ نہ تھا ایسے موقعہ پر ہر کام کو سوچ سمجھ کے کرنا چاہیے“
ورجنا ”اچھا اگر کسی قسم کا خوف ہو تو آؤ ہم تم یہانسے ہٹ کے اور طرف ہو رہین“
آسیہ ”میرے نزدیک تو بلا تامل اب آپ چل کھڑی ہوجیے۔ یہ باتون اور مشورہ کا وقت نہین ہے“
ورجنا ”مگر جانے سے جو کچھ ہو مین اپنی خالہ جان کی طرف سے بدگمان نہین ہون۔ وہ میرے ساتھ دشمنی نکرینگی“
آسیہ ”یہ مذہب کا واسطہ ہے اسمین باپ بیٹے کا بھی اعتبار نہین“
یہ جملہ آسیہ تمام ہی کر چکی تھی کہ یورپین سوار سامنے نظر آئے جنھون نے پہلے تو ٹھہر کے ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور آخر ورجنا اور آسیہ کو دیکھ کے گھوڑے بڑھائے۔ اسوقت آسیہ کا کلیجہ دھڑک رہا تھا اور ورجنا کے حرکات و سکنات سے ایک عجیب قسم کی بیتابی اور تحمل کے آثار نمایان تھے۔ سوارون کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کچھ دیر تو وہ ایک سکتے

کے عالم مین رہی - یکایک اُسکا سکوت ایک فوری جوش اور پھرتی کی حرکت سے ٹوٹا - گویا ایک بجلی چمک گئی - آنکھون نے جھپک جانے کے بعد دیکھا تو ننگی تلوار ایک جلادار آئینہ کی طرح اُسکے ہاتھ مین چمک رہی تھی - جسمین قضا اور موت کی مہیب صورت بہت صاف نظر آتی تھی قبل اسکے کہ سوار سر پر آپہونچین ورجنا نے اپنی خادمہ آسیہ کو اپنے پیچھے کیا اور خود تلوار تان کے یادوسے الفاظ مین یون کہا مانے کہ مرنے پر تیار ہو کے کھڑی ہو گئی

یہ سوار ورجنا کے قریب آکے ٹھہر گئے نہ اُنھون نے حملہ کیا اور نہ اُنکو وار کرنیکی جرأت پڑی -

سوار کھڑے ہی ہوے تھے کہ ورجنا کی خالہ سوارون سے نکلی اور کہنے لگی "ورجنا جتنے دنون تیری قسمت مین مسلمان رہنا تھا رہ چکی - اب آ اپنے عزیزون مین شامل ہو اپنے دین کو اختیار کر - اپنی قوم کا ساتھ دے - اگر تو اسوقت توبہ کریگی تو مین وعدہ کرتی ہون کہ وہان چلکے اپنے بھائی رچرڈ سے تیری خطا معاف کرا دونگی اگرچہ وہ تجھپر بہت خفا ہین مگر تو خوف نہ کر وہ میرے کہنے سے معاف کر دینگے -

ورجنا "خالہ جان مجھے نہ معلوم تھا کہ تم مجھے اس طرح دغا دوگی حقیقت مین مین نے ہی برا کیا کہ آپ کے ساتھ بھلائی کی - خیر کچھ خوف نہین - وہ ایک اور اکیلا خدا میرے اور آپ کے دونون کے کامونکو دیکھ رہا ہے - آپ کی ان دھمکیون سے مین خدا کو نہ چھوڑونگی - جسپر ایمان لا چکی ہون شاید رچرڈ سے زیادہ میرے دل مین اُسکا ڈر ہے - دین اسلام سے اب مین منھ نہین موڑ سکتی - اور تمکو گواہ کر کے کہتی ہون کہ اگر جان دونگی تو توحید پر -

یورپین لیڈی "ورجنا تو نے ہمارے دین کو دھوکا دیا اسلیے میرا فرض تھا کہ تیری شرارت پر تجھکو سزا دون"

ورجنا "خراب اسکا ذکر نہ کرو جو کچھ ہونا تھا ہوا"

یورپین لیڈی "اب مصلحت اسی مین ہے کہ بے لڑے تو اپنے تئین ہمارے حوالہ کر دے"

ورجنا "میری زندگی مین تو یہ دشوار ہے کہ کوئی مجھے ہاتھ لگا سکے گو مین ایک عورت ہون مگر مسلمان عورت ہون خدا نے میرے دل کو تمھارے مردون سے بھی زیادہ بہادر کر دیا ہے بہتون کو یہین دامن کوہ مین قتل کر دونگی اور مر جاؤنگی"

یورپین لیڈی "دیکھو میں تجھے سمجھاتی ہوں کہ تو اپنے آپ کو ہماری سپردگی میں دیدے "

ورجنا "خالہ جان یہ تو نہوگا - یہ مسیحی سوار مجھپر نہیں میری لاش پر قبضہ کر سکیں گے "

جب یورپین لیڈی نے دیکھا کہ کوئی نصیحت ورجنا پر کارگر نہیں ہو سکتی تو اپنے سوارون کو حکم دیا کہ یکبارگی حملہ کرکے ورجنا کو گرفتار کرین بغیر اسکے کہ اُسکو کسی قسم کا صدمہ پہونچے -

نازنین اور نازک اندام ورجنا پر سب سوار ٹوٹ پڑے یہ ظاہر ہے کہ اسنے زندہ گرفتار ہونے کے لیے تلوار نہیں نکالی تھی - سو ورجنا نے دس بارہ سوارون کو اپنی تلوار سے قتل کیا -

وہ خود بھی زخمی ہوتی جاتی تھی اور زیادہ جرأت کے ساتھ طیش کھا کھا کر تلوار کے وار کرتی جاتی تھی - اودھر عیسائیون کی طرف مقتولین کی تعداد بیس کے قریب پہونچگئی اور ادھر ورجنا کے پیارے نازک جسم کو بھی تیرہ چودہ زخم پہونچ گئے کہ بہت سا خون بہ گیا -

ناطاقتی اس حد تک پہونچی کہ مہ طلعت ورجنا اپنے لباس کو خون کے رنگ مین رنگ کے گھوڑے کی پیٹھ سے تیورا کے گری اور غش آگیا -

یورپین سوارون نے گو بہت احتیاط کی کہ پیاری ورجنا زخمی نہو مگر کیا کرتے بے زخمی ہوے وہ اُنکے ہاتھ گرفتار ہی نہیں ہو سکتی تھی کئی سوارون نے ملکے ورجنا کو اٹھایا - آسیہ کو گرفتار کیا -

یورپین سوار ساحل شام کیطرف نہایت عجلت کے ساتھ روانہ ہوے ان لوگون کو راستہ بھر ڈر رہا کہ کہیں مسلمانون کا سامنا نہو جائے مگر بخیریت تمام سمندر تک پہونچ گئے اور اپنے جہاز پر سوار ہوکے لنگر اوٹھادیا -

یہ نہیں معلوم کہ یہ جہاز کدھر روانہ ہوے مگر ابھی تو ساحل کو چھوڑکے وہ سیدھے مغرب کی طرف چلے ہین -

ہوا تیز چل رہی تھی اور پھریرے کو نہایت خوبصورتی سے لہرا رہی تھی خدا جانے غریب بیدست و پا ورجنا کے دل پر اُسوقت کیا گذرتی ہوگی -

تیرھوان باب

جستجو

"قلعہ قیسا ریہ کے عالی شان پھاٹک پر اسلامی جھنڈا اُڑ رہا ہے۔ جھنڈے کا سفید پھریرا آسمان پر گھرے ہوے سیاہ ابر کے نیچے لہرا لہرا کے نہایت دلفریب کیفیت دکھا رہا ہے۔ مغربی پہلو کے آسمانی ابر کے چند چھٹے ٹکڑے دن سے آفتاب نمودار ہوا ہے اور اسکی سنہری دھوپ اس شاندار پھریرے پر اور بھی لطف پیدا کر رہی ہے پھاٹک مین شاہزادہ عزیز ایک سکوت کے عالم مین متردد کھڑا ہے اور قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھڑیون کے گذر جانے کے ساتھ اُسکا انتشار بھی ترقی کرتا جاتا ہے۔

یہ عالی مرتبہ اور شیر دل شاہزادہ اپنے دل مین کہہ رہا ہے۔

"ہاے وہ کہان گئی! کچھ پتہ نہین چلتا! اُسکی تو کہین جانے کی عادت بھی نہ تھی! حیرت ہے کہ اُسکی خادمہ آسیہ اور اُسکی خالہ کا بھی پتہ نہین۔ کہین دغا تو نہین کی گئی؟ مگر ایسا نہین ہو سکتا وہ دل سے اور سچے اعتقاد سے مسلمان ہوئی ہے اگر کوئی اڑوا لے تب بھی دین اسلام کو نچھوڑے گی۔ کوئی بات نہین سمجھ مین آتی۔ آخر پھر کہان گئی؟

عربی سوار آتے نظر آئے۔ یہ سوار اس شدت سے گھوڑا دوڑاتے آرہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا گویا کسی کے خوف سے بھاگے آتے ہین۔ پھاٹک کے قریب پہونچ کے اُنھون نے دم لیا اور ایک مضطربانہ حرکت سے شاہزادہ عزیز کو سلام کیا۔ چونکہ بہت تیزی سے گھوڑا دوڑانے کے باعث اُنکا دم پھول گیا تھا اس وجہ سے سلام کے بعد اور کوئی لفظ زبان سے نہ نکال سکے۔ خاموشی سے کھڑے ہوکے کانپنے لگے۔

عزیز "تم لوگ کہان سے آتے ہو؟ اور کیون اسقدر گھبراتے ہو"

سوار "حضور! افرنجی ادہ آگئے"

عزیز "کہان"

سوار "(جنوب کی پہاڑیون کی طرف اشارہ کرکے) وہان"

عزیز "تم کو دھوکا ہوا ہوگا"

سوار "دھوکا نہین۔ ہمنے اُنھین اپنی آنکھون سے دیکھا۔ اُنکے بہت سے سوار

ہمارے پیچھے دوڑے اور ہم لوگ اپنی جان لے کے بھاگے وہان سے بھاگے تو یہان ہمنے آکے دم لیا۔
عزیز "تم لوگ آئے کہان سے ہو"
سوار "حضور ہم دونون کو سلطان صلاح الدین نے یافہ سے یہان آپکے پاس بھیجا ہی یافہ پر سلطان سے اور افرنجیون سے کئی لڑائیان ہوئین اب یہ معلوم ہوا کہ نصاریٰ کا قصد عسقلان پر بڑھنے کا ہی۔ احتیاطاً سلطان کچھ فوج یافہ مین چھوڑ کر عسقلان کو تشریف لے گئے ہین تاکہ عسقلان کو افرنجیون کے قبضہ سے بچائین۔ یافہ کی فوج مین اگرچہ کئی بہادر اور تجربہ کار افسر موجود ہین مگر سلطان نے حکم دیا ہی کہ آپ تشریف لیجا کر اس فوج پر حکمرانی کرین اور نصاریٰ کو غالب نہونے دین" ہم قیساریہ کے قریب پہونچ گئے تھے کہ ہمین افرنجیون کی بڑی بھاری جماعت ملی۔ ہم وہان سے بھاگے اور پہاڑیون کے اندر ہی اندر آرہی تھے کہ ہمین تین عورتین گھوڑون پر سوار ملین۔ اُن عورتون سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ہی قلعہ سے نکل کے سیر کی غرض سے گئی ہین۔ ہمنے اُنسے بھی بھاگنے کو کہا اور افرنجی فوج کا حال بیان کیا وہ عورتین نہایت پریشان ہوئین۔ اور اُنھون نے ہماری طرح بھاگنے کا قصد کیا مگر خدا جانے کہ کیا سبب ہوا کہ وہین رُک گئین۔ اور ہم مارے خوف کے بھاگے چلے آئے"
ان عورتون کا تذکرہ سنکے شاہزادہ عزیز کا دل ایک بیتابی اور جوش کی حرکت سے دھڑکنے لگا اُسنے اپنے دل مین کہا۔
"یہ عورتین کون تھین؟ بیشک میری پیاری ورجنا ہی تھی۔ اُسکے ساتھ ایک آسیہ ہوگی اور دوسری اُسکی خالہ ہوگی۔ ہاے تو کیا اُسکو مسیحیون نے گرفتار کرلیا ہوگا وہ خود سے تو نہین چلی گئی۔ مگر ایسی راسخ الاعتقاد شاہزادی کی نسبت کبھی نہین گمان ہو سکتا کہ صرف فریب دینے کے لیے مسلمان ہوئی ہو۔ اور اُس سے تو کسی نے مسلمان ہونے کو کہا بھی نہ تھا وہ تو خود ہی مسلمان ہوئی شاید شاہ رچرڈ کی بہن اُسے بہلا کے یہان لے گئی ہو اور وہان پھنسوا دیا ہو۔ مگر اُسے بھی کیا خبر کہ عیسائیون کی فوج قیساریہ کے قریب موجود ہی۔ خدا جانے کیا بات ہو مگر ہاے پیاری ورجنا افرنجیون کے قبضے مین آگئی اور ہان اُتو بغیر لڑے بھڑے اور بغیر اپنی بہادری دکھائے گرفتار ہوئی ہوگی ہاے بڑا غضب ہوا۔ اب کیا ہوگا۔ اگر تھوڑے بہت افرنجی ہونگے تو اُنکو تو اُس نے

خاک مین ملادیا ہوگا اور اگر بہت ہوے تو جان دیدینے پر آمادہ ہوگئی ہوگی۔ خدا کرے دشمن زیادہ نہون"۔ (سوارونکی طرف دیکھ کر) کیون تمھاری نظر مین افرنجیونکی کسقدر فوج ہوگی"

سوار "حضور پانسو سوارون سے کم نہونگے"

عزیز "پانسو"

سوار "جی ہان حضور پانسو۔ بہت نہین ہین"

عزیز "بیشک بہت ہین" (دلمین) میری ورجنا اکیلی ہے اُسکے مقابلہ مین پانسو سوار گھوڑے ہوے۔ ظالم کہتا ہے بہت نہین ہین۔ افسوس اسوقت مین کوئی بندوبست نہین کرسکتا ہاے کیا کرون"

شاہزادہ عزیز قلعہ مین آیا اور پانسو ترکون اور عربون کو ہمراہ لے کر پہاڑیون مین گھسا تمام گھاٹیان اور کل پہاڑیان چھان ڈالین مگر کسی کا پتہ نہ لگا۔ ایک پہاڑی کے دامن سے مڑکے ایکدوسرے پہاڑی کے پہلو مین گیا تو پندرہ بیس لاشین دکھائی دین لیک کے قریب گیا خون سے زمین رنگی ہوئی تھی۔ شاہزادہ کھڑا ہوکر اس مقام کو حیرت سے دیکھنے لگا اور سوار لاشون کے قریب جاجاکے غور کرنے لگے کہ کسی مین کچھ جان باقی ہو یا نہین یکایک ایک سوار کی لاش کیطرف اشارہ کرکے چلایا دیکھو یہ زندہ ہو صرف زخمی ہوا ہے۔ لوگون نے بڑھ کے دیکھا تو واقعی اُسمین جان باقی تھی۔ یہ شخص کاری زخم کے صدمے سے بیہوش پڑا تھا اور اسقدر بیحس وحرکت اور بیدم تھا کہ ساتھ والے مردہ سمجھ کے چھوڑ چلے گئے تھے عربی سوار کوشش کرنے لگے کہ کس طرح اسے ہوش مین لائین۔ تاکہ اصلی واقعہ کا کچھ حال معلوم ہو۔ اندازاً تین گھنٹہ کے بعد اسے ہوش آیا اور بہت سے عربی اور ترکی سپاہیون کو اپنے گرد دیکھ کے حیرت کرنے لگا۔

شاہزادہ عزیز نے بڑھ کے لنگو فرنیکا زبان مین پوچھا "تم کون ہو اور کس فوج مین تھے"

زخمی "صاحب مین اُس مسیحی فوج مین تھا جو آج صبح یہان قیساریہ کے قریب ایک ضرورت سے آئی تھی"

عزیز "کس ضرورت سے وہ فوج یہان آئی تھی"

زخمی "(اپنے دل سے خطاب کرکے) ابتو وہ غرض حاصل ہی ہوگئی۔ چھپانے سے

کیا فائدہ؟ (شاہزادے سے) صاحب وہ فوج شاہزادی ورجنا کے گرفتار کرنے اور ہمارے بادشاہ رچرڈ کی ہمشیرہ کو چھڑا لے جانے کی غرض سے آئی تھی۔

عزیز " تم کس کے حکم سے آئے ہو اور تمکو کیونکر یقین ہو گیا کہ دونوں شاہزادیوں کو تم نکال کے لیجا سکوگے "

زخمی " شاہ رچرڈ کی ہمشیرہ نے اپنی ایک خادمہ کے ذریعہ سے مخفی طور پر ہمیں اطلاع دی تھی کہ فلان وقت پانسو سپاہی سوار قیساریہ کی پہاڑی میں موجود ہوں اسوقت میں ذرق نہونے پائے میں خود بھی آؤنگی اور ورجنا کو بھی باتوں میں بہلا کے لے آؤنگی۔ اس درخواست کے بموجب ہملوگ یافہ سے روانہ ہو کر یہاں آئے دیر تک جستجو کرتے رہے آخر اس پہاڑی کے اس طرف ہم لوگ پہونچے تھے کہ ہمارے بادشاہ کی ہمشیرہ صاحبہ ہمارے پاس آئیں اور بیان کیا کہ اپنی تدبیر میں وہ کامیاب ہوئیں شاہزادی ورجنا اسطرف ہے تم لوگ چلکے گرفتار کر لو یہ سنکے ہمکو بہت خوشی ہوئی اور ہم نے آتے ہی شاہزادی ورجنا کو گھیر لیا۔ اس موقعہ پر بادشاہ کی ہمشیرہ صاحبہ نے ورجنا سے کہا کہ وہ دین اسلام سے توبہ کرے اور اپنی قوم میں لیجانے کے ساتھ ہی رچرڈ سے اسکی خطا معاف کرا دینے کا بھی وعدہ کیا مگر ورجنا نے ایک نہ مانی اور لڑنے پر آمادہ ہو گئی۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور تھوڑی دیر میں ہمارے بیس پچیس آدمی گر پڑے۔ میں سب کے آخر میں زخمی ہو کر گرا۔ شاہزادی ورجنا بھی آخر بہت زخمی ہوئی۔ اور اسقدر خون بہا کہ غش کھا کر گر پڑی میں اسوقت تک ہوش میں تھا جب لوگ بیہوش شاہزادی ورجنا کو لیجانے کی غرض سے اٹھا رہے تھے "

ورجنا کے یہ مصائب اور اسکے سچے استقلال کا حال سنکے شاہزادہ عزیز سے بالکل صبر نہو سکا۔ آنسو بھر آئے اور نہایت حسرتناک دل سے ورجنا کی وفاداریوں کو یاد کر کے کچھ دیر ان خیالات میں محو رہنے کے بعد اُس زخمی یوربین کی طرف متوجہ ہو کے پوچھا " اب وہ لوگ یہاں سے کہاں گئے ہونگے "

زخمی " یہاں سے تو جہاز پر سوار ہو کے یافہ گئے ہونگے۔ وہاں پہونچنے کے بعد ہمارے بادشاہ کی جو رائے ہو گی کرے گا۔ چاہے ورجنا کو اپنے پاس رکھے اور چاہے عکہ بھیجدے "۔

یہ سب حالات دریافت کرکے نہایت حسرت و اندوہ کے ساتھ شاہزادہ عزیز وہان سے قیسار یہ کیطرف روانہ ہوا۔ اُس عیسائی کو بھی ہمراہ لیا کہ شاید کچھ اور حالات معلوم ہون اب شاہزادہ عزیز مین دراصل اتنی تاب و طاقت نہ تھی کہ یافہ کا راستہ چھوڑ کے قیساریہ کو بھی جائے مگر جنگی ضرورتون نے مجبور کر دیا وہ اپنا سامان درست کرنے کی غرض سے قیساریہ کے قلعہ مین داخل ہوا۔

جسقدر فوج کی ضرورت معلوم ہوئی قیساریہ مین چھوڑ دی باقی فوج ہمراہ لیکے یافہ کو روانہ ہوا۔

یہ غنیمت تھا کہ فوجی ضرورت اور سلطانی حکم سے بھی شاہزادہ عزیز کو یافہ جانا چاہیے تھا ورنہ اگر کہین اور جانیکا حکم ہوتا تو عشق کی کششین بمشکل اجازت دیتین۔

اب شاہزادۂ عزیز قیساریہ سے لڑنے اور مسلمانون کو لڑانے کی غرض سے نہین چلا تھا وہ صرف یہ خیال دلمین لیکے روانہ ہوا تھا۔ کہ پیاری ماہ طلعت ورجنا کو ظالمون کے پنجے سے چھڑا لاؤنگا۔ اور یا اُسی کی کوشش مین جان سے ہاتھ دھوؤنگا۔

ہمارے ناظرین کو تجربہ ہو چکا ہے کہ شاہزادہ عزیز انتہا درجہ کا بہادر بھی ہے اور اسی کے مطابق مستقل مزاج بھی ہے۔ ایک ایسے شخص کے دل مین اس قسم کا خیال پیدا ہو جانا نہایت عجیب بات ہے جو نہ کر گذرے تھوڑا ہے۔

جن رفتار اور جن اصول سے اندنون فوجین روانہ ہوا کرتی تھین شاہزادہ عزیز نے اُن سب اصول کو توڑ دیا اور اعتدال سے زیادہ سرعت کے ساتھ چلکے یافہ پہونچگیا قیساریہ کے بعد مسیحیون نے یافہ کا محاصرہ کیا تھا سلطان صلاح الدین نے پہونچ کے پہلی لڑائی مین تو شکست دیدی تھی۔ مگر عیسائیون نے جب دوبارہ شہر عکہ سے اور فوج منگا کے مقابلہ کیا تو مسلمانون کو شکست ہوگئی تھی۔ عرب لوگ اس لڑائی مین بہت بری طرح پسپا ہوگئے۔ اور عین اسی شکست کے وقت معلوم ہوا کہ شاہ رچرڈ کا ارادہ ہے کہ یافہ سے بڑھ کے عسقلان پر قبضہ کرے عسقلان اُن دنون نہایت آباد شہر تھا اہل اسلام کے بہت سے علما اور ہزارہا دینی عمارتیں اس شہر مین موجود تھین سلطان کو خیال ہوا کہ کہین ایسا نہو اس بے سروسامانی مین عیسائی لوگ عسقلان پر قبضہ کرلین۔

بجز اسکے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ شاہزادہ عزیز کو قیساریہ سے طلب کرکے یافہ کی مہم مین اپنا قائم مقام کرے اور خود جا کے عسقلان کی حفاظت کرے اسی بنا پر اُسنے ملک العزیز کو بذریعہ دو سوارون کے یافہ مین پہونچنے کو کہا تھا اور خود عسقلان چلا گیا تھا۔

شاہزادہ عزیز جسوقت یافہ مین پہونچا۔ اُسکے دل کی عجیب حالت تھی بیتابی کسی امر پر قرار نہین لینے دیتی تھی۔ معشوقہ دلربا کی مفارقت اور وہ بھی اس خیال کے ساتھ کہ ہاے وہ نازنین ظالم عیسائیون کی قید مین ہے۔ خدا جانے اُسکی روح پر کیا اثر کر رہی تھی بہادری کا خیال اور شاہزادگی کا رکھ رکھاؤ اسکا بھی موقع نہین دیتا تھا کہ کسیوقت دو آنسو بہا کے دل کی بھڑاس نکال ڈالے۔

آتش عشق رہ رہ کے سینے مین بھڑکتی تھی۔ اور دل سے بخارات اُٹھتے تھے دماغ مین ٹکر کھاتے تھے۔ اور ذاتی بہادری پر تازیانے کا کام دیتے تھے۔ یافہ مین پہونچ کے وہ ایک افسردگی کے ساتھ اُس شاہی خیمہ مین گیا جو اُسکے لیے نصب کیا گیا تھا تھوڑی دیر تک حسرت واندوہ کے دریا مین غوطے کھاتا رہا۔ اپنے دل مین کہتا تھا افسوس مین زندہ ہون اور میری نازنین معشوقہ نہین معلوم کن آفتون مین مبتلا ہے عیسائی اُس کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتے ہونگے۔ مجھے تو خوف ہے کہ خدانخواستہ اُسکی جان کو کوئی صدمہ نہ پہونچے۔ سنتا ہون شاہ رچرڈ بھی یہین یافہ مین ہے وہ یہین آئی ہوگی پھر مین کس بات کا منتظر ہون۔ جب ورجنا ہی میرے پہلو مین نہین تو مین کیون زندہ موجود ہون۔ بیشک مجھے نہونا چاہیے۔ مین اسیوقت عیسائیون پر حملہ کرتا ہون بس اب لڑائی کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یا مین نہین اور یا میری پیاری ورجنا میرے پاس ہوگی۔

دلمین یہ منصوبہ ٹھہرا کے شاہزادہ عزیز خیمہ سے نکلا اور حکم دیدیا کہ تمام فوج آراستہ ہو جائے۔

دس ہزار فوج یافہ پر اہل عرب اور ترکون کی پہلے سے ٹھہری ہوئی تھی اور چھ ہزار سوار قیساریہ سے شاہزادہ عزیز کے ہمراہ آئے تھے۔ کل سولہ ہزار فوج فوراً آراستہ ہوگئی اور ایک ہی گھنٹہ مین طبل جنگ بجا دیا گیا۔ مسلمانون کی فوج مین پیادے بالکل نہ تھے۔ سب سوار تھے۔ شاہزادہ عزیز کا ارادہ تھا کہ سہ (۳) فوج کے یہین سے حملہ کرکے

عیسائیون پر جا پڑے۔ خیمون کے قریب ہی اسنے اپنے سوارونکو تین حصون مین تقسیم کیا۔ ہر حصہ پر ایک ایک افسر کو معین کیا اور کل فوج پر اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ افضل کو حکمران کیا۔ اس انتظام کے بعد خود صفون کے آگے ایک چکر لگایا اور آخر بیچ مین نیزہ گاڑ کے کھڑا ہو گیا۔ اور کل فوج کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا۔

"اے برادران مسلمین مین سنتا ہون مگر مجھے یقین نہین آتا کہ یافہ مین ہم کو شکست ہو گئی۔ کیا یہ سچ ہے؟ اگر سچ ہے تو ہماری بہادری کے دامن مین دھبا لگ گیا اور یہ دھبہ جب ہی چھٹے گا جب ہم تم سب ملکے حملہ کرین اور اس شکست کا معاوضہ اسی یافہ کی دیوارون کے سامنے کر لین اسلام کی شرافت اسی مین ہے کہ وہ اعلےٰ درجہ کی خالص بہادری دکھا دے ہمارے ہادی برحق فرماتے ہین۔

"الجنۃ تحت ظلال السیوف" (جنت تلوارون کے سائے کے نیچے ہے) بیشک ہم اُسی وقت تک شریف ہین جبتک ہم بہادر ہین۔ یہ لوگ جو تمسے لڑنا چاہتے ہین خدا کے بھی دشمن ہین اور تمھاری شرافت کے بھی دشمن ہین۔

اے برادران اسلام بڑھو اور ان سب لوگون کو کاٹ کے ڈالدو۔ غیرت نے مجھ مین اتنا جوش پیدا کر دیا ہی کہ اسوقت مین لڑنے کے لیے تمھارے ساتھ نہین چلتا ہون بلکہ جان دینے کے لیے تمھارے ساتھ ہون۔ اسی سبب سے مین نے شہزادہ افضل کو تم سب پر حکمران کیا بس اب چلے چلو۔ میرا جوش زیادہ کہنے سے بھی رُکتا ہے۔

یہ کہکر شاہزادہ عزیز نے نیزہ ہاتھ مین لیا اور مسیحیون کی طرف چلا مسلمانون کی فوج کے تین حصے تھے اور یہ قرار دے لیا گیا تھا۔ کہ گھنٹہ گھنٹہ بھر بعد ہر فوج حملہ کرے ہر حصہ کے افسر کے ہاتھ مین نشان دیا۔ شاہزادہ عزیز کے بڑھتے ہی پہلے نشان کو حرکت ہوئی اور اُسکے نیچے والے مسلمان سوار ایک سپہگری کے رعب سے اپنے نیزون کو جنبش دیتے چلے نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا اور مسیحی لوگ جو پہلے ہی طبل جنگ کی آواز سنکے لڑائی کا سامان کرنے لگے تھے اُنکا شیرانہ حملہ روکنے کی غرض سے صفین باندھ کے اور دل مضبوط کر کے کھڑے ہو گئے۔ چشم زدن مین دونون فوجین ملگئین۔

مسلمان سوارون نے حملے کی پہلی ضرب مین تو اُن لمبے لمبے نیزون سے کام لیا جن کو چلتے وقت اُنھون نے آڑا کر لیا تھا۔ مگر جب بالکل پاس پہونچ گئے

تو دونون جانب یک بیک ہر ہر سوار کے سر پر بجلیان چمک گیئن - یہ بجلیان ابتدائی چمک مین تو صاف اور شفاف نظر آیئن - مگر دوسری نظر مین غور کیا تو سرخی مائل تھین اور تدریجا انکی سرخی ترقی کرتی گئی -

پورے گھنٹہ بھر بڑی زور شور سے اور نہایت جوش و خروش سے لڑائی ہوتی رہی یکایک دوسری عربی فوج نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کیا مسیحیون مین اس فوج کے حملہ سے ایک اضطراب پیدا ہو گیا - مگر بڑے استقلال اور نہایت جرأت سے لڑتے رہے مسلمانون کے حملے نے اپنے ریلے مین اُنھین اسقدر پیچھے ہٹا دیا کہ اپنے خیمون کے پاس پہونچکے ٹھہرے اور لڑنے لگے -

مسیحی لوگ استقلال کا پورا نمونہ بھی نہین دکھانے پائے تھے کہ عربون کی تیسری فوج نے حملہ کیا - اس فوج کے حملہ کے ساتھ ہی شاہزادہ عزیز نے (اگرچہ پہلے ہی فوج کے ساتھ حملہ کیا تھا) ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ یورپین لوگون کی صفون کو چیرتا اور اُنکے سپاہیونکو قتل کرتا ہوا نکلگیا اور مسیحی لشکر گاہ مین پہونچ کے ہر ہر خیمہ پر حملہ کرنے لگا - بہت سے خیمے گرا دیے اور بہتون مین شمشیر زنی کرتا ہوا گھستا چلا گیا - یہ سب کوششین وہ پیاری ورجنا کیلیے کر رہا تھا مگر افسوس ہنوز اپنے مقصود مین کامیاب نہونے پایا تھا کہ عیسائی لوگ نہایت بزدلی سے شکست اُٹھا کے بھاگے اور دین مسیحی کے بدحواس سپاہی اُسی طرف سے ہو کے گذرنے لگے جہان شہزادہ عزیز بہادری اور عشق دونون چیزون کا جوش دکھا رہا تھا -

شاہزادہ عزیز کو یہ حال دیکھکے اپنی معشوقہ شیرین ادا کی جستجو سے دست بردار ہونا پڑا - وہ بزدل اور مغرور سپاہیونپر جھک پڑا جو تعاقب کرنیوالے عربون کے خوف سے بے تحاشا بھاگے چلے آتے تھے - شاہزادے کی آبدار تلوار نے سیکڑون کا خون بہا دیا آخر جن لوگون کی قضا آچکی تھی وہ تو مارے گئے باقی اپنے خیمونمین سے جو کچھ لیا گیا لے کے چل کھڑے ہوے -

فاتح اور کامیاب مسلمان خوشی خوشی آ کے شاہزادہ عزیز سے ملے - مگر اُسکی صورت پر نامرادی کے آثار کا ہنوز موجود ہونا کیسا اور ترقی کر گئے تھے - اُمید نے اُسے پھر ابھارا اور مسیحی فوج مین جا کے تلاش کرنے لگا - کہ شاید ورجنا کا پتہ لگ جائے لیکن بالکل سراغ نہ لگا -

اگر جوروش ورجنا شاہزادہ عزیز کے ہاتھ لگ جاتی تو اچھا ہوتا کیونکہ بہادر اور نوجوان شاہزادے کا جوش اسی لڑائی پر تمام ہو جاتا اور گویا انھین مسیحیون کے قتل ہونے کو جو اس لڑائی مین مارے گئے اپنے گذشتہ نقصان کا انتقام تصور کر لیتا۔ مگر افسوس عیسائیون کے حق مین یہ بہت برا ہوا کہ بلند حوصلہ شاہزادہ پیاری ورجنا کے وصال سے ناکام رہا۔ لڑائی سے فراغت ہو چکنے کے بعد اسکا جوش بڑھنا شروع ہوا اور دلکی بیتابی ترقی کرنے لگی اب شاہزادہ مایوسی کے ساتھ اپنے خیمہ مین گیا اور بیٹھ کے اپنے دلمین سوچنے لگا۔ ہائے ایکیا مین اب پیاری ماہ طلعت ورجنا سے نہ مل سکونگا؟ مین بالکل نہین سمجھ سکتا کہ کیا ہونا ہے۔ کیا خدا کی راہ مین ثواب حاصل کرنے کا نتیجہ خودکشی ہی ہے؟ میری طبیعت اب مجھے اسی بات پر مجبور کرتی ہے۔ ہائے کیا کرون۔ اچھا خودکشی ہی کرنا ہے تو ان ظالم عیسائیون سے خوب اچھی طرح سمجھ لونگا۔

دلمین یہ کہہ کے سر اوٹھایا اور ایک عربی افسر سے جو اسکے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا "تمھین کچھ معلوم ہے کہ کسقدر نصاری آج لڑائی مین گرفتار ہوے ہین؟"

افسر "حضور پانچہزار سے کچھ زیادہ مرد ہین۔ اور تخمیناً تین ہزار بچے اور عورتین ہین"

شاہزادہ عزیز "شاہزادہ افضل نے انکی نسبت ابھی کوئی انتظام تو نہین کیا"

افسر "انھون نے اس امر کو آپ کی مرضی پر اور آپ کے حکم پر منحصر رکھا ہے جیسا حکم ہو عمل مین لایا جائے"

شاہزادہ عزیز "اچھا ان سب کو میرے سامنے لاکے حاضر کرو"

تھوڑی دیر مین وہ سب لاکے حاضر کیے گئے شاہزادہ عزیز نے خیمے سے نکل کے پہلے عورتون کی طرف رخ کیا۔ تمام عورتین رو رہی تھین اور بچے چیخ چیخ کے اپنی مظلومی اور بیکسی ظاہر کرتے تھے۔ شاہزادے کے دلمین بار بار رحمدلی کا جوش پیدا ہوتا تھا مگر انتقام کا جوش پھر غصہ دلا دیتا تھا۔ ناگہان شاہزادے کی نظر اپنی معشوقہ کی خادمہ آسیہ پر جا پڑی لپک کے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور قیدی عورتون مین سے باہر نکال لایا اور بیتابی و اضطراب کے ساتھ حال پوچھنے لگا۔ آسیہ نے ساری سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور آخر مین کہا "تمھاری شاہزادی گرفتار کر کے یہان بھیجی گئی۔ شاہ رچرڈ نے اس تھوڑے سی عرصہ مین بڑے بڑے ظلم کیے۔ افسوس بہت بڑے ظلم کیے۔ مجبور کیجاتی ہے کہ دین اسلام

سے باز آئے مگر وہ کسی طرح نہین مانتی سب طرح کی سختیان برداشت کرتی ہو مگر اپنے دین سے نہین باز آتی -

شاہزادے صاحب آپ اب اسکو نہ دیکھ سکین گے قبل اسکے کہ آپ اُس تک پہونچین وہ مرجائیگی - جو سختیان اُسپر ہو رہی ہین اُنکا خیال کرکے گھڑی بھر بھی اُسکی زندگی کی اُمید نہین ہوسکتی -

اسوقت بہت اچھا موقعہ تھا مین نے بڑی کوشش کی کہ عیسائی لوگ اوسے اپنے ساتھ نہ لیجانے پائین مگر میرا کچھ زور نہ چلا کئی افسر ملکے اُسے اپنے ساتھ کھینچ لے گئے اور یہ سب اُسکی خالہ کا کیا ہوا ہی وہ جان بوجھ کر اُسپر ظلم کرا رہی ہے - دُنیا مین کوئی کس اُمید پر کسی کے ساتھ بھلائی کرے -

عزیز پر آسیہ کی تقریر نے کچھ ایسا اثر کیا کہ بے اختیار آنسو نکل پڑے - شاہزادہ عزیز مین اسوقت اتنی تاب نہ تھی کہ کوئی سوال و جواب کرے مگر اُسنے صبر کا پتھر کلیجے پر رکھا اور یو پوچھنے لگا" پیاری ورجنا کی خالہ کو یہ موقع کیونکر ملا کہ میری دلربا نازنین کو گرفتار کرکے لے گئی ؟ ورجنا عقلمندی قوت سب باتون مین اپنی خالہ سے زیادہ ہے"

آسیہ" شاہزادے صاحب ہائے یہ اُس مردار الیویا کا کیا ہوا ہی جو (مقید عیسائی عورتونکی طرف دیکھ کر اور ایک کی طرف اشارہ کرکے) اِن عورتون کے پیچھے کھڑی ہے - الیویا بڑی بدذات عورت نکلی جبتک ہین قیساریہ مین تھی اُسکو اتنا نہ سمجھتی تھی آپنے تو شاید دیکھا ہوگا - وہ خادمہ جو شاہزادی ورجنا کی خالہ کے ساتھ تھی"

عزیز" ہان ! ہان ! پھر"

آسیہ" پھر یہ کہ وہی الیویا ایک روز پیشتر سے بھاگ گئی - ہم لوگون نے اُسکا خیال بھی نہ کیا - اور وہ اپنی بی بی کی سکھائی پڑھائی گئی تھی سیدھی انگریزی کیمپ مین پہونچی اور تھوڑی سی فوج لے کے قیساریہ کی پہاڑیون مین آگئی - کہی بدی تو تھی ہی شاہزادی صاحبہ کو اُنکی خالہ دوسرے دن سیر کے بہانے سے پہاڑیون مین لیگئین اور آگے جو کچھ ہوا وہ تو آپکو معلوم ہی ہوا ہوگا -

عزیز نے غضبناک ہوکے تلوار کھینچ لی اور ایک سوار کو حکم دیا کہ الیویا کو سامنے لے آئے - الیویا کا جرم ایسا نہ تھا کہ شاہزادہ عزیز کے دل سے معاف کیا جاتا - ایک ہی تلوار مین اسکا فیصلہ ہوگیا - آسیہ کو شاہزادے نے اپنے خیمہ مین بھجوا دیا اور باقی قیدیون کا

فیصلہ شاہزادہ افضل پر چھوڑ کے نہایت حسرت واندوہ اور انتہائی مایوسی کے ساتھ اپنے خیمہ مین جا کے بیٹھ رہا۔

۱۴

چودھوان باب

گرفتار بلا

شاہ رچرڈ "ہان تو اب کیا کیا جائے۔ مسلمانون کو دیکھتے ہو جان توڑ توڑ کے لڑ رہے ہین"۔

ایک افسر "حضور یہ لوگ ہمیشہ سے بڑے لڑنے والے ہین۔ ہم اپنے ملکون مین بیٹھے بیٹھے انکا نام سنا کرتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کیونکر یہ تمام دنیا پر غالب ہو گئے اب سابقہ پڑنے سے معلوم ہوا کہ حقیقت مین یہ لوگ بڑی جانفروشی سے لڑتے ہین۔ مگر حضور آپ کو کچھ فکر نہ کرنا چاہیے۔ مسلمان ہزار بہادری اور جرأت دکھائین۔ ہم ملک شام مین بڑھتے جائینگے ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا"۔

شاہ رچرڈ "مین اس فکر مین ہون کہ اب کیا کرون؟ ہماری قوت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ لڑائی سے زیادہ یہانکی آب وہوا ہمارے سپاہیونکو تھکا دیتی ہی میرا قصد ہو کہ اب جس طرح بن پڑے مسلمانون سے صلح کر لون۔ صلاح الدین مجھے یورپ مین سرخرو نہونے دیگا افسوس مین جیسی چاہتا تھا ویسی نیکنامی نہ حاصل کر سکا۔ سردست ارادہ ہو کہ عسقلان پر جا کے صلاح الدین سے ایک اور مقابلہ کرون"۔

افسر "حضور کو نہین معلوم ہوا۔ عسقلان کو صلاح الدین نے تباہ کر دیا"۔

شاہ رچرڈ "تباہ! تباہ کیون کر دیا"۔

افسر "عسقلان مین پہونچ کے صلاح الدین نے خیال کیا کہ اس شہر کی حفاظت کسی طرح نہین ہو سکتی۔ اور اُسے یقین ہو گیا کہ اسپر مسیحیونکا قبضہ ہو جائیگا شہر کے کل اہل الرائے اور عماد سے مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ اہل عسقلان اور مقامات مین چلے جائین۔ اور عسقلان تباہ کر کے اس قابل ہی نرکھا جائے کہ اسپر قبضہ کر کے مسیحی کوئی فائدہ اُٹھا سکین۔ کل عمارتین اور برج مسمار کر دیے گئے اور اُنکے پتھر سمندر مین پھنکوا دیے گئے"۔

شاہ رچرڈ ”مجھے افسوس ہوا کہ میری وجہ سے شہر تباہ ہوا۔ مگر اب کدھر کا قصد کیا جائے؟ وہان جانا ہی بے سود ہوگا“

اتنے مین بڑا پادری جو یورپ سے ہمراہ آیا تھا دربار شاہ رچرڈ مین حاضر ہوا بادشاہ نے نہایت ادب سے اُسکی تعظیم کی اور مزاج پرسی کرکے پوچھنے لگا ”دیکھیے ورجنا راہ راست پہ آئی یا اُسی طرح گمراہی پر اڑی ہوئی ہو۔ افسوس اُسنے انگلستان کا نام ڈبو دیا۔ اگر اُسنے آپ کی نہ مانی تو سخت تکلیفین دے کے مار ڈالونگا۔

پادری ”حضور اُسکو بہت سمجھایا کسی طرح نہین مانتی خدا جانے مسلمانون نے اُسکے دلمین کیسی جہالت پیدا کردی ہے کہ سچ بات اُسکی سمجھ ہی مین نہین آتی۔ اُسکا قول ہو کہ مر جاؤنگی مگر دین محمدی سے دست بردار نہونگی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مرنے کو وہ کیون آسان جانتی ہے“

شاہ رچرڈ ”جب مرنے کی صورت نظر آئے گی اُسوقت معلوم ہو جائیگا“

یہ کہہ کے شاہ رچرڈ نے طیش مین آکے حکم دیا ”کہ ورجنا سامنے لائی جائے۔ فوجی مصلح افسر ایک کمسن نازنین کو لے کے جو سر سے پاؤن تک زنجیرون مین جکڑی ہوئی تھی۔ حاضر ہوا ہاے افسوس اس حور وش پر تو سونیکا زیور خوب پھبتا لوہے کے طوق سلاسل پہنائے گئے ہین۔ مگر حسرت و بیکسی کی ادا مین یہ ذرنی زیور ہی خوب بہار دکھا رہا ہو اب دیکھنا چاہیے کہ زمانہ اسوقت کس رنگ پر ہے۔ رات کا وقت ہو۔ نو بجگئے ہین اور دس بجا چاہتے ہین۔ آسمان صاف ہے اور چاند بھی پوری روشنی چار دنطرف ڈال رہا ہے۔ نکھری چاندنی اس لق ودق میدان مین پھیلی ہوئی ہے جہان انگریزی کیمپ کے خیمے ایک خوشنما سلسلہ بندی کے ساتھ دور تک چلے گئے ہین۔ اور ادھر پہاڑ یونکی چوٹیان نظر آرہی ہین۔

چاندنی کا سفید فرش نہایت نفاست کے ساتھ بچھا ہوا ہے۔ جسمین جا بجا ریگ کے ذرے ماہتاب کی شعاعین پڑنے سے جھلک رہے ہین۔ یہ میدان اپنی حد تک بالکل سنسان ہے۔ جسپر رات کی خموشی اور دلفریب کیفیت پیدا کر رہی ہے۔

اس سکوت کے عالم مین ہوا نہایت آہستہ آہستہ ادھر ادھر خوش خرامیان کر رہی ہے

اور ان چند آوازوں کو جو تھکے ماندے یوربین سپاہیوں کے خیموں سے نکلتی ہیں اس سہولیت سے اڑا لیجاتی ہے کہ کسی کو خبر مشکل سے ہوتی ہے۔ ہاں کبھی کسی طرف سے صحرائی آزاد طیور کی آوازیں آجاتی ہیں جو چاندنی کی بہار میں خودبخود چہچہا اُٹھتے ہیں۔ اور یہ آوازیں چپکے چپکے باتیں کرنے والے سپاہیوں میں ایک شوق کا سکوت پیدا کر دیتی ہیں یہ مقام یافہ سے دس میل مشرق کی طرف ہے۔ عسقلان جانے کا راستہ اسی طرف سے ہے۔ اور شاہ رچرڈ اس قصد میں ہے کہ یا تو یافہ یا رملہ پر جا کے مسلمانوں کا مقابلہ کرے چونکہ فوج کو یافہ میں رُکنا ہو گئی ہے اسلیے رات بسر کرنے کی غرض سے اس پر فضا صحرا میں ٹھہر گیا ہے۔

شاہ رچرڈ اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ چند معزز افسران فوج داہنے بائیں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ اور بہت سے مسلح افراد سے ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہیں صحرا ے لق ودق کی سینری پیش نظر ہے۔ اور شاہ رچرڈ انتظام جنگ پر رائے زنی کرنے کے ساتھ صحرا کی دلفریب کیفیت سے بھی لطف اٹھاتا جاتا تھا۔ عین اسی وقت شاہزادہ عزیز کی دلربا پیاری رجنا اپنے ماموں شاہ رچرڈ کے سامنے لا کے کھڑی کر دی گئی شاہزادی رجنا نے رچرڈ کا سامنا ہوتے ہی نظر نیچی کر لی۔ پھر تمام آس پاس کی چیزوں کو خصوص شاہی خیمہ کو ایک حسرت کی نظر سے دیکھا اور ایک آہ سرد کھینچی کہ ابھی چند روز ہوئے مجھے ان چیزوں پر پورا اختیار تھا تمام افسران فوج جو بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑے تھے انپر عبرت کی نگاہ ڈالی کہ افسوس کل یہ میرے اشارہ پر آنکھوں سے دوڑتے تھے اور آج میرے ہی حق میں موت کے فرشتے بنے کھڑے ہیں۔ اس عبرتناک خیال نے رجنا کے دلمیں ایک عجیب اثر ڈالا نیچے جھکی ہوئی پیاری پیاری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور دلمیں کہنے لگی۔

"یہ سب مصیبتیں مجھ پر کیوں نازل ہوئی ہیں؟ صرف اس لیے کہ میں نے سچا اور مبارک دین محمدی اختیار کیا۔ راستبازی اور حق پسندی نے مجھے اس بلا میں پھنسا دیا اسکے علاوہ یہ سختیاں چاہتی ہیں کہ میں اپنی جان کے مالک شاہزادہ عزیز کی محبت سے باز آؤں۔ اے میرے دلربا عزیز یہ دل اب تیرا ہو چکا اسکو کوئی تیرے قبضے سے نہیں نکال سکتا۔ نہ میں اپنے برحق دین سے دست بردار ہوں گی اور نہ شاہزادہ عزیز کی محبت میرے دل سے نکلے گی جو کچھ ہو میں اسبارے میں پورا استقلال دکھاؤں گی"

شاہ رچرڈ "ورجنا - کیا تو اب مسلمانوں کا دین چھوڑے گی"
ورجنا" (دلمین) جواب دوں یا نہ دوں مگر مین آزادی سے صاف کہے دیتی ہون (با آواز) مجھے مسلمانوں کا مذہب سب مذہبوں سے اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے۔ اُسکی خوبیان میرے دلمین جم گئین ہین"
شاہ رچرڈ" (غضبناک ہوکر) اے کمبخت لڑکی تو جھک مارتی ہی۔ ان ظالمون کے دین مین کوئی خوبی نہین - اچھا بتا تیرے نزدیک انمین کون خوبی ہی"
پادری صاحب" حضور اب اس تقریر کا کوئی نتیجہ نہین سمجھانے مین مینے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ ورجنا کسی کے سمجھانے سے نہین سمجھ سکتی"
شاہ رچرڈ اسوقت غصے سے کانپ رہا تھا۔ آنکھون سے شعلے نکل رہے تھے اسنے نہایت ہی غصے مین کانپتی ہوئی آواز مین کہا۔
"ہاے ورجنا تونے انگلستان کے نام کو داغ لگا دیا۔ تیری سی لڑکی ہمارے وطن مین کبھی پیدا نہوئی ہوگی۔ اپنی قوم اپنے دین اپنے وطن سب کی دشمن تیرا نام مدتون بلکہ زندگی بھر میرے لیے ایک حسرت کا سامان جمع رکھے گا۔ افسوس تو پیدا ہی نہوئی ہوتی اب مجھ مین اتنی بھی طاقت نہین کہ تیری منحوس صورت دیکھون کاش قتل سے زیادہ سخت کوئی سزا ہوتی کہ مین تیرے حق مین تجویز کرکے اپنے غم کا بدلہ لیتا"
ورجنا - ماموں جان مین آپکی نظر مین بہت بڑی گنہگار ہون مگر آپ چاہی جو سزا دین وہ میرے حق مین بھلائی ہوگی۔ قتل ہوتے ہی مین تمام دنیا کی تکلیف سے نجات پاکے سیدھی جنت مین داخل ہونگی جتنی سزائین تجویز ہو سکتی ہین اُن سب سے میرے حق مین بہتر قتل ہی ہی اور آپ یہ بھی یقین کرلین کہ مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا۔ اگر تلوار نے میرا کام تمام کیا تو مین شہید ہونگی۔ اور شہید کبھی نہین مرتے ہمیشہ زندہ رہتے ہین"
شاہ رچرڈ" زندہ رہتے ہین۔ جسکو ہم قتل کر ڈالین گے وہ کیونکر زندہ رہے گا؟"
پادری" جی ہان مسلمانون کا یہی اعتقاد ہے کہ جو جہاد مین مرتا ہے اسکو مردہ نہ کہنا چاہیے وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے"
شاہ رچرڈ" اب زیادہ باتین سننے کی مجھے طاقت نہین اس کمبخت لڑکی کیلیے کوئی سزا تجویز ہونا چاہیے۔ کیا سزا تجویز کرون؟ مین اپنے دلکو کیونکر خوش کرون اور غصے کا بخار کس طرح

نکالو ن - ورجنا نے بہت برے وقت مین دین مسیحی کو صدمہ پہونچایا اس جرم کی سزا اگر کسیقدر ہو سکتی ہی تو یون کہ یہ نہایت سخت تکلیفون اور بے انتہا ذلتون کے ساتھ قتل کیجائے صرف قتل ہی کرکے ہمارا دل نہ ٹھنڈا ہو گا - حکم دیا جائے کہ ابہیوقت سے اسپر کوڑے پڑنا شروع ہون تین روز تک برابر کوڑے لگائے جائین اور تیسرے روز جلتی ہوئی بھوبل مین کمر تک دفن کیجائے اور لوہا گرم کرکے جابجا جسم داغا جائے - اگر اسپر بھی زندہ رہے تو آگ جلائی جائے اور اسکی بوٹیان کاٹ کاٹ کر اُسمین ڈالی جائین - اور اس جرم کے مقابل مین یہ سزا بہت کم ہے مگر کیا کیا جائے -

اس سزا کا حال سُن کے افسران فوج کے دل کانپ اوٹھے ورجنا نے نہایت صبر و استقلال سے اپنی سزا کو سُنا اور خاموش کھڑی رہی - شاہ رچرڈ نے مجوزہ سزا سنا کر ورجنا سے پوچھا -

"کیون یہ سزا تمھین منظور ہے"

جسکے جواب مین پریوش ورجنا نے ایک آہ کھینچی "جو حکم آپ دین بخوشی خاطر منظور ہو"

ایک افسر "حضور میری راے مین ورجنا کے باب مین یہ امر مناسب ہو کہ جبتک حضور ادھر جنگ وجدال مین مصروف رہین انکو ادھر عکہ مین بھیجدیجیے جسوقت تک آپ ان لڑائیون سے فراغت کرکے وہان پہونچین اُنکے لیے کوئی روزانہ سزا مقرر کردیجیے کیا عجب ہو کہ اس عرصہ مین سزا پاتے پاتے یہ اپنے ان خیالات سے باز آئین اور اپنا دین مسیحی پھر اختیار کر لین -

پادری "مجھے ورجنا سے ہرگز اُمید نہین کہ اپنی جہالت سے دست بردار ہو"

دوسرا افسر "نہین یہ بہت مناسب ہے کہ سردست یہ عکہ مین بھیجدی جائے اور حضور یہان سرگرمی دکھا کے عسقلان کی مہم سے جلد فارغ ہو جائین - عسقلان کے بعد صرف بیت المقدس کا فتح کرنا باقی رہ جائے گا - جسکو ہم فوراً اپنے قبضہ مین کرلین گے - صلاح الدین ہزار کوشش کرے مگر جب ہماری بیشمار فوجین سیلاب عظیم کی طرح بڑھین گی اُس کے بنائے کچھ نہ بنے گا -

شاہ رچرڈ "راے تو مجھے بھی یہی مناسب معلوم ہوتی ہو مگر کیا کہون جی نہین چاہتا کہ ورجنا کی ایسی ایمان فروش لڑکی کے ساتھ اس قسم کی رعایت کرون - تمھارے کہنے سے مین اس پر رحم کرتا ہون - کل صبح کچھ رات رہے سے یہ عکہ کی جانب

روانہ کر دی جائے گی نہایت ہوشیار اور چالاک سپاہی اسکے ہمراہ جائین - کیونکہ ایک تو یہ خود جانے کی تدبیر کریگی دوسرے مسلمان بھی اسکے لیے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھین گے"

افسر - (دست بستہ) مسلمانون کی اتنی مجال نہین کہ عکہ سے ہمارے قیدی کو نکال لیجائین خدا نے چاہا تو حراست کا پورا اور سخت اہتمام رہے گا - اور اس ہوشیاری سے گہدشت کیجائیگی کہ پرندہ پر نہ مار سکے"

شاہ رچرڈ - "اچھا اب ورجنا کل عکہ کو روانہ کی جائیگی اور تم بھی اسکے ہمراہ جاؤ خوب ہوشیاری سے لیجانا اور کوشش کرنا کہ مسلمانون کے جہاز کہین قریب نہ آنے پائین وہان عکہ مین جبتک مین نہ آؤن ورجنا کو معمولاً سزا دیجایا کرے کہ روز پچاس کوڑے لگائے جائین"

افسر "(سر نیاز جھکا کر) بہت بہتر"

شاہ رچرڈ - "اچھا اب بتاؤ کہ کل ہماری فوج کس طرف کا قصد کرے"

دوسرا افسر - "حضور یہان سے قریب مسلمانون کی تھوڑی سی فوج مقیم ہے اگر صبح کو اُن لوگون کے قلع قمع کا سامان کر دیا جائے تو نہایت مناسب ہوگا"

شاہ رچرڈ - "یہان قریب کہین مسلمانون کی فوج ہے - خیر کل دیکھا جائے گا - مگر مین یہ سوچتا ہون کہ اب کدھر کا ارادہ کرون عسقلان کا ارادہ تھا اُسکو صلاح الدین نے منہدم اور تباہ کر دیا (کچھ سوچکر) اب یہان سے ہمین رملہ پر جانا چاہیے - وہ بھی ایک آباد شہر ہے اور زیادہ خوبی یہ ہے کہ ساحل پر واقع ہے - ہمکو بلاد سواحل مین سے ایک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے - اگرچہ اسوقت تک عکہ پر ہمارا مستقل قبضہ رہا ہی مگر چند روز مین اگر خدا نے مدد کی تو ہم کل سواحل شام پر حکمران ہو جائینگے - بہتر تو کل ایک کام کیا جائے مین پانسو سوارون کو ہمراہ لے کے اُن لوگون کے مقابلہ کو جاؤنگا - جو یہان سے قریب ٹھہرے ہوے ہین اور تم سب لوگ فوج کو لے کے رملہ کی طرف روانہ ہو - شام کے قریب ان مسلمانونکی بیخکنی کرکے خود بھی تمسے ملجاؤنگا -

سب افسر - "بس اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہین ہے"

یہ کہہ کے شاہ رچرڈ اپنے خیمہ مین گیا -

ورجنا اپنے حراست کرنے والون کے ساتھ اُس خیمہ کو چلی جسمین وہ قید تھی

اور تمام افسر اپنے اپنے فرودگاہ کو روانہ ہوئے۔

۱۵

پندرھوان باب

پھنس تو گئے تھے مگر خوب بچے

صبح ہوئی اور تاریکی بخوبی دفع ہونے پائی تھی کہ رچرڈ شیر دل اپنی فوج کے پانسو جرار سپاہیون کو لیکے انگریزی فوج سے پیدا ہوا۔ باقی فوج رملہ کی جانب روانہ ہوئی اور خود سوار معہ ایک ہوشیار افسر کے ورجنا کو لیکر ساحل بحر کی طرف اُس مقام کو چلے جہان یورپین جہازون کا لنگرگاہ تھا شاہ رچرڈ اپنے سوارون کے ساتھ کچھ آگے بڑھا اور اپنے سپاہیون سے کہنے لگا "بڑی خوشی کا مقام ہو کہ چند مسلمان تمکو ملکئے جنکو جاتے ہی تم اپنی تلوارون کا لقمہ بنا دوگے ہماری تلوارین اسوقت عربون کو دکھا دینگی کہ وہ کس عمدگی سے چلتی ہین۔ یہ سمجھ لو کہ اسوقت تم لڑائی کو نہین چلتے بلکہ شکار کے ارادے سے روانہ ہوے ہو تم عمدہ کہنہ مشق شکاریون کی طرح یک بیک اُن لوگون پر جا پڑینگے اور انکو اتنی بھی مہلت دینگے کہ وہ بھاگ کے اپنی جان بچا سکین مین نے سُنا ہو صلاح الدین نے قسم کھائی ہو کہ جو مسیحی اُسکے پنجے مین گرفتار ہوگا اسکو قتل کرڈالے گا۔ اُسی کی قسم اسوقت مین مسلمانو نپر پوری کرونگا صلاح الدین کو یا کسی اور مسلمان کو اس سرزمین پر حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟ یہان ہولی ورجنا کا مرقد اور خدا کے بیٹے حضرت مسیح کا مشہد ہو جس پر ہم ایمان لائے ہین مسیح کے دوستون اور اُنپر ایمان لانے والون کے سوا کوئی اس زمین کا مالک نہین ہوسکتا۔

کل سوارون نے متفق اللفظ کہا

"بےشک ہمارے ہوتے ہوے مسلمانون کو یہان کی حکومت کا کوئی حق حاصل نہین ہے۔ ہم پورے جوش سے اُن غاصبون کا مقابلہ کرینگے جو ہمسے ہمارا حق چھینا چاہتے ہین اور ان مسلمانون کو بالکل ناپید کردینگے۔ اور پہلے ہی حملے مین دکھا دینگے کہ دین مسیحی کیسا سچا اور برحق ہے"

اب اسوقت آفتاب نکل آیا تھا۔ زرد زرد شعاعین یورپین سوارون کے اسلحہ اُنکی خوشنما وردیون۔ رنگین جھنڈیون اور نیزون کے پھلون پر چمکنے لگین۔ اس فوجکی تحرک صفین

اسوقت شام کے ایک لق و دق صحرا مین نہایت عمدہ کیفیت دکھارہی تھین۔ سامنے کچھ پہاڑیان تھین جنپر ابت۔ ائی صبح کی سنہری دھوپ نے نہایت خوبصورت رنگ آمیزیان کردی تھین یہ صفین ان پہاڑیون سے رفتہ رفتہ قریب ہوتی جاتی تھین اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا جس فوج کے مقابلہ کو یہ لوگ جارہے ہین وہ ان پہاڑیون ہی پر ہے پہاڑیون کے بعض نشیبون اور گھاٹیون مین چند عرب نظر آئے جو دور سے کھڑے انگریزی فوج کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور یہ صفین جیسے ہی پہاڑیون کے دامن مین پہونچین غائب ہوگئے۔

ان پہاڑیون کی آڑ مین ایک چھوٹا سا گانون تھا اور وہان ترکونکی کچھ فوج مقیم تھی سلطان صلاح الدین نے عسقلان تباہ کرکے قصد کیا کہ خود بیت المقدس مین جاکے قیام کرے چونکہ ان سب لڑائیون کا اصلی مرجع بیت المقدس تھا اس سے سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ اطمینان کے ساتھ وہان کی قلعہ بندی اور مضبوط کریجائے وہ خود تو اس خیال سے بیت المقدس کو روانہ ہوا اور شاہزادہ عزیز اور شاہزادہ افضل دونون کو یافہ مین بہت سی ترکی و عربی فوجکی سرگروہی مین چھوڑ دیا جائے۔

یافہ مین شاہزادہ عزیز کو پوری فتح حاصل ہوچکی تھی مگر عیسائیون کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ ابھی تک یہ بھی نہین معلوم ہونے پایا تھا کہ شاہ رچرڈ نے عسقلان کا ارادہ فسخ کرکے کدھر کا رُخ کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ یافہ کی فوج کو عرصہ تک یافہ ہی مین قیام پذیر رہنا پڑا۔

ملک الافضل اپنی فوج کے پانسو سوار ہمراہ لے کے یافہ سے اُس گانون مین آیا جہان سے کہ فوج اسلام کے لیے رسد فراہم کریں ئے۔ دورونزست و ناہین مقیم تھا۔ شاہزادہ ذہی رسد مین مشغول تھا کہ اُسے معلوم ہوا کہ پانسو یورپین فوج یہان پہاڑی مین اُسکے مقابلے کو آئی ہے۔ چونکہ اسکے ہمراہ بھی پورے پانسو سوار تھے اسے بالکل تشویش نہ ہوئی اور ارادہ کیا کہ پہاڑی سے نکل کے کھلے میدان مین یورپین لوگون کا مقابلہ کرے۔ مگر ہنوز اپنی فوج کو مرتب نہ کرچکا تھا کہ خبر پہونچی عیسائی لوگ پہاڑی کے دامن مین پہونچگئے پہلا ارادہ اسنے فسخ کردیا اور گھاٹی کے راستے سے اپنی فوج کو پہاڑی کی چوٹی پر چڑھالے گیا مسلمانون نے پہاڑی کے اوپر صف بندی کی۔ اور مصری نشان ہوا مین اُڑا کے ظاہر کیا کہ وہ بھی مقابلہ کو آمادہ ہین۔ شاہزادہ افضل اپنی فوج کے آگے کھڑا ہوا اور کلمات

رچرڈ کہہ کہہ کے اپنے ہمراہیون کا دل بڑھانے لگا۔

عیسائیون نے مسلمانون کو پہاڑی پر دیکھا تو کسی قدر متشوش ہوسے کہ مقابلہ برابر کا نہین کیونکہ وہ تو مسلمانون کی زد پر ہین اور اُنکا حملہ مسلمانون کو بہت کم نقصان پہونچا سکتا ہے شاہ رچرڈ یہ سوچ رہا تھا کہ لڑائی کس طور پر شروع کی جائے کہ مسلمانون نے سبقت کی اور زور سے تیر برسانا شروع کر دیے۔

عیسائیون نے بھی تیزی سے جواب دیا مگر اُنکا تیر مسلمانون پر چندان کارگر نہین ہوسکتا تھا رچرڈ نے آخر خوب غور کرکے یہ ترکیب نکالی کہ اپنے سوارونکو بھی گھاٹیون مین لیجا کے پہاڑی کے پہلوؤن سے اوپر چڑھنے کا قصد کیا اور پیدل فوج مسلمانون کے تیرون کا جواب دیتی ہوئی پہاڑیون کے بائین پہلو کی طرف بڑھی چند منٹ مین وہ لوگ مسلمانونکی نظر سے غائب ہو گئے اور گھاٹیون مین ہوکے اُس گانون پر پہونچے جسمین مسلمانون نے کچھ رسد فراہم کی تھی اور کچھ فراہم ہو رہی تھی۔ عیسائیون نے اس گانون کو لوٹ لیا اور جو کچھ سامان رسد فراہم ہوچکا تھا سب اپنے قبضہ مین کیا۔

شاہزادہ افضل کے ہمراہیون نے مسیحیون کو اُسوقت دیکھا جب گانون لوٹ رہے تھے جبتک گھاٹیون مین رہے اُسوقت تک نہ نظر آئے۔ مگر جیسے ہی وہ گانونمین پہونچے مسلمانون نے اُنکو دیکھا کیونکہ گانون پہاڑی کی بلندی سے صاف نظر آتا تھا یہ دیکھکر شاہزادہ افضل نہایت متردد ہوا اور اُسکے ہمراہی مسلمان بھی یورپین لوگونکی اس چالاکی پر حیرت کرنے لگے۔

شاہزادہ افضل نے اب مجبوراً پہاڑی سے اوترنیکا ارادہ کیا اُسنے اور اُسکے ہمراہیون نے یکبیک زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حملہ کرکے جلدی جلدی پہاڑی کے بائین پہلو پر اُترنے لگے تکبیر کی آواز نے شاہ رچرڈ کو ہوشیار کر دیا۔ اُسنے اپنے تمام سپاہیون کو فراہم کرکے صف بندی کی۔ جو لوگ لوٹ مار قتل و غارت مین مشغول تھے سب نے تاخت و تاراج سے ہاتھ روکا اور قرینے سے صفین باندھ کے اور مسلمانون کے مقابلہ پر مستعد ہوکے کھڑے ہو گئے۔

شاہزادہ افضل کے ہمراہیون نے نہایت عجلت سے کام لیا اور صرف آدھ گھنٹہ کی مدت مین پہاڑی کی چڑھائی طے کرکے عیسائیون پر حملہ کر دیا۔ اسوقت دونون جانب برابر قوت تھی۔ ہان عیسائیون نے گانون والون کو قتل کرکے ذرا اپنے ہاتھ پانون چالاک

کر رکھے تھے اور خون کے زیادہ پیاسے ہو گئے تھے۔ مسلمان برابر بڑھتے چلے گئے۔ اور جانفروشی کے بے انتہا جوش مین عیسائیون پر جا پڑے عیسائیون کی جانب سے جواب بھی اُسی دلیری سے دیا گیا جس دلیری سے مسلمانون نے حملہ کیا تھا۔

جس جگہ یہ لڑائی ہو رہی تھی نہایت خراب جگہ تھی۔ زمین بالکل غیر مسطح تھی پتھر کی چھوٹی چھوٹی مختلف چٹانین جا بجا پڑی ہوئی تھین اور سوارونکی گرد آوری درواوگیر مین مضر ہوتی تھین۔ اکثر گھوڑے ٹھوکر لے لے کے گر پڑتے اور بہت سے جوانمردون نے یون ہی بے بسی سے گر کے اور ٹکرین کھا کے جان دی۔ شاہ رچرڈ اپنی فوج کو ابھار کے لڑا رہا تھا اور ملک الافضل اپنے جانبازون کو تازہ جوش دلا دلا کے حملے کرتا تھا۔ برابر دو گھنٹے تک دونون فوجون مین تلوار چلا کی اور کسی طرف سے شکست کے آثار نہ نمایان ہوے۔ لڑائی بالکل ایک حالت پر ٹھہری ہوئی تھی۔ دونون جانب کے جری بہادر سپاہی قدم جمائے کھڑے تھے اور مخالفون کو ایک قدم آگے بڑھنے کا موقع نہین دیتے تھے۔

مسلمانون نے اس مدت مین کئی مرتبہ جوش و خروش سے تکبیر کہی اور گویا ہر مرتبہ حملہ کو از سر نو شروع کیا۔ مگر خود شاہ رچرڈ کی افسری عیسائیون کو برابر حوصلہ دلا دلا کے آگے بڑھا دیتی تھی۔ اہل اسلام چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے عیسائیون کو پسپا کر کے اپنا سامان رسد واپس کر لین مگر ایسے شخص کا مقابلہ نہ تھا کہ یہ مقصد بآسانی حاصل ہو جاتا آخر شاہ رچرڈ نے طبل جنگ بجوا کے حملہ کر دیا۔ آواز طبل پہاڑیون مین گونجنے لگی جس سے مسلمانون کے دلون مین مسیحیونکی کسیقدر ہیبت بیٹھ گئی۔ اور اس طبل کی آواز کے ساتھ پہاڑون کے درون مین زور سے حملہ کیا۔ بظاہر اسباب مسلمان اس حملہ کی تاب نہ لا سکے شاہزادہ افضل نے تھوڑا بہت روکا اور مسلمان سپاہی اُسکے روکے نہ رُک سکے سب کے قدم اُکھڑ گئے اور پہاڑون کی گھاٹیون کی طرف بھاگے شاہزادہ افضل بھی مسلمان سپاہیون کے ساتھ پہاڑیون کے درون مین گھسا اور عیسائیون نے نہایت سختی اور تیزی سے اُسکا تعاقب کیا۔

جب عرب لوگ برابر درون مین بھاگتے چلے گئے۔ آخر ایک میدان مین پہونچے جسکو چارون طرف اونچی اونچی پہاڑیان گھیرے ہوے تھین مسیحی لوگ بھی مسلمانونکا تعاقب کرتے ہوے اُس محصور مقام مین داخل ہوے شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ کل مسلمان اُسی میدان مین گھیر کے قتل کر ڈالے جائین۔ ادھر یورپین سوارون نے حملہ کیا اور ادھر ترک

دعب بڑی تیزی اور جوش کے ساتھ پلٹ پڑے - یہ حملہ ہمراہیان شاہزادہ افضل نے اس سختی سے کیا تھا کہ مسیحیون مین اضطراب پیدا ہوگیا اور وہ گھبرا گھبرکے عربی سوارونکی چالاکی کا تماشہ دیکھنے لگے تھوڑی دیر مین ساڑھے تین سو یورپین کا کام تمام ہوگیا اور صرف ڈیڑھ سو سوار رہ گئے جو اپنے بادشاہ کے ساتھ جانبازی کا امتحان دے سکتے تھے مسلمانونکی طرف تین سو چونسٹھ سوار باقی تھے جنکو یقین تھا کہ ادنی توجہ سے مسیحیون کو مغلوب کردینگے -

اسوقت شاہزادہ افضل نے اپنے سوارون کو پھیر کے اُس رخ پر کردیا جدھر سے اُس میدان مین آئیکار استہ تھا - اس تدبیر سے عیسائی لوگ بالکل محصور ہوگئے - اور مسلمانون نے چارون طرف سے گھیر کے قتل کرنا شروع کیا - یہ رنگ دیکھ کر شاہ رچرڈ کو نہایت تشویش ہوئی پہلے تو اُسنے دل بڑھا بڑھا کے اپنی فوج والون کو لڑانا شروع کیا اور جب دیکھا کہ یہ تدبیر ذرا بھی کارگر نہین ہوسکتی تو اس فکر مین ہوا کہ کسی طرح اپنے سوارونکو اس محصور مقام سے نکال لیجائے اور موقع دیکھ کے سیدھا رملہ مین ہورہے جہان بے انتہا یورپین فوج موجود ہے -

شاہ رچرڈ نے نکلنے کی ہزارہا تدبیرین کین مگر مسلمانون نے کسی طرح سے موقعہ نہ دیا اب رچرڈ کے ساتھیون مین سے اور بھی بہت سے نذر اجل ہوچکے تھے صرف ستر سوار باقی تھے جو اپنے بادشاہ کے گرد جمے ہوے مسلمانونکا مقابلہ کررہے تھے شاہزادہ افضل بڑھ کے آگے گیا اور کہنے لگا -

"اے کافر اور مشرک نصرانیون اب تمکو بھی یقین ہوگیا ہوگا - کہ اسلام نے تم کو مغلوب کرلیا اب زندگی چاہتے ہو تو ہتھیار رکھدو" جس کے جواب مین شاہ رچرڈ نے کہا ہم لوگ بڑے جانفروش ہین اور بڑے بہادر ہین - جبتک ہم مین کا ایک شخص بھی زندہ ہے یہ ذلت نہ گوارا ہوگی کہ ہم اسلحہ تمھارے سپرد کردین -

مسلمانون نے قتل وخون کے کامون مین اب زیادہ مستعدی دکھانا شروع کردی شاہ رچرڈ حقیقت مین بڑا جری اور نہایت درجہ بہادر تھا اپنی جانب کی یہ آخری حالت دیکھ کے اپنے سوارون کے جھرمٹ سے نکلا اور مسلمانون پر حملہ آور ہوا - اُسنے دل مین ٹھان لی تھی کہ اب مفر ہوسکتا ہے تو یون کہ خود حملہ کرون یا تو مار ڈالا جاؤن اور یا مسلمان کے سردار شہزادہ افضل کو قتل کرڈالون - اسوقت اسنے اسی ارادے سے حملہ کیا تھا حملہ کرتے ہی وہ تیر کی طرح سیدھا چلا اور سیدھا مسلمانون کے جھنڈے کے

قریب پہونچ کے ارادہ کیا کہ شاہزادہ افضل پر حملہ کرے اُسکا یہ قصد اکثر مسلمان سرداران فوج سمجھ گئے اور سبھون نے اُسپر ہجوم کرکے چار و نطرف سے وار کرنا شروع کر دیے۔ بہت سے مسلمان سواروں کو اپنے اوپر وار کرتے دیکھ کر وہ گھبرا گیا اتنے مین کسی مسلمان نے کمند ڈال کے اُسے گرفتار کر لیا۔

اگر غور سے دیکھیے تو لڑائی اسی وقت تمام ہو گئی تھی مگر افسوس مسلمان لوگون کو اُسکا گمان بھی نہ تھا کہ یہ خود شاہ رچرڈ ہے۔

تمام عیسائیون نے جب دیکھا کہ شاہ رچرڈ مسلمانون کے ہجوم مین غائب ہو گیا تھوڑی دیر تک تو متفکر اور تشویش مین رہے اور جب دیکھا کہ بادشاہ کا پتہ ہی نہین لگتا اور مسلمان سوار باقیماندہ مسیحیونکا فیصلہ ہی کیے دیتے ہین تو نہایت مایوس ہو گئے یک بیک اُنکے دلمین اسقدر خوف پیدا ہوا کہ سبھون نے چلا چلا کے پناہ مانگنا شروع کر دی اور اسلحے پھینکنے لگے فوراً شاہزادہ افضل نے خونریزی موقوف کی تلوارین میان مین کین اور نیزے کندھونپر رکھ لیے اور قیدیونکا شمار کیا جانے لگا۔ کل چھتیس قیدی تھے جنھون نے تیغ عرب سے جان بچا کے اپنے آپ کو شاہزادہ افضل کی حمایت مین دیا۔

یہ سب لوگ گرفتار کر لیے گئے اور غریب سپاہیون نے سامان رسد از سر نو فراہم کیا اور جو کچھ غلہ وغیرہ بہم پہونچ سکا اُسکو اونٹون اور خچرون پر لاد کے ہمراہیان شاہزادہ افضل یافہ کی جانب روانہ ہوے۔

ابھی یہ لوگ تین ہی چار میل گئے ہونگے۔ کہ شاہزادہ عزیز سے ملاقات ہوئی جسنے یافہ مین یورپین لوگونکی خبر سنی تھی اور دہ ہزار سوار ہمراہ لیکے اپنے بھائی شاہزادہ افضل کی اعانت کو روانہ ہوا تھا۔ ملک الافضل نہایت ادب سے اپنے بھائی سے ملا اور تمام حالات بیان کیے اور اُن چھتیس قیدیونکو معہ شاہ رچرڈ پیش کرنا چاہا۔

عزیز "اُن قیدیون کو میرے سامنے لانے کی ضرورت نہین۔ یہ سب اُسی میدانمین قتل کر ڈالے جائین۔ ابا جان نے قسم کھائی ہی کہ جو کوئی اُنکے ہاتھون گرفتار ہوگا اُسے قتل کر ڈالینگے۔ ہمین اُنکی قسم پوری کرنی چاہیے"۔

افضل "میری بھی یہی راے ہے کہ یہ سب قتل کر ڈالے جائین"۔

ایک ترکی افسر "مگر حضور یہ لوگ اپنی طرف سے فدیہ کرنا چاہین تو اُسکا لے لینا

قتل کرنے سے زیادہ مناسب ہوگا"

عزیز "نہین ان کافرون سے ہم ہرگز فدیہ نہ لین گے یہ جہانتک قتل کیے جائین اچھا ہے"

افضل "علاوہ برین فدیہ دیتا ہی کون ہے جسقدر روپیہ ہم چاہین گے اسقدر انکے ادا کیے ہرگز نہ ادا ہو سکے گا"

عزیز "نہین ہمکو فدیہ کی ضرورت نہین"

اسی قدر گفتگو کی نوبت آئی تھی کہ سامنے سے گرد نمودار ہوئی لوگ نظر اٹھا کے اُدھر دیکھنے لگے یہ گرد قریب ہوتی آتی تھی آخر دامان گرد چاک ہوا اور یورپین فوج نظر آئی یہ فوج اپنے پھیلاؤ سے بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی مگر اصل مین کم تھی۔ لوگ حیرت واستعجاب سے دیکھنے لگے اور آمادہ ہوگئے کہ پھر مردانگی اور سپہگری کے جوہر دکھائین شاید مسلمانون مین یہ فوج بہت خوف پیدا کرتی مگر شاہزادہ عزیز دو ہزار سوارون سے آچکا تھا اس لیے اُنکے دلون پر کسی قسم کا رعب نہین طاری ہوا۔

مسیحی لوگ جب سامنے آئے تو اُن مین سے ایک شخص باہر نکلا دونون طرف صف بندی ہو چلی تھی یہ شخص دونون طرف کی صفون کے بیچ مین کھڑا ہوگیا اور مسلمانون کی طرف خطاب کرکے کہنے لگا۔

"اے اہل اسلام اگرچہ اکثر مقامات مین تم کامیاب ہوگئے۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ تم نے ہمین زیر کر لیا ہے۔ ہماری فوجین چیونٹیون کی طرح بیشمار ہین جو فوج سرزمین شام مین ہے وہی کافی ہوگی اور اگر ضرورت ہوگی تو ہم اپنے ملک یورپ سے اور فوج منگوا لین گے یہ جان لو کہ سارا یورپ اسوقت مذہب کے لیے جان دیدینے پر آمادہ بیٹھا ہے۔ ہماری ہر روز کی کارروائیون کو تمام سرزمین یورپ کے لوگ نہایت شوق سے سنتے ہین اور بہت بڑا جوش وخروش ظاہر کرتے ہین اسکے سوا تم سے ہماری اور کوئی غرض نہین کہ ہولی کراس[۱] ہمارے سپرد کردو ہولی سٹی[۲] پر ہماری حکومت رہنے دو اور اسوقت ہم صرف اس غرض سے آئے ہین کہ ہمارے قیدی ہمارے حوالہ کردو اگر تم اس امر مین ہماری درخواست کو نامنظور کروگے

[۱] مقدس صلیب تھی جسکی نسبت عیسائیون کو یقین تھا کہ خود حضرت عیسٰی کو اسپر سولی ہوئی ۱۲

[۲] مقدس شہر یعنے بیت المقدس ۱۲

کیونکہ ہمین یقین ہو کہ تم ان سب کو قتل کر ڈالو گے تم نے ہمارے بہت سے آدمی قتل کیے اور اب ہمین اتنی تاب نہین کہ اپنے ہموطنون کو قتل ہوتے دیکھین ہم لوگ تم سے بہ التجا کہتے ہین کہ یہ قیدی ہمارے سپرد کر دو"

یہ سنتے ہی شاہزادہ عزیز طیش کھا کے نکلا اور اپنی صفون کے آگے نیزہ زمین پر گاڑ کے کہنے لگا۔

"اے گروہ فرنگ ہم وہ لوگ نہین ہین کہ تمھارے دباؤ مین آجائین - اسلام ہرگز نہین مغلوب ہونیوالا ہی - تمھارے یہ قیدی ہمارے ہاتھ سے ہرگز نہین نجات پا سکتے شاید تھوڑی ہی دیر مین تم بھی انھین کے پاس ہوگے"

عیسائی "تو کیا یہ بھی نہین ہو سکتا کہ تم ہم سے فدیہ لیلو اور ہمارے حوالہ کر دو - تمھارا دین اسکی اجازت دیتا ہی - تم جسقدر مانگو ہم دینے کو موجود ہین -

عزیز نے شاہزادہ افضل کی طرف دیکھ کے کہا -

"اس بارے مین تمھاری کیا راے ہی؟ مین تو نا پسند کرتا ہون"

افضل "بھائی صاحب - فدیہ لے لیجیے - آجکل روپیہ کی ضرورت بھی ہی اور یہ روپیہ دینے پر آمادہ ہین - انکے ہزارون آدمی قتل کر چکے ہین یہ بتیس آدمی قتل کیے تو کیا اور نہ قتل کیے تو کیا"

عزیز "مجھے خیال ہی کہ ابا جان کے خلاف ہوگا"

افضل "انسے مین کہدونگا"

عزیز "(دل مین) افسوس میری پیاری ورجنا خدا جانے کس حال مین ہی اور اگر انسے درخواست کیجائے کہ اسکو ان قیدیون کے عوض مین ہمارے سپرد کر دین تو میری مراد بر آئے مگر ابا جان کے نزدیک اس سے میری بزدلی اور عشرت پسندی ظاہر ہوگی - اچھا اسکے لیے مین خود کوئی بندوبست کرونگا آج جاسوسونکی زبانی مجھے اسقدر معلوم ہوا ہی کہ وہ عکہ روانہ کر دی گئی - مجھے وہان جانا پڑیگا" (بہ آواز) اچھا یہی سہی مین انکو فدیہ لیکے چھوڑونگا - (نصرانی سے) اپنے ہموطنون کی طرف سے کیا فدیہ ادا کر سکتے ہو -

عیسائی "آپ جو کچھ کہیے ہمین منظور ہے"

عزیز "تمھین ان سب کی طرف سے دس لاکھ روپیہ دینا ہوگا"

عیسائی "(کسی قدر تامل کرکے) ہم اسکو بھی منظور کرتے ہین مگر آپ کو بھی اتنی مہلت دینا ہوگی کہ ہم انکو لے کے رملہ تک پہونچ جائین"

عزیز "بیشک اگر تم دس لاکھ روپیہ ادا کردوگے تو تمھین اسقدر مہلت ملجائیگی"

یہ سنکے وہ عیسائی اپنی فوج مین پلٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چند مسیحی افسرون نے آکر زرفدیہ ادا کردیا اور اپنے قیدیون کو لے کے خوش خوش فوج مین واپس گئے یورپین سوارون نے اُسی وقت کوچ کیا اور بہ اطمینان رملہ مین پہونچ گئے"

ان لوگون کے جا چکنے کے بعد مسلمان جاسوسون نے آکے نہایت افسوس سے کہا "کہ قیدیون کو چھوڑدینا بہت بڑی غلطی ہوئی۔ کیونکہ خود شاہ رچرڈ قید ہوگیا تھا اور اسکو قید کرکے گویا تم نے پورے طور پر مسیحیون کو زک دیدی تھی۔ مگر زندگی تھی ہاتھ مین آکے نکل گیا۔

افضل "بیشک بڑی غلطی ہوئی اور ہم سب کو اباجان کے سامنے نادم ہونا پڑیگا"

سولھوان باب

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کچھ دن چڑھا ہوگا ایک سن رسیدہ یورپین ایک سنگین مکان مین داخل ہوا یہ مکان نہایت خوبصورت بنا ہوا تھا اور اُسکی حالت بتا رہی تھی کہ قدیم عمارت ہے بیچ مین ایک مربع صحن ہے ادھر ادھر خوش قطع کمرے ہین اور سامنے اونچا صدر کا دالان ہے صدر کے کمرے کی کرسی بہت مرتفع ہے اور کئی زینے چڑھ کے اُسمین داخل ہوتا پڑتا ہے صحن مین چالیس سپاہی وردیان پہنے ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ٹہل رہے ہین یہ شخص جیسے ہی اس مکان مین داخل ہوا سب سپاہیون نے برابر کھڑے ہوکے فوجی قاعدے سے سلام کیا۔

افسر "کوئی آیا تو نہ تھا"

ایک "حضور کوئی نہین کسی کی مجال ہے کہ کوئی یہان تک آسکے۔ ہم لوگ شب و روز ہر وقت ننگی تلوارین لیے ٹہلا کرتے ہین۔ یہان پرندہ تو پر نہین مار سکتا"

افسر آگے بڑھا اور زینون پر چڑھ کے صدر مکان مین داخل ہوا۔ کراہنے کی آواز کان

مین آئی۔ آواز کی طرف دیکھا تو شاہزادی ورجنا ایک کونے مین دیوار سے تکیہ لگائے غش مین پڑی ہے۔ سر سے پانون تک زنجیرون مین جکڑی ہوئی ہو۔ لمبے لمبے بھورے بال شانون پر بکھرے ہوے ہین اور کاکل پیچان کے نیچے لوہے کی آبدار زنجیر جھلک رہی ہو آنکھین بند ہین۔ رخسارون پر مصیبت وحسرت کی زردی چھائی ہے نازک خشک خشک ہونٹون سے کراہنے کی آواز آرہی ہے۔

بیتاب و ناتوان ایک پہلو پر پڑی ہوئی ہے نہ نیچے کچھ بچھا ہے کہ نرم و نازک بدن پر سنگ خارا کے فرش صدمہ نہ پہونچے نہ کوئی چادر پڑی ہوئی ہو۔ کہ مکھیون کے ستانے سے بچے جو خون آلودہ کرتے پر آآکے بیٹھتی ہین۔ تمام کرتے پر جا بجا خون اور پیپ کے دھبے پڑے ہوے ہین افسر قریب جا کے کچھ دیر تک ساکت کھڑا رہا۔ یہ حالت دیکھ کے اُسکی آنکھوںمین آنسو بھر آئے اور دل ہی دلمین اسکی حسرتناک حالت پر افسوس کرنے لگا۔ آخر اُسنے رومال جیب سے نکال کے آنسو پونچھے اور ذرا اونچی آواز سے پکارنے لگا شہزادی صاحبہ شہزادی صاحبہ!! شہزادی صاحبہ!!!

ورجنا نے یہ آواز سُن کے آنکھین کھولدین اور حسرت کے ساتھ افسر کیطرف دیکھ کے ارادہ کیا کہ کروٹ بدلے مگر زنجیرون مین جکڑے ہونے کے باعث نہ بدل سکی۔

افسر "شاہزادی صاحبہ"

ورجنا "(ناتوانی کے لہجہ مین) مین شاہزادی نہین ہون۔ مین لونڈیون سے بدتر ہون اس لقب سے مجھے نہ یاد کرو"

افسر "مجھے آپ کے حال پر جسقدر ترس آتا ہو زندگی بھر کسی پر نہین آیا۔ مگر یہ سب مصیبتین آپنے خود اپنے سر لی ہین کوئی کیا کرے بادشاہ کے حکم کے خلاف ہم نہین کرسکتے اور آپ اپنی ضد سے باز نہین آتین"

ورجنا "اب جس خدا پر ایمان لائی ہون اُسی کی راہ مین جان دونگی اسمین چاہے کیسی ہی تکلیفین ہون"

افسر "اگر دل نہ مانے تو صرف زبانی دین مسیحی کا اقرار کرلیجیے اس بلا سے تو نجات ملے مجھ سے یہ آپ کی تکلیف اور بیکسی دیکھی نہین جاتی"

ورجنا "نہین مین خدا کو دھوکا نہ دونگی مجھے ایسی صلاح نہ دو ہائے افسوس تو

یہ سے کہ میرے پیارے عزیز نے بھی میری خبر نہ لی۔ ہائے میری مفارقت مین اُسکو کیونکر صبر آگیا۔ خیر خدا کی مرضی ہے تو یہی سہی۔

افسر:۔ شاہزادی صاحبہ آپنے خدا کے بیٹے کو چھوڑ دیا یہ آپ پر اُسی کا غضب نازل ہوا ہے اب بھی اپنے گناہون سے توبہ کیجیے۔ آپ کو مسلمانون کا دین کیونکر بھلا معلوم ہوا؟

ورجنا:۔ اب تو اُس دین مین داخل ہو چکی۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لا چکی۔

افسر:۔ تو یہ کہیے۔ ظالم قوم کے سردار کو آپ نبی کہتی ہین؟

ورجنا:۔ مجھے ان باتون کے سننے کی تاب نہین۔ تم جس کام کو آئے ہو اُسکو بیان کرو۔

افسر:۔ مین شاہی حکم کی تعمیل کو آیا ہون جو روزانہ سزا آپ کے لیے مقرر کی گئی ہے آج ابھی اُسکی تعمیل نہین ہوئی۔

ورجنا:۔ پھر دیر کس بات کی ہے۔ ہائے اے خدا تو مجھے موت کیون نہین دیتا تمام زخم پک گئے ہین روز اُنپر کوڑے پڑتے ہین سب طرح کی تکلیف ہوتی ہے۔ جان نہین نکلتی مگر ہر حال مین شاکر ہون۔

افسر ایک طرف گیا اور ایک کوڑا اُٹھا لایا۔ اسکے بعد اُسنے صحن کی طرف اشارہ کر کے ایک سپاہی کو بُلایا۔ وہ سپاہی آیا اور ورجنا کو کونے سے اُٹھا کے بیچ مین ڈالدیا۔

ورجنا کی نسبت شاہ رجرڈ نے حکم دیا تھا کہ روزانہ پچاس کوڑے لگائے جایا کرین اور یہ افسر روز اسی وقت اس حکم کی تعمیل کے لیے آیا کرتا تھا۔ پیاری نازک اندام ورجنا سرنگون لٹائی گئی اور اُسکی پیٹھ پر کوڑے پڑنا شروع ہوے پیٹھ پر کوڑون کے سیکڑون نشان بنے ہوے تھے جنمین پیپ بھر آئی تھی۔ اور زخم روزانہ تازہ کر دیے جاتے تھے۔

ورجنا کی پیٹھ سے خون بہنا شروع ہوا مگر ظالم افسر نے اپنا ہاتھ نہ روکا جبتک پورے پچاس کوڑے نہ لگا لیے۔

ورجنا نے اس سختی کو نہایت استقلال سے برداشت کیا اُسوقت اسکے ہونٹھون سے وہ کراہنے کی آواز بھی موقوف ہو گئی جو پہلے آ رہی تھی۔ جب زیادہ تکلیف ہوتی تھی ورجنا ہونٹھ دانتون کے نیچے دبا کے اور منھ کو خوب کوشش سے بند کر کے ضبط کرتی تھی

افسر نے کوڑے لگانے سے فراغت کرکے دیکھا تو ورجنا اپنے ہوش مین نہ تھی۔ زیادہ تکلیف اور صدمے نے اُسپر غش کی حالت طاری کردی تھی جھک کے نبض دیکھی بڑی مشکل سے نبض کا پتہ لگا۔ کیونکہ ورجنا کی اُمید دن کیطرح یہ بھی ادھر ادھر چھپتی پھرتی تھی۔

افسر اور اُس سپاہی نے ملکر پھر ورجنا کو اُسی کونے مین لٹا دیا مگر وہ اپنے ہوش مین نہ تھی آنکھین پتھرائی ہوئی تھین۔ نازک نازک رخسارون پر جالکاہ صدمے سے کچھ کچھ پسینہ آگیا تھا ہاتھ پاؤن ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر خود افسر کا دل بھر آیا اور سپاہی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"ہاے یہ ظلم بھی میرے ہی ہاتھون سے ہونا تھا کیا شاہ رجرڈ کو اس کام کے لیے کوئی اور افسر نہین ملسکتا تھا۔ کمبخت مر بھی نہین جاتی مجھے کب تک یہ ظالمانہ کام کرنا پڑے گا"

سپاہی "حضور آپ کے ساتھ ہم کو بھی یہ ظلم دیکھنا پڑتا ہے۔ ہم مین اب اسکی بالکل طاقت نہین ہے روز ہم یہ ظلم دیکھتے ہین اور خون کے آنسوؤن سے روتے ہین اگر ہمارا زور چلتا تو ہم شاہزادی کو چھڑا دیتے"

افسر "کہین ایسا غضب نہ کرنا بادشاہ کے مزاج کو جانتے ہو کسقدر سخت واقع ہوا ہے تم سب کو اور تمھارے ساتھ مجھے بھی قتل کرڈالے گا"

سپاہی "اسی خوف سے تو ہم سے یہ جرأت نہو سکی ورنہ کیا ہم اب تک درگذر کرتے"

افسر "اچھا اب مین جاتا ہون خبردار یہان کوئی آنے نہ پائے بادشاہ کا حکم ہے کہ کوئی یورپین شخص بھی اس مقام مین نہ گذر سکے"

سپاہی اور افسر دونون کمرے سے باہر نکلے سپاہی اپنے ساتھیون مین ملگیا اور افسر اس مکان سے نکل کے باہر چلا۔

یہ یورپین افسر شہر عکہ کی ایک سڑک پر جارہا ہے اور دلمین کہتا جاتا ہے "کیا ذلیل کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مین ایک فوجی آدمی ہون میرا کام تھا کہ میدان مین جاکے مسلمانونکا مقابلہ کرتا۔ یہ نہین کہ مظلومون اور بیکسون پر ظلم کیا کرون۔ دیکھیے اس مصیبت سے کس روز نجات ملتی ہے اگر بادشاہ چاہے تو اُسے اس مزاج کے بھی بہت سے افسر ملجائینگے

جنکی اس ظالمانہ کارروائیون مین دلچسپی ہوگی - مگر مین اس طبیعت کا آدمی نہین ہون
آواز آئی "ہیو مسٹر جارج" اس افسر کا نام جارج تھا جارج نے نظر اُٹھا کے دیکھا تو ایک اور یوربین افسر نظر آیا -

یہ افسر شاہ رچرڈ سے پہلے سرزمین شام مین داخل ہوچکا تھا اور یہان زیادہ رہنے کی وجہ سے کسی قدر عربی بھی بولنے لگا تھا - اسکا اصل وطن فرانس تھا اور ایک پیدل فوج مین کپتان کے عہدے پر مامور تھا -

جارج "کہان سے آتے ہو"

شخص "پادری صاحب کے پاس سے آتا ہون آجکل تو ہم لوگ یہان بیکار ہین نہ کچھ کام ہے نہ کاج ہی بیکار ادھر اودھر کی خاک اُڑایا کرتے ہین"

جارج "غنیمت سمجھو"

جوزف "غنیمت کیا سمجھین! ہم سپاہی لوگ ہین لڑنا اور مرنا کام ہے بیکار بیٹھنے کو تو ہم ہرگز غنیمت نہین سمجھ سکتے"

جارج "میرا یہ مطلب نہین ہے مین یہ کہتا ہون کہ خوش ہو یہان عکہ مین کوئی ایسی خدمت تمھارے سپرد نہین کی گئی کہ زندگی سوہان روح ہو جاتی"

جوزف "یہان ایسی کون خدمت ہو سکتی ہے"

جارج "میرا کام ایسا واہیات ہے کہ زندگی سے عاجز آگیا ہون"

جوزف "کیا کام تمھارے سپرد ہے مجھے نہین معلوم"

جارج "شہزادی ورجنا کی سزا دہی میرے سپرد کی گئی ہے روز بلاناغہ پچاس کوڑے لگانے پڑتے ہین - شہزادی کی بیکسی اور مظلومی دیکھ کے آنکھون مین خون کے آنسو بھر آتے ہین مگر کچھ نہین کرسکتا ہون"

جوزف "ورجنا نے بھی تو بہت بڑا جرم کیا - مسلمانون سے ملکے مسلمان ہوگئی"

جارج "یہ سب مین جانتا ہون مگر ایسی نازنین اور صابر عورت کو کوڑے لگانا کسی بڑے ہی سنگدل کا کام ہے"

جوزف "اچھا کوئی ترکیب کرو کہ وہ راہ راست پر آجائے آج اپنا قدیم مذہب اختیار کرلے تو پھر اسکے لیے وہی راحت اور عشرت کے سامان فراہم ہوجائین"

جارج ''یہی ہوتا تو رونا کاہے کا تھا - افسوس وہ تو کسی طرح مانتی ہی نہین''

جوزف ''ابھی پادری صاحب کے یہان ایک شام کے مسیحی شخص سے ملاقات ہوئی جسکو دعویٰ ہے کہ مسلمانون کا چاہے کتنا ہی بڑا عالم شخص ہو اُس سے تسلیم کرا دونگا کہ دین عیسوی برحق ہے''

جارج ''اور سب تسلیم کرینگے مگر ورجنا تسلیم نکرے گی''

جوزف ''اُسے لیجا کے بحث تو کراؤ شاید مان جائے - وہ شخص کہتا ہے کہ سیکڑون مسلمان اُس سے بحث کر کے عیسائی ہو گئے اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا لایق شخص ہے''

جارج ''تمھین اُسپر بڑا اعتماد ہے ایسا نہو کہ کوئی اور شخص ہو اور ادھر اُدھر لوگون سے کہتا پھرے اگر شاہ رچرڈ کو معلوم ہو گیا کہ مین اُسے ورجنا کے پاس لے گیا تھا تو میری جان کا دشمن ہو جائیگا''

جوزف ''نہین وہ کسی سے نہ بیان کریگا - سمجھا دیا جائیگا - اور اگر اُسنے ورجنا کو قائل کر دیا تو خوف کی جگہ نہین ہے معلوم بھی ہوگا تو بادشاہ تمسے خوش ہوگا''

جارج ''مگر مجھے یقین نہین کہ ورجنا مان لے اُسکے مزاج مین بڑی ضد ہے - اچھا خیر مین اُس شخص کو لیجاؤنگا - اسوقت مین گھر چلیتا ہون تم تھوڑی دیر کے بعد اُسے میرے پاس لے آؤ تکلیف تو ہوگی مگر اس کام مین مسیح تم سے خوش بھی ہونگے''

جوزف ''تم چلو مین ابھی لیے آتا ہون - اون صاحب کے دعوی کا بھی حال معلوم ہو جائیگا''

جارج اسکے بعد جوزف سے رخصت ہوا اور سیدھا اپنے مکان پر آیا ورجنا کی بیکسی اور اُسکے ساتھ اسکا ضبط اُسکے دلپر کچھ ایسا اثر کر گیا تھا کہ گھر مین آنے کے بعد اگرچہ ادھر اُدھر اپنا دل بہلاتا رہا مگر افسردگی اور غم کے آثار اُسکے چہرے سے ظاہر تھے -

تھوڑی دیر کے بعد جوزف اُس شخص کو ہمراہ لیے ہوے آیا جسکا وعدہ کر گیا تھا یہ ایک نوعمر شخص تھا - شام کے عیسائیون کی وضع تھی اور عربی فرانسیسی دونون زبانون مین نہایت فصاحت سے گفتگو کر سکتا تھا -

جارج ''آپ کا اسم شریف کیا ہے''

شخص ’’مجھے لوگ یوشع کہتے ہین‘‘

جارج ’’آپ کا وطن یہین ہو۔ ملک شام کے کس شہر مین آپ کا مکان ہے‘‘

یوشع ’’مکان تو طائر مین تھا مگر اب خانمان برباد ہون مسلمانون نے سب گھربار لوٹ لیا میری زندگی مذہبی مناظرہ مین زیادہ گذری ہے مسلمان لوگ ایک تو یونہین مجھسے برہم تھے اندنون لڑائی نے اُنھین اور اشتعال دلایا۔ میرا گھر بار سب لوٹ لیا گیا اور مین نے بھاگ کے یہان اپنی جان بچائی‘‘

جوزف ’’خیر ان باتون مین افسوس کے سوا کیا حاصل ہو ہم لوگون کو آپسے ایک پوشیدہ اور نہایت ضروری کام لینا ہے۔ آپ کو دعویٰ ہو کہ آپ ہر شخص کو تسلیم کرا دے سکتے ہین کہ دین مسیحی برحق اور سچا ہے‘‘

یوشع ’’ہان مجھے دعویٰ ہے‘‘

جوزف ’’مگر اس کام کے بیان کرنے سے پیشتر ہم آپ سے وعدہ لینا چاہتے ہین کہ آپ اُسکو راز سمجھ کے اپنے ہی تک رکھین اور کسی پر ظاہر نکرین‘‘

یوشع ’’مین نہین سمجھ سکتا کہ وہ کیا راز ہو مگر وعدہ کرتا ہون کہ کسی سے نہ بیان کرونگا‘‘

جوزف ’’آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے بادشاہ شیردل شاہ رچرڈ کی بھانجی ورجنا مسلمانونکے جال مین پھنس گئی اُنھون نے اُسکو کچھ ایسا بہکا دیا کہ اب ہزار تدبیرین کیجائین اپنے مسیحی دین کو قبول نہین کرتی وہ یہین عکہ مین ہو بادشاہ کے حکم سے روز اُسپر پچاس کوڑے پڑتے ہین اور ہر طرح کی تکلیف دیجاتی ہے لیکن وہ دین اسلام سے توبہ نہین کرتی اگر آپ اتنا احسان کرین کہ قائل معقول کرکے دین مسیحی کی خوبیان اُسکے دلمین مرتب کردین تو ہم نہایت ممنون ہونگے‘‘

یوشع ’’تو اسمین راز کی کون بات ہے‘‘

جارج ’’راز یہ ہو کہ اگر اُسنے خدا کے بیٹے کا دین اختیار کرلیا تو کیا کہنا ہو۔ ہم آپکو بادشاہ سے بھی ملا دینگے اور اگر آپ کی نصیحتون نے اُسکے دلپر نہ اثر کیا اور یہ بات بادشاہ کے کان تک پہونچ گئی اور آپ کی وہان تک رسائی ہوگئی تو ہم لوگون کے خون کا پیاسا ہوجائیگا‘‘

یوشع ’’نہین مین کسی سے ذکر نہ کرونگا اور مجھے تو یقین ہے کہ وہ دین اسلام

چھوڑ دے گی لیکن یہ شرط ہے کہ کچھ سمجھدار ہو"
جوزف "آپ سمجھدار کہتے ہین حضرت وہ بڑی عالمہ فاضلہ ہی کون علم ہے جسمین اسکو بخوبی دخل نہین"
یوشع "تو مین ذمہ کرتا ہون کہ بہت جلد اپنے خیالات سے توبہ کرے گی"
جارج "اچھا تو تکلیف کرکے آپ کل صبح کو میرے پاس آجائیے اسوقت مین روز جایا کرتا ہون۔ کل آپ کو ہمراہ لیچلونگا"
یوشع "بہتر کل مین آپ کے ہمراہ چلونگا"
یہ کہکے جوزف اور یوشع جارج سے رخصت ہوکر چلے گئے۔ دوسرے روز یوشع تڑکے ہی جارج کے ہان پہونچا۔ یوشع نے کچھ ایسا اصرار کیا کہ جارج بہ نسبت معمول کے سویرے ہی شاہزادی ورجنا کے قیدخانہ کو روانہ ہوا راستہ مین یوشع نے کہا "مگر ایک شرط ہی آپ ذرا تھوڑی دیر کے لیے دوسرے کمرے مین رہیے گا۔ مین شہزادی سے تنہا ملکے دیکھونگا کہ اُنکے اصلی خیالات کیا ہین آپ کے ہونے مین خرابی ہوگی وہ سمجھے گی دباؤ ڈالکر قائل کرانے آئے ہین۔ اور شاید گفتگو ہی نہ کرے"
جارج "اور مین ہونگا تو وہ اپنے اصلی خیالات ظاہر نہ کرے گی"
یوشع "آپکا کام ہی اُسپر ظلم اور زیادتی کرنیکا اگر میرے ساتھ آپ کو دیکھے گی تو ایک قسم کا دباؤ پڑجائیگا۔ اور وہ اپنے اصلی خیالات نہ ظاہر کرے گی مین آپکو زیادہ تکلیف نہ دونگا صرف ایک گھڑی بھر آپکو کسی دوسرے کمرے مین توقف کرنا ہوگا"
جارج "خیر اسمین کیا مضایقہ ہے۔ مین باہر صحن مین سپاہیون سے کھڑا باتین کیا کرونگا آپ اندر چلے جائیے گا"
یہی باتین کرتے ہوے دونون۔ بلاکش ورجنا کے قیدخانہ مین پہونچے۔ حسب قاعدہ سپاہیون نے جارج کی سلامی کی۔ یوشع سبقت کرکے صدر کمرے مین گیا اور افسر باہر کھڑا ہوکے سپاہیون سے کچھ پوچھنے لگا۔
جارج "شاہزادی ورجنا آج رات کو کیسی رہی"
سپاہی "حضور ہم کو تو وہانتک جانے کی ممانعت ہی۔ مگر اتنا جانتے ہین کہ رات بھر بیتاب ہو ہو کے کراہنے اور درود کے دعا کرنے کی آوازآیا کی"

جارج :- ہان رات کو بڑی تکلیف رہتی ہوگی۔ کیونکہ عموماً صدموں اور مرضون کا قاعدہ ہو کہ رات کو ترقی کر جایا کرتے ہین "
سپاہی :- کچھ عرض نہین کیا جاتا کہ کتنی بڑی سنگدلی کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے "
جارج :- مجھ سے زیادہ "
یوشع نے سامنے آکے اشارے سے بلایا جارج لیک کے کمرے مین ہو رہا اور جاتے ہی پوچھنے لگا :- کہیے آپکی نصیحتون نے کچھ اثر کیا "
یوشع :- نصیحتین کیسے اثر کرین بڑی دیر مین تو ورجنا کو ہوش آیا ہو ان بیچاری کو اتنا دماغ کہان کہ اس حالت مین کسی امر پر غور کرین مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ شاہزادی صاحبہ کا یہ حال ہو ائین تو جواب دینے کی بھی طاقت نہین ؟ ورجنا کی طرف دیکھ کر اور نہ اونچی آواز سے شاہزادی صاحبہ آپ نے افسوس عقل سے کام نہ لیا اور اپنے ہاتھون خود بلا مین پھنس گئین "
ورجنا :- اب تو پھنس گئی اور خدا کے سامنے کے سوا اور کہین ان ظلمون کا بدلہ نہین چاہتی ہون "
یوشع :- دین اسلام مین آپ نے کیا خوبیان پائین جو اُسکی ایسی دلدادہ ہین "
ورجنا :- ہائے اس دین مین ہزارون خوبیان ہین اور مجھ مین ایک کے بیان کرنے کی بھی طاقت نہین "
یوشع :- (جارج سے) ان مین کچھ قوت ہو تو بحث کرین۔ آپ دیکھتے ہین یہ بحث کے قابل ہین "
جارج :- پھر کیا کیا جائے "
یوشع :- اگر یہ ممکن ہو کہ چند روز کے لیے انکی سزا موقوف کر دیجائے اور انکے زخمون کا علاج ہو تو البتہ وہ غرض حاصل ہو سکتی ہے جسکے لیے آپ مجھے لائے ہین۔
جارج :- یہ کیونکر ممکن ہو ؟ بادشاہ کے حکم کی مخالفت کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہو "
یوشع :- پھر مین مجبور ہون "
جارج :- اچھا ایک بات ہو یہ سپاہی تو میرے اختیار مین ہین آپ اخفاے راز کا وعدہ کرین تو ممکن ہے کہ مین کچھ روز سزا موقوف رکھون "
یوشع :- میری طرف سے آپ خاطر جمع رکھین مگر یہان کوئی اور تو نہین آرہا ہے "

جارج :- نہین میرے سوا یہان کوئی نہین آسکتا قطعی ممانعت ہی اور ہان سزا تغیر موقوف ہو جائیگی مگر علاج کا کیا بندوبست ہوگا۔ مین کسی ڈاکٹر کو نہ لا سکتا ہون اور نہ آنے دونگا۔"

یوشع :- "آپ اسکی فکر نہ کیجیے۔"

جارج :- "کیون۔ کیا کسی اپنے دوست کو لائیے گا۔ نہین یہ نہین ہو سکتا۔"

یوشع :- "مین خود اس امر مین پورا کام کرسکتا ہون مین نے ڈاکٹری کے فن کو بہت محنت سے حاصل کیا ہی۔ اور خصوص جراحی کے کام کو بہت اچھی طرح کر سکتا ہون بلکہ وعدہ کرتا ہون کہ پانچ چھہ روز مین بالکل اچھا کر دونگا۔"

جارج :- "یہ خوب بات ہو مگر آپ کو یہین رہنا ہوگا۔ مین اسکی اجازت نہین دیسکتا کہ آپ روز آئین جائین۔ یہان آدمی موجود ہین۔ آپ جو دوا یا جو چیز منگوائین گے فوراً لیجائیگی اس طرح جبتک شہزادی صاحبہ اچھی ہون آپ یہین رہیے۔"

یوشع :- "اس سے مجھے انکار نہین ہے مگر سپاہیون کو حکم دیدیا جائے کہ میری اطاعت کریں اور مین یہان شہزادی صاحبہ کے قریب ہی رہونگا۔ افسوس انکا کوئی تیماردار بھی نہین سب کام مجھی کو کرنا پڑیگا مگر اسمین فائدہ بھی یہ ہوگا کہ اتنے دنون کی صحبت مین انکے اعتقاد ٹھیک کرالونگا۔"

جارج :- "بہتر تو اب مین جاتا ہون کل اسی وقت آؤنگا۔"

یہ کہہ کے جارج نے سپاہیون کے گروہ کو بلا کے حکم دیا کہ یوشع صاحب یہان رہین گے تم سب کو انکی اطاعت کرنا چاہیے۔ خبردار کوئی بات خلاف نہو اگر مین نے شکایت سُنی تو تم جانوگے۔ دوسرے یہ کہ یہان جو کچھ ہو اسکی خبر کسی کو کانون کان نہو۔ ورنہ تم سب کو بہت سخت سزا دیجائیگی۔

سپاہی :- "بھلا ہم حضور کے حکم کے خلاف کر سکتے ہین۔ آپ کسی امر مین ہماری شکایت نہ سنین گے۔"

جارج یوشع سے اور اُسکے بعد شاہزادی ورجنا سے رخصت ہو کے چلا گیا اور یوشع ورجنا کے علاج مین مشغول ہوا۔ اُسنے دوائین منگوائین زخمون کو دھویا اور دوا لگا کے بندش کر دی اور آرام سے بیٹھ کے جو روش اور بلاکش ورجنا کی دلدہی کرنے لگا۔

سترھوان باب

رسائی

پیاری ورجنا کے زخم اچھے ہو گئے ہین - اور یوشع کے سحر نما علاج نے کل تکالیف دور کر دی ہین اپنے قید خانہ مین آرام سے بشاش اور خوش بیٹھی ہوئی ہو کہ یوشع سامنے آیا اور خندہ جبینی کے ساتھ کہنے لگا۔

"شاہزادی صاحبہ اب آپ اچھی ہو گئین مگر مجھے خوف ہو کہ پھر وہی بلا آپ پر نہ نازل ہو جائے - انسان کو اپنے بچانے کی ضرور تدبیر کرنا چاہیے"

ورجنا "مجھے تو جو جو خوبیان دین اسلام مین نظر آئی ہین کسی دین مین نہین نظر آتین"

یوشع "اچھا تو صرف یونہین دکھانے کے لیے ظاہر مین مان لیجیے - ان عذابون سے کسی طرح چھٹکارا تو ہو"

ورجنا "مجھے اس قسم کی دغا اور فریب سے نفرت ہے"

یوشع "ہر امر کا ایک موقع ہوا کرتا ہو - اسوقت یہی موقع ہو - پھر آگے چلکے سمجھا جائیگا"

ورجنا "نہین یہ مجھ سے نہو گا"

یوشع "اچھا آپ کا مین نے علاج کیا ہے - خدمت کی ہے - اسکو آپ کسی قسم کا احسان تسلیم کرتی ہین"

ورجنا "بیشک یہ آپ نے مجھپر احسان کیا"

یوشع "تو اس احسان کا معاوضہ یون ادا کیجیے کہ میری خاطر سے کہدیجیے کہ آپ نے دین مسیحی پھر اختیار کر لیا"

ورجنا "مجھ سے یہ نہو گا کہ جس منھ سے خدا کو ایک کہا ہو اُسی منھ سے تین کہون"

یوشع "(باہر صحن کی طرف دیکھ کر جہان قریب ہی چند سپاہی ٹہل رہے تھے) یہ دین کیسا برحق ہے! اسنے کس زور شور سے دنیا کے اکثر ممالک مین ترقی کی - خدا نے اسکی کیسی مدد کی - مجھے حیرت ہو کہ آپ یہ سب باتین دیکھتی ہین اور اُس دین کو نہین قبول کرتین"

ورجنا " دل تو نہین گوارا کرتا مگر خیر مین کہدون گی "

یوشع " تو اب اسوقت وہ افسر آتا ہوگا آپ اُسکے سامنے ابھی تو پورا اقرار نہ کیجیے گا مگر کسیقدر میلان اس دین کی طرف دکھائیے ۔ مین چاہتا ہون کہ شاہ رچرڈ کے سامنے آپ سے دین مسیحی کا اقرار کراؤن "

ورجنا " اس سے کیا فائدہ "

یوشع " آپ کو کیا ۔ میری تو کوئی غرض ہے "

ورجنا " بہتر یہی سہی ۔ (مسکرا کر) تو مجھے پھر عیسائی بننا پڑیگا ۔ لیکن دیکھیے اگر آپ نہ کہتے تو مین ہرگز اس بات کو گوارا نہ کرتی "

تھوڑی دیر تک یوشع اور ورجنا مین باتین ہوتی رہین کہ اتنے مین حراست کرنے والے سپاہیون نے کسی کی سلامی کی ۔

یوشع نے اُٹھ کے دیکھا تو جارج نظر آیا ۔ جو ورجنا کی سزادہی پر مامور تھا ۔

جارج سیدھا قیدخانے مین آیا ۔ یوشع سے صاحب سلامت ہوئی اور ورجنا کی مزاج پُرسی کرنے لگا ۔

یوشع " اب تو خدا کے فضل سے شہزادی صاحبہ اچھی ہوگئین "

جارج " یہ بتائیے کہ آپ نے کیا کارگذاری دکھائی "

یوشع " یہ میری کارگذاری نہین ہی کہ شاہزادی صاحبہ کو اسقدر جلد اچھا کر دیا "

جارج " مگر جس ضرورت سے آپ نے اچھا کیا ہے اُس بات مین کیا کوئی کاروائی ہوئی "

یوشع " وہ بھی ہو جائیگا ۔ کسیقدر تو انکے دل پر اثر ہوا ہی مگر ابھی اچھی طرح کامیاب نہین ہوا کیونکہ شاہزادی صاحبہ اب مذہب کے بارے مین آپ کے کیا خیالات ہین "

ورجنا " ابھی تک مین دین اسلام کو کچھ بُرا نہین سمجھتی ہان آپ کی باتون سے یہ البتہ مجھے ماننا پڑا کہ قدیم عیسوی مذہب بھی بُرا نہ تھا "

جارج " (خوش ہوکر) بیشک یہ بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہماری شاہزادی صاحبہ کے خیالات کسیقدر پلٹے "

یوشع " خیالات کیا پلٹے ۔ اب دیکھیے گا کہ سچے دل سے یہ ہمارے دین کی پابند

اور خدا کی بھی فرمانبردار ہوگی مگر اس بارے مین مجھے آپ سے پوشیدہ کچھ کہنا ہو"

جارج :- مین بسروچشم حاضر ہون" (الگ جاکر) آپ ہمارے دین کے بڑے فاضل اور ایک رکن رکین ہین - تمام مسیحیون کو آپ کی قدر کرنا چاہیے - جو کچھ ارشاد فرمانا ہو فرمائیے"

یوشع :- یہ تو آپ جانتے ہین کہ مین بڑی کوششون سے شاہزادی ورجنا کو راہ راست پر لایا ہون اور آپکے فرمانے کے بموجب اس راز کے مخفی رہنے مین بھی مین نے کوشش کی - ایک بات کی مین بھی درخواست کرتا ہون اور اُمید ہے کہ آپ قبول کرینگے"

جارج :- فرمائیے - حتی الامکان مین آپ کی غرض پوری کرونگا"

یوشع :- کوئی دشوار بات نہین ہو - مین بس یہ چاہتا ہون کہ آپ شاہ رچرڈ کو یہ رپورٹ کرین کہ ایک شخص بلکہ میرا نام لکھدیجئے دعوی کرتا ہو کہ شاہزادی ورجنا کو قائل کر کے پھر دین عیسوی پر لے آئیگا مگر اُسکی کچھ شرطین ہین جو حضور ہی سے تنہائی مین عرض کرنا چاہتا ہے"

جارج :- (ذرا تامل کر کے) کوئی مشکل بات نہین ہے مین آج ہی رپورٹ کر دونگا مگر آپ کی وہ شرطین کیا ہین"

یوشع :- یہ آپ نہ پوچھیے - اُن باتون کو مین خود بادشاہ ہی کی خدمت مین عرض کرونگا خود ورجنا کی خواہش کے بموجب مین نے وہ شرطین قرار دی ہین"

جارج :- خیر مین اُنکے ظاہر کرنے کی آپ کو تکلیف نہ دونگا"

یوشع :- اب شاہزادی صاحبہ اچھی ہوگئین - اس امر مین مجھے اطمینان ہوگیا ہو کہ اپنے قدیم مذہب کو اختیار کرلین گی"

جارج :- مجھے اسباب مین ابھی پورا اطمینان نہین ہے"

یوشع :- جی نہین آپکو نہین معلوم مین دم بھر مین خیالات بدلدونگا آپ مہربانی کر کے یہ رپورٹ کردیجیے اور مین آج ہی رملہ کو روانہ ہوتا ہون بلکہ آپ یہ بھی لکھدیجے کہ مین حضوری مین عرض کرنے کو روانہ ہوگیا ہون اور وہان بادشاہ سے ملونگا اور شاہزادی کو وہین طلب کرا کے مباحثہ کرونگا - غالبًا حضور شاہ رچرڈ مجھ سے خوش ہون اور میرے لیے کوئی بہبودگی کی صورت نکل آئے"

جارج :- بہتر آپ جائیے - مگر آج ہی جائیے گا۔ و اتنی جلدی اور شاہزادی صاحبہ کو اچھا ہولینے دیجیے "
یوشع :- اب وہ اچھی ہین - مگر ایسا نہو کہ آپ پھر سزا دہی شروع کر دین اب اگر آپ کوڑے لگائین گے تو گنہگار ہونگے "
جارج :- مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بادشاہ شاہزادی صاحبہ کو صحیح و سالم دیکھ کے مجھسے ناراض ہو "
یوشع :- ان سب امورمین مین آپکو اطمینان دلاتا ہون اور بادشاہ کو اس خوشی مین کہ ورجنا نے پھر اپنا مذہب اختیار کرلیا ان باتونکا خیال نہ گذرے گا "
جارج :- اب چاہے جو کچھ ہو مگر مجھ سے خود نہو سکے گا کہ روز کوڑے لگا یا کرون "
یوشع :- تو اب مین جا کے شاہزادی صاحبہ سے رخصت ہونگا اور آپ سے بھی رخصت ہوتا ہون - کیونکہ اب مین عکہ مین نہین ٹھہر سکتا "
جارج :- تو آپ کو اسقدر جلدی کاہے کی ہے "
یوشع :- مجھے بہت جلدی ہے اب مجھ سے نہین دیکھا جاتا کہ ایک مسیحیہ عورت بجرم قیدخانے کی تکلیفین اُٹھائے "
جارج :- اچھا تو آپ تشریف لے جائیے اور مین اسی وقت جا کے بادشاہ کی خدمت مین رپورٹ کرتا ہون - اب دونون شاہزادی ورجنا کے پاس گئے
ورجنا :- (مسکرا کر) مشورہ کر آئے ؟ کس امر مین مشورہ کرنا تھا "
یوشع :- شاہزادی صاحبہ مشورہ کیسا اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون "
ورجنا :- (متحیر ہو کر) رخصت ! تو کیا اب آپ تشریف لیجائین گے ؟ ہائے یہان کی تنہائی پھر میرے حق مین عذاب ہو جائیگی - کیا اب ملاقات نہو گی "
یوشع :- اب مین آپ سے بادشاہ کے سامنے ملونگا یہان جسقدر خدمت مجھ سے ہوسکتی تھی مین نے کی اب آپ خدا کی عنایت سے تندرست ہو - میری کچھ ضرورت نہین صرف آپ کو اتنی تکلیف دونگا کہ آپ میری خاطر سے ہمارے شیردل شاہ رچرڈ کے سامنے چلی آئین "

ورجنا ” بادشاہ کے سامنے جانے سے میرا دل گھبراتا ہو میری صورت دیکھ کر اُنکی آنکھوں مین خون اوتر آئیگا “
یوشع ” نہین اب ایسا نہوگا۔ آپ میری خاطر سے اُنکے سامنے جانا منظور کر لیجیے “
ورجنا ” مجبوراً منظور ہی کرونگی۔ مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ وہان مجھے اپنا شوق نہین آپکی محبت لے جائے گی “
یوشع ” اسکی نسبت مین آپ کا شکر گذار ہون خیر تو اب رخصت ہوتا ہون “
ورجنا نے حسرت واندوہ کے ساتھ اپنے چند روزکے رفیق اور دوست یوشع کو رخصت کیا۔
دونون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور دونون ایک دوسرے کو حسرت کی نظر سے دیکھنے لگے یوشع نے جاتے وقت ملک شام کی رسم کے موافق ورجنا کا ہاتھ چوم لیا اور جاںج کا ہاتھ پکڑ کے صحن مین اُترا اور دروازہ سے نکلا چلا گیا۔ راستہ ہی مین یوشع جاںج سے رخصت ہوا اور چلتے وقت پھر تاکید کر گیا کہ رپورٹ آج ہی روانہ ہو جائے۔

۱۸ اٹھارھوان باب

رسائی

ساحل رملہ پر سیکڑون انگریزی جہاز قطار در قطار فوجی قاعدے سے لنگر افگن ہین ہوا چل رہی ہو اور اُنکی خوشنما جھنڈیان جنپر یورپین سلطنت کے مختلف معرکے بنے ہین لہرا لہرا کے عجیب ولفریب بہار دکھا رہی ہین۔
آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے اور ان جہازونکا سایہ متلاطم موجونپر ہوتا ہوا خشکی کے کنارے تک آیا ہے۔ اور وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ چڑیان یہ بہار دیکھنے کے لیے خشکی سے اُڑ اُڑ کے سمندر پر گئین ہین۔ اور ادھر اُدھر کے مستولونپر اُڑ اُڑ کے بیٹھتی ہین۔ ان طیور مین بہت سے شام ہوتے دیکھ کر بسیرے کے خیال مین جہازون پر سے اُڑتے ہین اور فضا کے دور مین چکر لگاتے ہوئے خشکی کی طرف بڑھتے چلے آتے ہین۔
خشکی پر اُس میدان مین جو شہر رملہ کے داہنے جانب واقع ہو ہزارون خیمے نصب ہین اور بیچ مین مجاہدین یورپ کا صلیبی جھنڈا گڑا ہوا ہو جسپر ایک بہت بڑا پھریرا آخر وقت

کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور ہلکی ہلکی ہوا مین اڑتا ہے۔
جا بجا سمندر کے کنارے اکثر یورپین سپاہی کھڑے باتین کر رہے ہین اور اسوقت کے خوشگوار سمان سے لطف اُٹھا رہے ہے۔ عین جھنڈے کے نیچے شاہی خیمہ ہے جس کے آگے کرسیان پڑی ہین اور شاہ رچرڈ مع اپنے مصاحبون اور سردارون فوج کے جھرمٹ مین بیٹھا ہوا ہے۔
رچرڈ "یہ لڑائی روز بروز طول کھینچتی جاتی ہو۔ اور یکسوئی کی صورت اسوقت تک نظر نہین آتی"۔
ایک افسر "دو ایک باتون نے ہمین مجبور کر دیا اودھر تو موسم خراب آگیا اور اودھر اُس سرزمین کی آب وہوا ہمارے ہموطنون کے بالکل خلاف پڑی۔ ہماری فوج کے لوگ روز بروز بیمار پڑتے جاتے ہین"۔
رچرڈ "اور لڑائی کی یہ کیفیت ہو کہ ہمین بلاد سواحل سے آگے بڑھنے کا موقع نہین ملتا خشکی مین دس میل بھی قدم بڑھا کے نہین جا سکتے۔ ان شہرونکی لڑائیون مین بھی ہم پوری طرح کامیاب نہین ہوسکے اور آگے جب بڑھے ہمین زک ہوئی۔ علاوہ برین وہان ہمین رسد فراہم کرانے مین کسی طرح کامیابی نہین ہوتی"۔
ایک شامی عیسائی "حضور آگے بڑھنے مین دقتین ہین۔ مگر اتنی بہادریان دکھا کے اپنی جانین تلف کر کے بیکار بیٹھ رہنا کسی طرح نہین مناسب ہو۔ بہت بڑی بدنامی ہوگی اب آپ کو بیت المقدس کی طرف بڑھنا چاہیے"۔
رچرڈ "یہی مین اسی فکر مین ہون کہ بیت المقدس کیطرف کیونکر بڑھون اچھا تم نے تو اس شہر کو دیکھا ہوگا میرے سامنے اُسکا نقشہ کھینچو دیکھون کہ اس شہر کے محاصرے مین ہمکو کیا تدبیر کرنا چاہیے"
شامی عیسائی نے بیت المقدس کا نقشہ کھینچکر شاہ رچرڈ کے سامنے پیش کیا اور بتانے لگا کہ اسطرف یہ وادی ہو۔ اودھر یہ صحرا ہو اور اسطرف یہ پہاڑی ہو۔ اسطرف یہ جنگل ہو۔
رچرڈ "(شمال کی طرف اشارہ کر کے) اور اسطرف کیا ہے۔

لہ جسقدر لڑائیان لڑا سب بندرگاہوں ہی پر محدود تھین۔ صلاح الدین نے کسی طرح خشکی مین اُسے نہ بڑھنے دیا مجبوری شاہ رچرڈ نے آخر کو خود اپنی زبان سے ظاہر کیا۔ دیکھو ابن اثیر ۱۲

شامی " اسطرف ایک وادی ہے جو بہ نسبت اور طرفون کے دشوار گذار ہی"
رچرڈ " یہ وادی کسقدر گہری ہے اور کیسی ہے"
شامی " حضور یہ مقام بہت گہرا ہے اور نہایت ہی نشیب مین واقع ہے اور
ادھر سے گذرنا بھی دشوار ہے"
رچرڈ دیر تک اس نقشہ پر غور کرتا رہا اور آخر سوچ سمجھ کے کہنے لگا "جبتک
صلاح الدین زندہ ہے ممکن نہین کہ کوئی شخص اس شہر پر قبضہ کر سکے اسکا فتح کرنا بالکل
محال ہی" کل افسران فوج حیرت و تعجب سے رچرڈ کی صورت دیکھنے لگے۔
رچرڈ " کوئی حیرت کی بات نہین ہی اگر ہم اس وادی کو چھوڑ دینگے اور باقی سب
اطراف محاصرہ کر لینگے تو صلاح الدین کے پاس برابر فوج اور رسد باہر سے پہونچتی رہیگی
اور اگر ہم اس طرف بھی اپنی فوجین رکھین گے تو صلاح الدین یکایک حملہ کر کے اُنہین فوج
کو مار ڈالیگا اور دیگر اطراف کی فوجونکو خبر بھی نہو گی کسیطرح ممکن نہین ہی کہ اس شہر کا محاصرہ کیا جائے"
شامی " پھر کیا کیا جائے۔
رچرڈ " میرے نزدیک تو بیت المقدس سے دست بردار ہونا چاہیے۔ تم سمجھو تو کہ
ہم اس بارے مین کیا کر سکتے ہین"
شامی " اسمین کوئی شک نہین کہ خاص شہر بیت المقدس کے محاصرے مین صلاح الدین
کا زور ہمپر ہر طرح چل جائیگا۔ اور ہم اسکا کچھ نہ بگاڑ سکین گے۔ مگر مین خیال کرتا ہون
کہ اسمین ہماری قوم کی بڑی بدنامی ہو گی"
اتنے مین ایک افسر نے آکے عرض کیا۔ حضور اُس روز جو رپورٹ عکہ سے آئی
تھی کہ یوشع نامی ایک شامی عیسائی دعوی کرتا ہے کہ شاہزادی رجنا کو قائل
کر کے عیسائی بنا دے گا اور کچھ خاص شرائط حضوری مین عرض کرنے کے لیے روانہ
ہوا ہی حضور نے اس شخص کی نسبت دریافت بھی فرمایا تھا آج اس شخص کا پتہ لگا وہ صرف آپکی

لہ رچرڈ نے نقشہ دیکھکے یہی اعتراض کیا اور اسکے بعد پھر اُسکی جرأت نہ پڑی کہ صلاح الدین کے
مقابلہ کی کوشش کرے۔ اصل یہ ہی کہ جس طرح صلاح الدین رچرڈ کی سپہگری کو مانتا تھا
اسی طرح رچرڈ صلاح الدین کی جرأت اور سپہگری کو مان گیا تھا ۱۲

خدمت مین باریاب ہونے کی غرض سے یہان حاضر ہوا ہے "
رچرڈ " وہ شخص کہان ہے؟ مجھے تو کئی روز سے اُسکی تلاش ہے "
افسر " اگر اجازت ہو تو حاضر کرون "
رچرڈ " بیشک لاؤ - ابھی لاؤ "
وہ شخص گیا تھوڑی دیر بعد ایک ذی عمر شخص کو ہمراہ لے کے حاضر ہوا اس شخص نے نہایت ادب سے شاہ رچرڈ کو سلام کیا اور کھڑا ہو گیا - بادشاہ نے بیٹھنے کی اجازت دی تو ایک کرسی پر وہ خموشی اور سنجیدگی سے بیٹھ گیا -
رچرڈ " تمھارا ہی نام یوشع ہے؟ "
یوشع " حضور مجھی کو یوشع کہتے ہین "
رچرڈ " اور تمھارا وطن کہان ہے "
یوشع " یہین ملک شام مین -
رچرڈ " یہان کے کس شہر مین
یوشع " طائر - مگر اب تو مسلمانون نے سب گھر بار لوٹ لیا - خانمان برباد ہون ورنہ یہان کے قدیم اور خاندانی شرفا مین تھا "
رچرڈ " تم ورجنا کو قائل کر کے عیسائی بنا لوگے "
یوشع " قد اسے اور اُسکے بیٹے سے تو ایسی ہی اُمید ہے میری زندگی زیادہ مناظرے ہی مین گذری ہے اور میری کوشش سے بہت سے مسلمانون نے دین حق اختیار کیا اس امر کی صحت مین عکہ پہونچکے بہت سے ثبوت دے سکونگا "
رچرڈ " (کسی قدر غور کر کے) اور ہاں تمھارے شرایط کیا ہین "
یوشع " انکو مین تنہائی مین اور صرف آپ ہی سے عرض کرنا چاہتا ہون "
رچرڈ اوٹھ کھڑا ہوا اور یوشع کو ہمراہ لے کے خیمہ مین چلا گیا یہان افسرون مین بیت المقدس کی نسبت پھر باتین ہونے لگین اور بعض افسر بعض سے چپکے چپکے کہنے لگے - اب معلوم ہوتا ہے کہ ہمی کوشش اور سب جانین جو اس لڑائی مین کام آئین بیکار گئین تقریبًا گھنٹہ بھر کے بعد رچرڈ اور اُسکے پیچھے یوشع خیمہ سے نکلے -
رچرڈ " تو مین ورجنا کو یہین بلواتا ہون "

یوشع ”ضرور بلوالیجیے۔ مینے جس بات کا دعوی کیا ہو اُسمین خدانے چاہا تو سچا ثابت ہونگا۔“

رچرڈ ”مگر ایک بات میری سمجھ مین نہین آئی۔“

یوشع ”وہ ارشاد ہو۔“

رچرڈ ”اسکی ذمہ داری تم کیونکر کرسکتے ہو کہ صلاح الدین صلح منظور کریگا مین کئی بار کہہ چکا ہون مگر اُسنے نامنظور کیا۔ مین تو بدل خواستگار ہون کہ صلح ہو جاے مگر صلاح الدین ہی نہین منظور کرتا۔“

یوشع ”حضور مین طائفہ کے بڑے عالی خاندان لوگون مین تصور کیا جاتا ہون۔ صلاح الدین کے بیٹے ملک الافضل اور بھائی ملک العادل سے مجھ سے کسی زمانہ مین ملاقات تھی اور ابتک راہ و رسم ہے۔ فوجی لوگون نے مجھے لوٹ لیا۔ اور عزیز کی فوج والون نے مجھپر ظلم کیا مجھے یقین ہو کہ مین شاہزادہ افضل اور ملک العادل کے ذریعہ سے جس امر کی کوشش کرونگا اسمین کامیابی ہوگی۔ اور یہ دونون خود بھی صلح کے خواستگار رہین مگر یہ بات اسوقت پر منحصر ہے جب حضور میری شرط کو قبول کرلین۔“

رچرڈ ”(دیر تک سر نگون رہ کے) تمھاری شرط بہت سخت ہے۔ مگر بعض ایسے امور در پیش ہوگئے ہین کہ خواہ مخواہ مجھے منظور کرنا پڑے گا۔ اچھا مین تمھاری شرط منظور کرتا ہون۔ مگر (پھر سوچنے لگا) اچھا کچھ نہین۔“

یوشع ”تو حضور حکم دیجیے کہ شاہزادی ورجنا بہت جلد یہان لائی جائین۔“

رچرڈ ”مین تو اسی وقت لکھے بھیجتا ہون۔ میرا قصد تھا کہ ورجنا کو بہت سخت سزا دون مگر مسیح کے طفیل مین چھوڑ دونگا۔ اُسکا جرم صرف یہی نہین ہے کہ اس نے مسلمانون کا مذہب اختیار کرلیا۔ اُسنے انگلستان کے نام کو دھبہ لگادیا۔ اُسنے مجھے یورپ کی نظرون مین ذلیل کیا اُسنے میری فوج کے بہت سے آدمی قتل کیے۔ یہ ایسے جرم نہین ہین کہ وہ زندہ چھوڑ دی جائے۔“

یوشع ”مگر اب آپ کو رحم کرنا چاہیے۔ مسیح کا قول ہے جسکی نجات دلواسے اسکو خود بھی آزاد کرنا چاہیے۔“

رچرڈ ”اب تو یہ ہونا ہی ہے۔ مگر وہ اس قابل نہین ہے۔“

یوشع ”یہ تو مین بھی جانتا ہون اب جیسا ارشاد ہو حکم ہو حاضر ہون۔“

رچرڈ "آخر تم یہیں رہوگے دوسرے تیسرے دن آجایا کرو - یا کہیں جانا ہے"

یوشع "جانا کہیں نہیں ہے جبتک میرا مقصد پورا نہوگا حضور کے دربار کو ہرگز نہ چھوڑونگا اور بعد کو کہیں جاؤنگا - سوا بادشاہ کے دامان عاطفت کے اور کہاں پناہ ملسکتی ہے"

رچرڈ "تم کو ہر وقت آنے کی اجازت ہے - اور جس کام کا تمنے وعدہ کیا ہے اُس بارے میں کوشش کرتے رہنا"

یوشع "میں آج ہی سے اس کام کی تدبیر شروع کردونگا"

یہ کہکے یوشع نے کھڑے ہوکے ادب سے سلام کیا اور چلا گیا - رچرڈ اسکے جانیکے بعد دیر تک ساکت رہا اور بادشاہ کے سکوت سے مجلس بھر میں ایک خموشی پیدا ہوگئی آخر بادشاہ نے سر اٹھاکے اہل الرائے سے اُنہوں سے کہا -

"یہ شخص بہت مفید آدمی معلوم ہوتا ہے وعدہ کرتا ہے کہ عمدگی سے صلح کرا دیگا"

ایک افسر "مگر حضور ہم کیونکر اعتماد کرسکتے ہیں"

رچرڈ "چند روز میں اسکا بھی تجربہ ہوجائیگا اسی لیے میں نے اجازت دیدی ہے کہ اکثر میرے پاس آیا کرے"

افسر "عکہ کے ایک جوزف نامی افسر نے جو میرا تحت ہے اسکی بڑی تعریف لکھی ہے اور لکھا ہے کہ دین عیسوی کا بڑا عالم وفاضل ہے - وہاں کے پادری صاحب بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں بظاہر اسباب تو معتمد معلوم ہوتا ہے"

رچرڈ "اسکی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دغا وفریب کا آدمی نہیں ہے"

افسر "اور ہمارے ساتھ کیا فریب کرے گا"

رچرڈ "آج ہی عکہ میں حکم بھیجدیا جائے کہ وہ لوگ جو ورجنا کی حراست کرتے ہیں اسی طرح حراست میں یہاں لے آئیں - اب تو غالباً ان مصیبتوں سے تنگ آکے وہ خود بھی چاہتی ہوگی کہ کسی طرح آپ کو ہلاکت سے بچائے"

افسر "شاہزادی اس طبیعت کی آدمی نہیں ہے - اُسکے مزاج میں نہایت درجہ ضد ہے - ہاں اگر کوئی اُسکے دل ہی میں یہ خیال ڈالدے کہ مسلمانوں کا دین برا ہے تو اور بات ہے"

رچرڈ "اسکا بھی حال معلوم ہوجائے گا - مگر اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ حقیقۃ

سے وہ ہر بات مین ہٹ کیا کرتی تھی۔ خیر اب مین خیمہ مین جاتا ہون تم لوگ بھی جاؤ"

یہ کہہ کے شاہ رچرڈ اُٹھا اور خیمہ مین چلا گیا۔ تمام افسر اور مصاحب بھی اپنے قیام گاہ کو گئے۔

۱۹
اُنیسوان باب

نامہ و پیام

شاہزادہ افضل فوج کے ساتھ اُس سڑک پر جا رہا ہے جو یافہ سے رملہ کو گئی ہے اُسکا چچا ملک العادل بھی ہمراہ ہے۔ دونون گھوڑون پر سوار ہین اور باہم باتین کرتے جاتے ہین ملک الافضل ایک لمبی زرد عبا پہنے ہوے ہے سر پر شامی عمامہ ہے اور اسمین کلغی لگی ہے ہاتھ مین نیزہ ہے جسپر ایک ریشمی جھنڈی اُڑ رہی ہے۔ ملک العادل کا لباس بھی اسی وضع سے ملتا ہوا ہے مگر فرق یہ ہے کہ اُسکی عبا کا رنگ عنابی ہے۔ دونون کے پیچھے پانچ ہزار سوار صفین باندھے آہستہ آہستہ سڑک پر جا رہے ہین۔ جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچ کے ملک العادل نے شاہزادہ افضل سے کہا۔

"کہین ایسا نہو کہ کسی نے جھوٹ اُڑا دیا ہو۔ عیسائیون کا اب تک پتہ نہین ہے۔"

افضل "نہین یہ خبر جھوٹ نہین ہو سکتی خود میرے جاسوس یہ خبر لائے ہین"

عادل "خیر جلد مجھے شک ہے ہان اور تمھین کچھ عزیزہ کا حال معلوم ہوا"

افضل "اسوقت تک کچھ خبر نہین آئی اُنکو معلوم ہوا تھا کہ شہر صور پر عیسائیون نے یورش کر کے قبضہ کر لیا۔ دس ہزار سوار اُنھون نے ہمراہ لیے اور سیدھے اُسطرف روانہ ہوے لیکن اسوقت تک معلوم نہین ہوا کہ وہ کہان گئے اُنھون نے کیا کارروائی کی اصل یون ہے کہ شاہزادی ورجنا کے گرفتار ہو جانے سے اُنکے حواس ٹھکانے نہین رہے"

عادل "اگر اُنکی طرف سے کوئی آدمی نہین آیا تو مین خود قاصد بھیجکر دریافت کرنا چاہیے"

افضل "یہان سے واپس چلکے کچھ بندوبست کرونگا"

یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے قریب ہی صلیب کا نشان نظر آیا عیسائیون نے مسلمانونکو

اتنا بھی موقعہ نہ پایا کہ اس سفر کے بعد وہ دم لے سکیں فوراً آ ہی حملہ کر دیا۔ ہمراہیان ملک الافضل نے بھی تکبیر کہی۔ مسیحوں نے یہ حملہ اس پھرتی اور جرأت کے ساتھ کیا تھا کہ مسلمان لوگ اُنکے پہلے ہی حملہ میں نہایت بری طرح پسپا ہو گئے۔

شاہزادہ افضل اور ملک العادل نے بہت روکا مگر جب لوگوں کا قدم اکھڑ جاتا ہے وہ لوگ بمشکل رُک سکتے ہیں۔ ایک میل تک عیسائیوں نے تعاقب کیا اور جو کچھ مال و اسباب مل سکا لوٹ لے گئے۔

شاہزادہ افضل جنگل میں نہایت ندامت کے ساتھ اپنے چچا سے ملا۔ اور کہنے لگا "افسوس اسوقت ہمکو بہت بڑی شکست اُٹھانا پڑی اس مرتبہ تو مسلمانوں نے بے لڑے دل ہار دیا۔ ان لوگوں کی بزدلی نے ہمارا بہت بڑا نقصان کیا۔ اب ہم کو کیا کرنا چاہیے کہ ہم اپنے نقصان کا معاوضہ لے سکیں۔"

عادل "یافہ میں چلئے ہم اور فوج لیں گے اور ان کافروں سے ابھی آ کے مقابلہ کرینگے"

افضل "مگر جبتک ہم یافہ میں جا کے آئیں وہ رملہ میں پہنچ جائیں گے اور رملہ میں انکی بیشمار فوج جمع ہے جس سے ہم اپنی اور یافہ کی فوج لے کے مقابلہ نہیں کر سکتے"

عادل "اپنے جاسوس چھوڑ جاؤ اور جسوقت خبر معلوم ہو کہ انکا کوئی گروہ باہر نکلا ہے نکایک آپڑو۔ اس طرح تم اُنکو چند ہی روز میں بہت پریشان کر دوگے اور اُن کا کچھ زور نہ چل سکے گا"

افضل "اچھا یہی کرونگا اور حتی الامکان کوشش کرونگا کہ عیسائیوں کو اپنے کیمپ سے نکلنا دشوار ہو گا۔ سنا گیا ہے کہ رملہ کے قرب و جوار میں اُنکیں جو کچھ پاتا ہے لوٹ لیتے ہیں۔ تمام گاؤں ویران پڑے ہیں"

عادل "علاوہ بریں اب عیسائیوں کے دل میں ہمارا خوف بیٹھ گیا ہے وہ صلح پر آمادہ ہیں۔ شاہ رچرڈ کی طرف سے برابر صلح کی درخواستیں آ رہی ہیں سلطان صلاح الدین کے نہ منظور کرنے سے ابھی تک لڑائی ہو رہی ہے۔ مگر غالباً سلطان بھی اب منظور کریں گے اس عرصہ میں جو کچھ ہو جائے اُسے غنیمت سمجھو"

افضل "اچھا تو آئیے یافہ چلئے" یہ کہہ کے دونوں نے گھوڑوں کی باگ اُٹھائی اور ریگستانی میدان میں گھوڑے ان کے سموں سے گرد اوڑاتے ہوئے یافہ کو روانہ ہو گئے

قریب ہی تھا تقریباً دو ہفتہ مین وہین تھے۔ وہ سب سوار جو عسائیون کے مقابلے مین پسپا ہوئے بھاگے تھے وہ بھی یا فتہ تیرے تھے ملک العادل نے انکی بزدلی پر انھین بہت لعنت ملامت کی اور پھر ایک فوج بارہ ہزار سوارونکی منتخب کی اچھے اچھے ہوشیار اور تجربہ کار سپاہیونکو ہمراہ لیا اور رملہ کی جانب روانہ ہوا ان سوارون مین نصف سے زیادہ مصری فوج کے لوگ تھے اور باقی اطراف شام و عرب کے جوان تھے۔

رملہ کا نصف راستہ قطع کرکے ملک العادل نے اپنی فوج کے دو حصے کئے ایک حصہ مین شاہزادہ افضل کو حکمران کیا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لیا اور کل لوگون کیطرف خطاب کرکے کہنے لگا "

"اے پیارے رسول اور اپنے دین پر جان و مال فدا کرنیوالے مسلمانون! یہ وہ سرزمین ہے جسکو ان لوگون نے نصاریٰ کے ہاتھ سے چھینا تھا جو خود حضرت رسول کی صحبت کا لطف اٹھائے ہوئے تھے اور تعلیم نے جنکے نفوس کو بالکل پاک صاف کردیا تھا یہ ملک گویا اب تمھارے ہی ہو گئے آج فرنگستان سے نصاریٰ جوق جوق آئے ہین اور چلے آتے ہین کہ تمھارا قدیم ورثہ تم سے چھین لین تاآنکہ یہ انکی غلطی ہے تمھارا ورثہ صرف یہ ملک شام ہی نہین ہے بلکہ اسکے ساتھ بہادری بھی تم کو ورثہ مین ملی ہے۔ جبتک یہ دوسرا ورثہ یعنے بہادری تم مین ہے پہلے ورثہ مین تم کامیاب رہوگے اور کوئی تم سے چھین نہ سکے گا۔ مین خیال کرتا ہون کہ تم حقیقت مین بہادر اور جانباز ہو۔ ایک خفیف سی شکست اگرچہ ہو بھی گئی تو تمپر الزام نہین آیا۔ عیسائی رملہ مین مقیم ہین رملہ کے گرد بہت سے مسلمان آباد ہین جو تمھارے بھائی ہین افرنجی انکو قتل کیے ڈالتے ہین انکو لوٹے لیتے ہین۔ اب مین تمھین لے کے چلتا ہون کہ انکو اس مصیبت اور بلا سے بچاؤ" یہ کہکے ملک الافضل سے کہا۔

"میری رائے ہے کہ ایک حصہ فوج لے کے تم رملہ کے اسطرف روانہ ہو اور دوسرا حصہ لے کے مین اوسطرف جاؤن اور ادھر کے گاؤن کو افرنجیونکے قتل و غارت سے بچاؤن "

افضل " یہی تدبیر مناسب ہے ہمین چاہیئے کہ حکمت عملی کے ساتھ ہم انھین ہر طرف سے گھیرے رہین بلکہ ہمین اونسے قریب ہی رہنا چاہیئے۔ اگرچہ تو مین اونسے اسقدر قریب رہنا کہ انکے جوش و خروش کو مین سن سکتا اور ہماری تکبیر کو وہ سن سکتے مگر پھر بھی مین اپنا

ضرور رکھونگا اپنے دو ایک آدمی اُنکے کیمپ کے قریب رکھونگا تاکہ ہر وقت خبر ملتی رہے "

یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے مسیحیون کا ایک پانسو آدمیونکا گروہ نظر آیا جو نہر الاسوت کو اُتر کے رملہ کیطرف جا رہا تھا۔

ملک العادل نے اپنے سوارون کو روک لیا اور ملک الافضل نے بلا تامل اپنی نصف حصہ فوج کو ہمراہ لے کے حملہ کر دیا۔

مسلمانون کی اتنی بڑی فوج کو آتے دیکھ کر عیسائیون نے ہاتھ پیر پھول گئے اور تمام سامان رسد چھوڑ کے بڑی بے سامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانونکے ہاتھ سے تخمیناً دیڑھ سو مسیحی قتل ہوئے اور کچھ گرفتار ہوئے باقی بھاگ گئے۔ شاہزادہ افضل قتل و غارت سے فراغت کر کے واپس آیا مگر چند مسلمان سواران لوگونکا تعاقب کرتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ یہ لوگ جب واپس آنے لگے تو راستے مین اُنھین ایک مسیحی شخص ملا جسنے اپنے آپکو اُنکے حوالہ کر دیا۔ اور کہا۔

"مین ایک خط لایا ہون جو سلطان صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کے نام ہے"

اگر تمھین معلوم ہے تو بتا دو کہ وہ کہان ہین مجھے خبر ملی تھی کہ یافہ مین ہین اور وہین مین جانیوالا تھا لیکن اب تم سے ٹھیک ٹھیک پتہ معلوم ہو جائیگا۔

سوار "وہ خط کس نے بھیجا ہے"

عیسائی "یہ بھی انکو خط دیکھ کے معلوم ہو جائیگا مین اسے افرنجی کیمپ سے لایا ہون"

سوار "ملک العادل ہمارے ساتھ ہین۔ چل ہم تجھکو اُنکے پاس پہونچا دینگے"

عیسائی "مین تمھارے ساتھ چلتا ہون"

غرض مسلمان سوار اُسے لیے ملک العادل کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یہ مسیحی شخص آپکی خدمت مین کہین سے خط لایا ہے۔ ملک العادل نے ہاتھ بڑھا کے خط لیا اور لفافہ کھول کے پڑھنے لگا۔ یہ خط پڑھ کے ملک العادل سکوت مین ہو گیا۔ دیر تک سرنگون بیٹھا رہا اور کچھ سوچا کیا ملک العادل یہ خط پڑھ ہی رہا تھا کہ شاہزادہ افضل آگیا۔

شاہزادہ افضل "چچا جان آپ کیون خاموش بیٹھے ہین"

عادل نے وہ خط افضل کے ہاتھ مین دیدیا اور کہنے لگا "مین کیونکر کہہ سکتا ہون کہ سلطان صلح منظور کر لین گے۔ رچرڈ کی بہت سی درخواستین آ چکی ہین اور برابر پھیر دی گئین"

یہ کہہ کے ملک العادل نے ملک الافضل کی طرف آنکھ سے کچھ اشارہ کیا۔

افضل ”(کچھ دیر سوچ کر) آپ سے یوشع سے کہان کی ملاقات ہو؟ اور آپ پر اسکا کیا حق ہو کہ آپ سے اس دعوے کے ساتھ وہ صلح کرا دینے کی درخواست کرتا ہو۔

عادل ” مین جن دنون طائر کی حکومت پر مامور تھا اُن دنون اُس سے بہت ملاقات تھی۔ اور اُسنے مجھپر ایسا احسان کیا تھا کہ اُسکی درخواست کو بمشکل مسترد کر سکتا ہون“

افضل ” تو کوشش کیجیے کہ صلح ہو جائے“

عادل ” ہان میرا قصد ہے کہ سلطان صلاح الدین کے پاس خود چلا جاؤن اور اُنھیں مجبور کرون کہ اب عیسائیون کے حال پر رحم کرین“

افضل ” آپ جائین گے تو مجھے یقین ہے کہ صلح ہو جائیگی“

عادل ” اچھا کچھ ضرورت نہین مین لکھے دیتا ہون۔ سلطان میرے کہنے کے خلاف نکرینگے اچھا پہلے اُس خط کا جواب تو لکھدون“

یہ کہہ کے ملک العادل نے یوشع کے نام ایک خط لکھا جسمین اطمینان دلایا تھا کہ ہفتے کے اندر ہی صلح ہو جائیگی۔ نصرانی وہ خط لیکے یورپین کیمپ کو روانہ ہوا اور ملک العادل شاہزادہ افضل کو ہمراہ لیے ہوے ایک اور پرویٹ خیمہ مین چلا گیا۔

بیسوان باب

انجام بخیر ہوا

ابھی کسیقدر رات باقی ہے تارے کھلے ہوے ہین اور مرغان خوش الحان منتظر ہین کہ رات کی سیاہ چادر اُفق مشرق مین چاک ہو اور ہم نغمہ سنجی مین مشغول ہون۔ رملہ کے میدان مین انگریزی فوج کے خیمہ پڑے ہین جو اس اندھیری رات مین بھی اپنی سفیدی کی جھلک آس پاس والونکو دکھا دیتے ہین شاہ رچرڈ کا خیمہ فوجی خیمون سے ذرا ہٹ کے ایک بلند اور مسطح تختہ پر نصب ہے اور اُسکے گرد اور چند شاندار خیمہ ہین جو مختلف اغراض مین خاص بادشاہ کے کام آتے ہین۔ ان خیمون مین نہایت تیز روشنی ہو رہی ہے اور یہ روشنی اس پچھلی رات کے سین مین نہایت بہار دکھا رہی ہے۔ ان خیمون مین سے ایک مین شاہ رچرڈ جلوہ افروز ہے اُسکے داہنے پہلو پر یوشع ادب سے سر جھکائے بیٹھا اور بائین طرف دس بارہ افسران فوج مسلح بیٹھے ہین۔

رچرڈ ”یوشع آج تمھاری سحر بیانی کا امتحان ہوگا“

یوشع ”حضور مین ہر وقت امتحان دینے کو موجود ہون مگر پادری صاحب اور تمام اہل دربار کو آجانا چاہیے۔ آج ہی کی تو تاریخ معین کی گئی تھی۔ شاہزادی کو آئے ہوے بھی کئی روز ہو چکے ہین مین پادری صاحب سے پوچھونگا کہ ورجنا کے دل پر انکی نصیحتون نے کیون نہ اثر کیا“

رچرڈ ”(مسکرا کے) یہ اُسوقت پوچھنا جب تمھاری نصیحتین عمل کر جائین مجھے ابتک نہین یقین ہے کہ ورجنا تم سے قائل ہو جائیگی۔ وہ بڑی مقرر ہے“

یوشع ”حضور مسیح اپنے دین کی ضرور مدد کرین گے۔ اب ارشاد ہو کہ کسوقت میرا امتحان لیا جائیگا“

رچرڈ ”مین نے یہی وقت تجویز کیا ہے تا کہ صبح سے پہلے سب امور سے فراغت ہو جائے اور اسی سے تم کو اسوقت بلایا“

یوشع ”حضور میری رائے مین بھی اس سے عمدہ وقت نہین ہو سکتا مین دعا کرتا ہون کہ آج آفتاب طلوع ہو کے مجھے سرخرو اور بشاش دیکھے مگر مجھے چاہیے کہ جس بات کا مینے اقرار کیا ہے اسکا بھی بندوبست کر لون“

رچرڈ ”اسکا بندوبست اسوقت کیا ہو سکتا ہے“

یوشع ”مین نے سب بندوبست کر لیا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ اس امر کے متعلق جتنی باتین ہین سب کی تکمیل ایک ہی وقت ہو جائے مجھے ایک آدمی ملنا چاہیے کہ سلطان صلاح الدین کے کیمپ مین خبر ہو جائے“

رچرڈ۔ صلاح الدین تو بیت المقدس مین ہے“

یوشع ”اُنکے بھائی ملک العادل تو ہین اسوقت وہ اور شاہزادہ افضل دونون کچھ فوج کے ساتھ یہان آئینگے اُنکے سامنے ہی مجھسے اور ورجنا سے گفتگو ہوگی“

رچرڈ ”اگر خود عزیز کے سامنے تم گفتگو کرتے اور ورجنا وہین مسیحی کا اعتراف کرتی تو بڑا بہت خوش ہوتا“

یوشع ”ملک العزیز کے سامنے ورجنا کو حجاب آئیگا اور علاوہ برین عزیز یہان سے دور ہین وہ شاید شہر طائر کی طرف گئے ہوے ہین“

رچرڈ "اچھا اُن دونوںکو بلواؤ میں نہایت خلق سے ملونگا"

یہ کہکے شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ ایک ہوشیار اور تجربہ کار شخص سامنے لایا جائے جو سفارت کی پوری صلاحیت رکھتا ہو ایک افسر اُٹھکے چلا گیا اور چند ساعت کے بعد ایک سن رسیدہ یورپین شخص کو لے آیا ۔ یوشع نے ایک مختصر خط لکھ کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مسلمانوں کے لشکرگاہ میں جاکے ملک العادل کو دیدے یہ شخص اودھر روانہ ہوا اور شاہ رچرڈ یوشع کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ۔

"تم نے بڑی کوشش کی"

یوشع "حضور آپ کے اقبال سے ملک العادل میرے کہنے کو بہت مانتے ہیں ۔ مینے ایک موقع پر اُنکی ایسی خدمت کی ہے کہ شاید وہ عمر بھر میرے احسانمند رہیں"

رچرڈ "تو اب ورجنا کو بلوائیں ۔

یوشع "شاہزادی صاحبہ کو آپ اُسوقت بلوائیں جب مسلمان لوگ آئیں"

رچرڈ "(افسروں سے) جاؤ اپنی فوج کو حکم دو کہ آراستہ ہوکے ملک العادل کا استقبال کریں" اور تمام لوگوں سے کہدو کہ درباری وضع پہنکے آئیں اور ادب کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں"

اکثر لوگ خیمہ سے اُٹھکے چلے گئے ۔ دم بھر میں سامان درست ہوگیا اور رچرڈ کے دربار سے شاہانہ جاہ و جلال نمایاں ہونے لگا ۔ ہرکارے نے آکر عرض کیا کہ "حضور ملک العادل و شہزادہ افضل آتے ہیں ۔ پانچہزار سوار ساتھ ہیں اور چاہتے ہیں کہ مع فوج کے حضور کے خیمہ تک آئیں"

رچرڈ "(ذرا غور کرکے) اچھا آنے دو ۔ کچھ مضائقہ نہیں ۔ تھوڑی دیر میں صلح ہوجائیگی اب ہم میں اُن میں دشمنی نہیں ہے"

یہ کہکے شاہ رچرڈ اُٹھکے خیمہ سے نکلا اور دونوںکو نہایت تعظیم و تکریم سے لاکے اپنے برابر بٹھایا ۔ تمام مسلمان افسر جو ملک العادل کے ساتھ آئے تھے ایک طرف صف باندھکے بیٹھ گئے اور دوسری طرف یورپین افسروں نے اپنی صف باندھی ۔ یوشع نہایت خلق و خوبی سے مسکراتا ہوا ملک العادل کے پاس گیا اور کہنے لگا "میں ممنون ہوں ۔ آپنے مجھے سرخرو کیا ۔ ورنہ میری کیا اصل حقیقت تھی کہ اتنی بڑی اہم لڑائی میں صلح کی کوشش کرتا ۔ اب چاہتا ہوں کہ پہلے عہدنامہ مکمل ہوجائے پھر کوئی اور بات ہو"

ملک العادل "مین نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ حتی الامکان تمھاری درخواست نہ مسترد کرونگا آج تک اُسی پر قایم ہون"

یہ کہکے ملک العادل نے صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا اور شاہ رچرڈ کو سُنایا شاہ رچرڈ نے عہدنامہ سنکے فوراً حکم دیا کہ حور وش پری چہرہ ورجنا دربار مین لائی جائے - قید کی سختیان ابتک اُسکے حسن کے ساتھ دشمنی کر رہی تھین ورجنا اب بھی آئی تو اس ہیبت سے کہ آہنی طوق وسلاسل زیور کے کام دے رہے تھے اور حسرت نے ایک موثر پوڈر چہرے پر مل دیا تھا ورجنا اپنا آہنی زیور بجاتی ہوئی آئی اور ملک العادل کو دیکھکے شرما گئی -

اسوقت تمام دربار مین ایک سکوت تھا سب خاموش بیٹھے تھے کہ یوشع نے بڑھکے ورجنا کی طرف خطاب کیا اور کہا "شاہزادی صاحبہ مین سنتا ہون کہ آپنے دین اسلام قبول کرلیا؟ اور بعض لوگونکی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کو دین اسلام کے برحق اور دین مسیحی کے باطل ہونیکا دعوے ہے -

ورجنا "(سر جھکاکے اور نیچی نظر کیے) ہان مین مسلمان ہون اور اسلام کو برحق اور دیگر مذہبونکو باطل سمجھتی ہون"

یوشع "آپ اپنا دعوی ثابت کرسکتی ہین"

ورجنا "بیشک عقل نہین مانتی کہ وہ شخص جو آدمی کی صورت مین تھا خدا کا بیٹا ہو دوسرے یہ سمجھ مین نہین آتا کہ بیٹے سے کیا مراد ہے - اگر خدا اسلیے باپ ہے اُسنے حضرت مسیح کو پیدا کیا تو کچھ انھین پر تخصیص نہین خدا نے ہر شخص کو بلکہ ہر چیز کو پیدا کیا ہے سبکا باپ ہوگا اور ہر چیز کو اُسکے بیٹا ہونے کی صلاحیت ہے - اور اگر بیٹے کے یہ معنے ہین کہ وہ فعل خاص اور قوت واسطۂ پیدایش واقع ہوئی ہو جسکی وجہ سے دنیا مین بیٹے کو لوگ بیٹا کہتے ہین تو اول تو خدا کی شان اس سے منزہ اور پاک ہو اور دوسرے لازم آئیگا کہ خدا کیلیے اسکی ایک ہم کف بیوی قرار دیجائے اور شاید حضرت مریمؑ کو اس معنی کرکے عیسائی خدا کی بیوی مانتے ہین -

یوشع "شہزادی صاحبہ - آپکے دو دعوے تھے ایک اسلام برحق ہو دوسرے دیگر مذاہب باطل ہین - اس تقریر سے آپکا دعوی کون ثابت ہوا - پہلے دعوے سے تو کوئی علاقہ ہی نہین - دوسرا دعوی عام ہے - اور آپ خاص مذہب عیسوی کا بطلان ثابت

کرتی ہین - لہذا دوسرے حیثیت سے بھی تقریر ناقص ہے - پہلے آپ یہ بتائین کہ اسلام کیونکر برحق ہے "

ورجنا " جس طرح مین نے دین مسیح کی تردید کی اُسی طرح کل مذاہب کی تردید کرسکتی ہون اور جب کل مذاہب باطل ثابت ہو جائینگے تو خواہ مخواہ ماننا پڑے گا کہ اسلام برحق ہے "

یوشع " تو اسلام اس لیے برحق ہے کہ اُس کے سوا دیگر مذاہب باطل ہین "

ورجنا " بیشک "

یوشع " تو آپ کا پہلا دعوی دوسرے پر منحصر ہے - خیر اب مین خود مسلمان کے اعتقاد سے ثابت کرتا ہون کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے تھے - آپ نے جو کہا کہ بیٹے سے کیا مراد ہے اس پر ہم زیادہ بحث نہین کرسکتے - کیونکہ یہ دین کا ایک ایسا مسئلہ ہے جسکی کُنہ تک انسانی عقل نہین پہونچ سکتی - ہم کو صرف مان لینا چاہیے کہ خدا کے بیٹے تھے - خواہ سمجھ مین آئے یا نہ آئے خود مسلمانون کی مقدس کتاب قرآن مین ہے کہ مریم کے پیٹ مین اللہ نے اپنی روح پھونکی جس سے وہ حاملہ ہوئین اور مسیح پیدا ہوے یہ تو ضرور ماننا پڑے گا کہ مسیح کی پیدایش مین ذات باری تعالی کو خاص قسم کا تعلق تھا اور ہوسکتا ہے کہ وہ تعلق ویسا ہی ہو جیسا باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوا کرتا ہے - یہ اعتقاد ہمارا ہی مسلمانون کو بتایا گیا تھا مگر انکی سمجھ مین نہ آیا اور نہ سمجھنے ہی سے یہ غلطی ہوئی کہ حضرت مسیح کی ابنیت کے منکر ہو گئے "

ورجنا " مسلمانونکی یہ کارروائی بیجا نہین ہے کیونکہ جو چیز انسان کی سمجھ مین نہ آئے انسان اُسکا معتقد بھی نہین ہو سکتا ہے "

یوشع " خود مسلمانونکے اعتقاد مین ایسی بہت سی باتین شامل ہین جن کو وہ آجتک نہین سمجھ سکے "

ورجنا " میرے نزدیک تو دین اسلام مین کوئی ایسی بات نہین ہے "

یوشع " اگر مین ثابت کردون تو آپ دین مسیحی کو اختیار کرلیں گی "

ورجنا " (کسیقدر مسکراہٹ دکھا کر) بیشک مین حق کی طرف ہون اگر دین اسلام کو ایسا ہی ثابت کردینگے تو مین بیشک اُس سے دست بردار ہو جاؤنگی "

یوشع "قرآن مین جابجا مذکور ہو کہ خدا کے منہ ہو۔ اُسکے ہاتھ ہین۔ اُسکے پاؤن ہین تمام قدمائے اسلام کا صرف ان باتون پر اعتقاد رہا۔ مگر آجتک سمجھ مین کسی کے نہ آیا" (یہ کہکے یوشع نے ملک العادل کیطرف دیکھ کے پوچھا "عموماً اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے یا نہین"

عادل کی آنکھون سے معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت وہ سخت غضب آلود ہے مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ اُسنے نظر نیچی کر کے اور نہایت ضبط کر کے یہ جواب دیا "ہان مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے۔

ورجنا ساکت رہ گئی اور اسکے سکوت سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا اپنے آپ کو لاجواب ظاہر کرتی ہے۔

مسیحیون مین خوشی اُسقدر اعتدال سے بڑھ گئی کہ اگرچہ اسوقت ملک الافضل اور ملک العادل کی موجودگی کے باعث خوشی ظاہر کرنے کا موقع نہ تھا مگر بعض بعض نے بے اختیار تالی بجادی۔

یوشع "شاہزادی صاحبہ یا تو جواب دیجیے یا اپنے اقرار کے موافق دین مسیحی اختیار کیجیے"

ورجنا "افسوس مین نے دین اسلام چھوڑنے کے لیے نہین اختیار کیا تھا مگر اب کچھ نہین بن پڑتا ہو (شاہ رچرڈ کی طرف دیکھکر) "ماموں جان اب میری خطا آپ معاف کیجیے اور نہایت ندامت کے ساتھ پہلے مسیح سے اور پھر آپ سے معافی کی خواستگار ہون اب مین پھر دین عیسوی اختیار کرتی ہون"

یوشع نے خوش ہو کے شاہ رچرڈ کو سلام کیا اور ادب سے کہا "اُمیدوار ہون کہ عادل اور منصف بادشاہ اپنے عہد کو پورا کرے اور وہ دونون خدمتین جو مین نے اپنے ذمہ لی تھین بجالایا اب انعام کا خواستگار ہون"

یہ سنتے ہی شاہ رچرڈ اوٹھ کھڑا ہوا اور تمام ارکین دولت کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگا "اے میرے ہموطنو۔ اور اے جان نثاران یورپ۔ یوشع نے جو خدمت سرانجام کی اور جو لیاقت اور دینداری دکھائی اُسکا صلہ صرف مسیحی دے سکتے ہین۔ کسی کے امکان مین نہین کہ اُسکی اسقدر کی قدر کر سکے جسقدر کہ یہ مستحق ہو مگر مجھے حتی الامکان اُس بات کو ضرور پورا کرنا چاہیے جسکا مین نے وعدہ کیا ہے اور جسکا یہ مستحق ہے۔

(سب لوگ شور کرنے لگے بیشک یوشع کی آرزو پوری کرنا چاہیے کہ ورجنا اسی کو دیدی جائے یہ اُسکو اپنے نکاح مین لانا چاہتا ہے - ہر طرف ایک سکوت ہوگیا اگرچہ ورجنا اس قابل نہین کہ اُسکو یوشع کا ایسا شوہر ملے - مگر اب میرا فرض ہو کہ اپنے عہد کو اور یوشع کی آرزو کو پورا کرون "!

یہ کہہ کے رچرڈ نے پادری کو بلایا اور حکم دیا کہ انگلستان کی رسم کے موافق اسیوقت عقد کردے پادری نے اُٹھکے اپنا مذہبی خطبہ پڑھا اور یوشع اور ورجنا کا ہاتھ ملا دیا - چارون طرف سے مبارکباد کی آوازین آنے لگین -

رچرڈ پھر اُٹھا اور یوشع کیطرف خطاب کرکے کہنے لگا "اے راستباز اور دیندار یوشع تمنے بہت بڑا کام کیا - تم بڑے صلہ کے مستحق ہو اور مجھے افسوس ہو کہ صلح ہوجانے کیوجہ سے مین بہت جلد اپنے وطن کو واپس جاؤنگا مجھے یقین ہے کہ ورجنا کو تم تکلیف نہ دوگے - اسے تم اپنے پاس ایک میری یادگار سمجھنا - گو اسنے بہت بڑی خطا کی مگر اب توبہ کرکے پھر اپنے اعتقاد پر آ گئی - خدا نے اسکے گناہ معاف کیے تم بھی اسکے گناہ معاف کر دینا"

جسوقت شاہ رچرڈ یہ تقریر کر رہا تھا یوشع اُٹھ کے ملک العادل اور شاہزادہ افضل کے پاس پہونچا شاہزادی ورجنا بھی اُسکے ساتھ تھی - رچرڈ کی یہ تقریر ختم ہوتے ہی یوشع نے عہدنامہ ملک العادل سے لے لیا اور کھڑا ہو کے کہنے لگا -

"بہادر اور شیر دل بادشاہ فرنگستان مسلمانون اور مسیحیون مین اب صلح ہوگئی یہان اسوقت دونون گروہ کے سرگروہ بلکہ بادشاہ اور شاہزادے موجود ہین - ملک العادل اور شاہزادہ افضل دونون اپنی مسلح فوج لیکے آئے ہین اور بیٹھے ہوے ہین - کوئی خوف کا محل نہین پھر کیا ضرورت ہے کہ جو راز ابتک مخفی رہے ہین اب بھی مخفی رہین - مینے مسیحیون پر احسان کیا کہ جب وہ لڑائی سے تنگ آ چکے تھے اُسوقت صلح منظور کرادی جس مین میرے دوست ملک العادل نے کوشش کی مگر اس سے پہلے یہ میرے دوست تھے اور اب چچا ہین افضل پہلے غیر تھا اور اب میرا چھوٹا بھائی ہے مین پہلے یوشع تھا اور اب سلطان صلاح الدین کا بڑا بیٹا عزیز نورالدین ہون - چونکہ اب مین کھلی موجود ہون لہذا اب عہدنامہ پر اپنا دستخط کیے دیتا ہون یہ عہدنامہ اب بھی کھلا ہے اور کوئی اسکی مخالفت نہین کر سکتا" یہ لکھکے دستخط کرکے عہدنامہ شاہ رچرڈ کی طرف بڑھا دیا اور کہنے لگا

ورجنا پہلے ہی میری ہو چکی تھی مگر اب مین تیرا احسانمند ہون کہ خود تیری فیاضی اور رضامندی سے وہ میری پیاری بی بی ہو گئی (عیسائی حیرت سے ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے) مینے ابھی ورجنا کو بڑی کوششون سے ایک مسیحیہ عورت بنایا تھا اور اب نہایت سہولت سے اُسے مسلمان کرتا ہون" (ورجنا کی طرف دیکھا) -

ورجنا "مین پھر خدا سے اپنی دو گھڑی پہلے کے کفر کی معافی چاہتی ہون اور صدق دل سے کہتی ہون لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

عزیز "بس اب اتنا بتا کے اور سب راز آشکارا کر کے رخصت ہوتا ہون چونکہ لڑائی تمام ہو گئی لہذا دوبارہ ملنے کی اُمید بھی نہین ہو سکتی"

رچرڈ حیرت سے دیکھتا ہی رہا اور ملک العادل ملک الافضل ملک العزیز معہ ورجنا کے شاہ رچرڈ کے خیمہ سے نکلے اور گھوڑون پر سوار ہو کے اپنی فوج کے ساتھ اسلامی کیمپ کو روانہ ہوے -

تمام شد

21530